قرآن مجید

انسانی زندگی کا رہبرِ کامل

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

ناشر

دار الرشید

لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

بار سوم

۱۴۳۴ھ - ۲۰۱۳ء

نام کتاب	:	قرآن مجید انسانی زندگی کا رہبر کامل
نام مصنف	:	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
صفحات	:	۳۶۸
تعداد اشاعت	:	۱۱۰۰
قیمت	:	250روپے

ملنے کے پتے

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ، فون0522-2741539

مکتبہ اسلام، گوئن روڈ، امین آباد، لکھنؤ، فون9415912042

مکتبہ ندویہ، احاطہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ، فون9335070285

مکتبہ احسان، مکارم نگر، لکھنؤ، فون9793118234

مکتبۃ الشباب العلمیۃ، شباب مارکیٹ، مکارم نگر، لکھنؤ

الفرقان بکڈپو، نظیر آباد، لکھنؤ 6535664. (0522)2610443

ناشر

E- mail: daralrashid@gmail.com

164/106 خاتون منزل حیدر مرزا روڈ، گولہ گنج، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

پیش لفظ	۱۱
مقدمہ	۱۹
تمہید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	۲۸
اللہ کا نام اور اس کی صفت رحمت	۳۱
سورہ فاتحہ	۳۲
پہلا باب: قرآن مجید اور علم	۳۵
علم کی اہمیت	۳۵
قرآن مجید کا مقامِ بلند	۴۱
ہماری کائنات	۴۵
خالق کائنات	۴۶
رب کائنات کا ہر کام بامقصد ہے	۴۸
علم الٰہی کی وسعت	۴۸
الکتاب: کائنات کا رکارڈ	۴۹
پوری کائنات خدا کے علم کا مظہر ہے	۵۰
کائنات کا مربوط نظام عمل	۵۱
دوسرا باب: قرآن مجید اور انسان	۵۳
جنات اور انسان	۵۳

www.abulhasanalinadwi.org

انسان کی فضیلت وخصوصیت	۵۷
وحی الٰہی اور کتب سماویہ	۵۸
عبادت الٰہی	۶۰
انسان قرآن مجید کی روشنی میں	۶۱
انسان کا اصل امتیاز	۷۱
انسان کا معیار بلندی	۷۳
قرآن کا تصور انسان	۷۷
تیسرا باب: خالق کائنات کی تابعداری	۸۰
راہ اعتدال	۸۴
جامعیت اور وسعت	۸۷
چوتھا باب: انبیاء کرام کی بعثت	۸۹
حضرت نوح علیہ السلام	۹۳
دیگر انبیاء کرام	۹۸
حضرت ابراہیم علیہ السلام	۱۰۹
حضرت موسیٰ علیہ السلام	۱۱۲
حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام	۱۱۶
سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲۵
قرآن مجید انداز تعلیم وتربیت	۱۳۸
پانچواں باب: قرآن آخری کتاب ہدایت	۱۴۳
نزول قرآن اور اس کی حفاظت	۱۴۵

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن کے مختلف نام	۱۴۶
وحی الٰہی اور اس کا نزول	۱۴۸
وحی متلو اترنے کی مختلف صورتیں	۱۴۹
اول آیات قرآنی اور آخری آیات	۱۵۲
مکی اور مدنی سورتیں	۱۵۳
منزلیں	۱۵۴
سورتوں اور آیات کی تقسیم وترتیب	۱۵۴
کتابت قرآن	۱۵۵
جمع وتدوین قرآن	۱۵۶
چھٹا باب: فضائل قرآن	۱۶۱
دیگر آسمانی کتابوں کے درمیان قرآن مجید کا مقام	۱۶۴
قرآن حکیم دشمنوں کی نظر میں	۱۶۵
قرآن کتب سابقہ کا محافظ اور وحی وتنزیل کی آخری ارتقائی کڑی ہے	۱۶۶
کلام ربانی اور عربی زبان	۱۶۹
خصوصیات وامتیازات	۱۸۷
کتاب مبین اور ھدی للعالمین	۱۸۸
عظمت وتقدس	۱۸۸
کلام حکیم وجلیل	۱۹۱
کلام معجز ونورانی	۱۹۸
بلیغ وپراثر کلام	۲۰۱
قرآن میں اقناع کی صفت	۲۰۱

www.abulhasanalinadwi.org

ساتواں باب: علوم ومباحث	
علم احکام	۲۰۳
علم مخاصمہ	۲۰۳
تذکیر بآلاء اللہ	۲۰۳
تذکیر بایام اللہ	۲۰۴
علم تذکیر موت	۲۰۴
مشکلات قرآن (یعنی غور وفکر کے خاص مواقع)	۲۰۴
اولیات قرآن	۲۰۵
قرآن مجید میں حقائق کونیہ پر غور کرنے کی تلقین تاکہ ایمان کو تقویت حاصل ہو	۲۰۶
قرآن مجید کے مباحث کا تنوع	۲۰۶
علم تعبیر الرؤیا	۲۰۸
علم الامثال	۲۰۸
علم الاخلاق	۲۰۹
علم النفس	۲۰۹
سیاحت واسفار	۲۰۹
آسمانی تحقیقات	۲۱۰
تاریخی معلومات	۲۱۰
معاشی پہلو	۲۱۰
تحقیقی انداز	۲۱۱
لباس انسانی	۲۱۱
بسلسلہ تغذیہ	۲۱۱

www.abulhasanalinadwi.org

دھاتی صنعتیں	۲۱۱
قرآن مجید کا زندگی اور کائنات کے متعلق متنوع حقائق پر مشتمل ہونا	۲۱۲
آٹھواں باب: **قرآن مجید کی اعجازی خصوصیت**	۲۱۴
قرآن کی اعجاز بیانی	۲۱۷
قرآن مجید کے فواصل کا اعجاز	۲۱۸
قرآن مجید کا حیرت انگیز عددی اعجاز	۲۲۱
نواں باب: **تعلیمات قرآن**	۲۲۱
اچھے اخلاق کی تلقین	۲۲۵
سورہ فاتحہ	۲۲۶
نزول کی ترتیب میں پہلی سورہ سورہ اقرأ علم کی تلقین کی سورہ	۲۲۸
سورہ بقرہ اور دیگر سورتیں	۲۳۰
قرآن حکیم کی بنیادی تعلیمات	۲۳۴
عقیدۂ توحید	۲۳۵
عقیدۂ توحید کے تحت آنے والی دوسری حقیقتیں	۲۴۳
ایمان	۲۵۹
نماز	۲۶۲
خدا اور انسان کے درمیان کا تعلق	۲۶۳
پوری کائنات محو عبادت اور سربسجود ہے	۲۶۴
اس کائنات میں انسان کا مقام اور دوسری مخلوقات سے اس کے امتیاز کا راز	۲۶۷
انسان کے لئے مقررہ عبادت نماز	۲۶۹

www.abulhasanalinadwi.org

اس کی شخصیت کا لباس	۲۶۹
زکوٰۃ اور صدقات کی اہمیت	۲۷۰
سودی لین دین کے نقصانات	۲۷۰
روزہ	۲۷۵
عید	۲۸۱
حج	۲۸۳
عیدالاضحیٰ	۲۹۶
جہاد کا تصور قرآن مجید میں	۲۹۸
دسواں باب: نبی آخرالزماں کا مقام وکام	۳۰۲
حسن سیرت واخلاق کی اہمیت	۳۰۵
روحانی امراض اور نفس کے شرور کے زہر کا تریاق	۳۰۶
اخلاص	۳۰۶
سچی توبہ	۳۰۷
صبر وتحمل اور عفو ودرگزر	۳۰۷
خدا کا استحضار	۳۰۷
تقویٰ اور قول وعمل میں استقامت	۳۰۷
یقین وتوکل	۳۰۷
استقامت	۳۰۸
کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامے رہنا	۳۰۸
اللہ اور اس کے رسول کی محبت	۳۰۸
تقویٰ اور نیکی کے کاموں میں تعاون	۳۰۹

www.abulhasanalinadwi.org

اسلامی اخوت و بھائی چارگی	۳۰۹
امانت کی ادائیگی	۳۰۹
لوگوں میں مصالحت، اور مفید و خیر کے کام	۳۰۹
نرم خوئی، مدارات و تواضع	۳۱۰
اسوۂ نبوی کا اتباع	۳۱۰
امید و بیم اور خوف و رجا	۳۱۰
زہد و قناعت	۳۱۱
ایثار و قربانی	۳۱۱
کبر و غرور، فساد اور بگاڑ پھیلانے کی حرمت	۳۱۱
حسن اخلاق اور نفس پر قابو رکھنا	۳۱۲
نیکوکاروں کی صحبت	۳۱۲
مسلمان کے مسلمان پر حقوق	۳۱۲
تہذیب اخلاق و تزکیۂ نفس	۳۱۴
گیارہواں باب: حسن سیرت واخلاق حسنہ کے لیے قرآنی ہدایات	۳۲۳
معاشرتی برائیاں اور ان کا علاج	۳۲۳
تقوی	۳۲۴
شرم و حیا	۳۲۴
عدل و انصاف	۳۲۵
درگزر	۳۲۵
قرآن مجید میں قلب کی اہمیت کا تذکرہ	۳۲۸
قلب کی مرکزیت	۳۲۸

www.abulhasanalinadwi.org

جذبات واحساسات کی قلب سے وابستگی	۳۲۸
دل اور دماغ کا دائرۂ عمل	۳۲۹
قلب اور فواد کی تعبیر	۳۳۰
اعمال کا دارومدار دل کی کیفیت پر ہے	۳۳۰
روح دل کی تابع ہے	۳۳۳
دل ودماغ کا کردار	۳۳۶
قرآن مجید کا حکایتی اسلوب	۳۳۷
حکایتی اسلوب میں ادبیت اور مقصدیت	۳۳۷
حکایت بیانی میں ایمان وعقیدہ اور عمل کی اصلاح کا مقصد	۳۳۸
حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ	۳۳۹
موقع ومحل کا لحاظ	۳۴۰
تکرار کا اسلوب	۳۴۲
حضرت موسیٰ کے قصوں کا اسلوب اور اس کی خصوصیت	۳۴۲
ذرائع ابلاغ قرآن مجید کی روشنی میں	۳۴۹
ابلاغ کی افادیت	۳۴۹
انفرادی دائرہ کی مثال	۳۵۰
اجتماعی دائرہ کی مثال	۳۵۰
قوموں کے سبق آموز حالات ابلاغ کے تعمیری کردار کی اعلیٰ مثال ہیں	۳۵۱
رب کی بندگی اور دعا قرآن مجید کی روشنی میں	۳۵۳

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين وخاتم النبيين سيدنا محمد بن عبد الله الأمين ؛ وعلى آله وصحبه أجمعين، ومن اهتدى بهديه إلى يوم الدين، والتقدير العظيم والشكر اللائق على ما أنعم الله على البشرية بتنزيله لكتابه المجيد القرآن العظيم ووعد بحفظه، وجعله هداية وشفاء لقلوب المؤمنين، أما بعد!

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ مقدس کتابوں میں آخری کتاب ہے اور اس کو اس زمانہ کے آغاز پر اتارا گیا جو انسان کی علمی توجہات اور وسائل زندگی کے اعلیٰ ترین اسباب کی تحقیق وانکشاف کا عہد بننے والا تھا اور انسانی زندگی مادی ترقیات اور متنوع حالات اور اجتماعی زندگی کی وسعت اور مادی اسباب کی ترقی میں انسانی تجرباتی علم سے فائدہ اٹھانے کے لحاظ سے بڑی ترقی کا عہد بننے والی تھی، تجرباتی علم سے فائدہ اٹھانے کا عمل بڑے وسیع اور مؤثر انداز میں ہونے والا تھا، یہ سب رب العالمین کی عطا کردہ صلاحیت علمی کا نتیجہ تھا، چنانچہ قرآن مجید کا آغاز علم کی اہمیت کے ساتھ اور اس کو رب العالمین کا خصوصی عطیہ قرار دینے کی شکل میں ہوا، اس لئے اس کو گذشتہ نازل کردہ کتابوں کے مقابلہ میں زیادہ جامع اور انسانی ضرورت کے متنوع پہلوؤں میں رہنما کتاب کی حیثیت عطا کی گئی اور مزید یہ کہ اس کو آنے والے ترقی یافتہ اور متنوع عہد کی ضرورت کے لحاظ سے کامل خصوصیات اور ہر عہد کے

www.abulhasanalinadwi.org

انسانوں کی ضرورت کے لحاظ سے رہنمائی کرنے والے نبی پر اتارا، جو انسانوں کی کامل رہنمائی کرنے والی شریعت کو لے کرتا قیامت انسانوں کے لئے مبعوث کیا گیا، اس طرح دونوں کو اپنی اپنی جگہ جامع اور تکمیلی مقام حاصل ہوا۔قرآن مجید کو آسمانی کتابوں میں آخری اور مکمل کتاب کی حیثیت سے اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء کے سلسلہ میں تکمیلی شریعت کے ساتھ آخری نبی کا مقام دیا گیا۔قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کے لیے اصلاحی نظام کے طور پر اتارا اور ایسا جامع بنایا کہ اس نظام میں اب کسی تبدیلی کی ضرورت باقی نہ رہے، اور اپنے نزول کے وقت سے لے کر دنیا کے باقی رہنے تک ایمان اور آسمانی ہدایت کی ضرورت کے لئے کافی رہے، اور دنیا کے باقی رہنے تک خیر وشر کے تمام معاملات میں ان دونوں یعنی اس آسمانی کتاب اور آخری نبی سے رہنمائی حاصل ہوتی رہے۔

قرآن مجید کو نصیحت اور موعظت کے لئے اور نبی کو اس نصیحت و موعظت کے نمونے کے طور پر مقرر کیا گیا، اب جو بھی ان کو اپنا رہنما بنائے گا اس کو اپنے پروردگار خالق کائنات اللہ رب العالمین کے حکم اور مرضی کو بالکل صحیح طریقہ سے معلوم کرنے کا موقع ملے گا، اور یہ انسانی مخلوق جس کو عقل اور خواہش نفس دونوں سے فائدہ اٹھانے اور اثر لینے کی خصوصیت عطا کی گئی اور خواہش نفس کے اثر سے وہ حقائق کو سمجھنے میں بے راہ ہوسکتا ہے، اس کو صحیح راستہ پر لانے کا ذریعہ رہے گا، اور صحیح زندگی کا صحیح راستہ تبدیل نہ کرنے اور من مانی زندگی گزارنے اور اللہ رب العالمین کی عطا کردہ نعمتوں سے غلط فائدہ اٹھانے سے بچانے کا ذریعہ بنے گا، اسی خصوصیت کی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہادی، مبشر، منذر، بشیر ونذیر اور سراجاً منیراً کہا گیا ہے، اور قرآن مجید کو ذکری للمؤمنین، ھدی للمتقین، موعظۃ، شفاء، کتاب مہیمن اور فرقان کہا گیا اور اس کی اس خصوصیت کو اس کے ہر حسن نیت سے پڑھنے والے کے عمل پر اثر انداز ہونے کو برابر دیکھا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کے ذریعہ سے یہ کلام بلیغ انسانوں کو عطا کیا گیا، ان کے اصحاب کی زندگیوں پر جس طرح اثر انداز ہوا، اس کو دنیا نے دیکھا اور وہ تاریخ میں محفوظ ہے۔

قرآن مجید خالق کائنات کا کلام ہونے کی بنا پر مخلوقات کی سطح سے انتہائی بلند اور

www.abulhasanalinadwi.org

غیر معمولی اثر اور طاقت رکھنے والا کلام ہے، یہ آسمان سے اترنے والا آسمانی کلام ہے، آسمان کے سامنے دنیا بہت کمزور اور حقیر حیثیت اور طاقت کا عالم ہے، اس کی طاقت اور برداشت انتہائی کم ہے، آسمانی طاقت والی چیز اپنی براہ راست طاقت کے ساتھ زمین پر آئے تو زمین اس کو برداشت نہیں کرسکتی، ایٹم کے توڑنے سے جو طاقت پیدا ہوتی ہے وہ زمین کی اعلیٰ طاقت کا ایک اظہار ہے، اس کے مقابلہ میں آسمان کی طاقت کا تصور کیا جائے تو کتنی زیادہ ثابت ہوگی۔

قرآن اللہ کا کلام خدائی طاقت رکھتا ہے، اس کی طاقت کی طرف اشارہ اس طرح فرمایا گیا ہے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط [سورۃ الحشر:۲۱]

''اگر ہم اس قرآن کو [اس کی اصل حالت پر] پہاڑ پر اتار دیتے تو تم دیکھتے کہ پہاڑ لرز جاتا اور اللہ کے خوف سے پھٹ جاتا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا۔''

لیکن پھر اس کے ساتھ ہی اللہ نے فرمایا کہ ہم نے اسی کو انسانوں کے فائدہ کے لیے اس طرح اتارا کہ انسان اس کو اٹھا سکے اور برداشت کرسکے تاکہ انسان کو غور کرنے سے حقیقت کو سمجھنے میں نور ہدایت پانے میں مدد ملے، اس لئے اس کو انسان کی زبان میں اور نورانی مخلوق فرشتہ کے ذریعہ بھیجا، فرشتہ اگرچہ مخلوق ہے، لیکن وہ آسمانی مخلوق ہے، اس طریقہ سے اتنی بڑی نعمت اور عظیم نعمت جو پہاڑ کے برداشت سے اونچی ہے اس کے حصول کو اللہ نے انسان کے فائدے کے لیے دو واسطوں سے ایک فرشتہ دوسرے بلند صلاحیت رکھنے والے انسان کی زبان میں اتار کر قابل برداشت بنا دیا۔

انسانی حقوق وصلاحیتیں جو انسانوں کی زندگی کے فطری تقاضوں کے لحاظ سے ہونے چاہئیں، ان کو انسان کے خالق و مالک سے زیادہ کون جان سکتا ہے، لہٰذا قرآن مجید میں صرف عبادت ہی کی ہدایت نہیں دی گئی ہے، بلکہ انسان کے اور اس کے خالق کے مابین جو تعلق وربط ہوسکتا ہے، اس کے لیے انسانوں کی فطری حالت وصلاحیت کا لحاظ رکھتے ہوئے زندگی کے تمام عقائد اور اعمال کے سلسلہ میں ایسی رہنمائی کی گئی ہے جس میں انسانی زندگی

www.abulhasanalinadwi.org

کے تقاضے اور ضرورت کا پورا احاطہ کیا گیا ہے، انسان کا مزاج صرف انفرادی دائرے میں رہ کر ہی زندگی گذارنے کا نہیں ہے بلکہ وہ تعلقات اور آپس کے معاملات کے لحاظ سے بھی اپنی زندگی گذارتا ہے، اور پھر مرد وعورت کے تعلقات جو معقول اور شریفانہ ہوں اور جو نامعقول اور بہیمانہ ہوں ان سب کا اس میں خیال رکھا گیا ہے، مرد وعورت کے درمیان تعلق کس طریقہ سے صحیح اور کس طریقہ سے نامناسب ہے اور اس میں باعزت صورت کیا ہے اور کس صورت میں بے عزتی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے؟ اسی طرح اعزاء واقرباء دوست دشمن اہل محلّہ اور پڑوسی سب کے تعلقات کے جو الگ الگ تقاضے اور ضرورتیں ہیں، ان سب کو مناسب انسانی دائرے میں رکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے اور تلقین اور مشورے سے ان کو بہتر اور درست رکھنے سے کام لیا گیا ہے، اور طرز بیان ایسا رکھا گیا ہے جو دلوں کو کھینچے، اور انسان کے فطری تقاضے کی رعایت کے ساتھ ایک انسان کے دوسرے انسان سے تعلق میں باقاعدہ اور بہتر ومناسب طریقہ بتایا گیا ہے، اور سماجی زندگی کو بہتر اور صاف ستھرے طریقے سے چلانے کے لیے جو بہتر ہے اس کو ضروری قرار دیا گیا ہے، اور اسی کے ساتھ سماجی زندگی میں ایسا ٹکراؤ پیدا ہو جائے جو پریشانی کا باعث ہو تو اس کا بہتر سے بہتر حل بتایا گیا ہے، تاکہ خوش دلی کے ساتھ انجام سامنے آئے، عورت کو انسانی سطح پر مرد کے برابر قرار دیا گیا ہے، لیکن جسمانی طاقت اور صلاحیت اور نفسیاتی کیفیت کے لحاظ سے دونوں میں جو فرق ہے اس کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے، معاشی لحاظ سے دولت کی آمد وخرچ کے بھی مفید اصول بتائے گئے ہیں، وہ آمدنی جو کسی فکر وکوشش کے عوض میں نہ ہو اس سے منع کیا گیا ہے، اس طرح سود اور جوے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اور جس کے پیچھے کوئی فکر ومحنت ہو اس کو بہتر وپاکیزہ قرار دیا ہے، جیسے اجرت پر کام کرنا، تجارت، بیع وشرا، صنعت کا طریقہ اختیار کیا گیا اور صاحب مال کے دنیا سے رخصت ہونے پر اس کے مال کو ایسا مال نہیں قرار دیا گیا جسے کوئی بھی اپنی طاقت سے قبضہ کرے، بلکہ اس کو اس کے پسماندگان میں پسماندگان کے تعلق ونسبت کے لحاظ سے تقسیم کیا گیا ہے، اس میں اولاد، ماں باپ اور ان کے موجود نہ ہونے کی صورت میں بھائی بہن اور

www.abulhasanalinadwi.org

بعض شکلوں میں دادا نانا، نانی دادی اور ایسے کسی قریبی رشتہ دار کے نہ ہونے کی صورت میں باپ کے خاندان کے افراد عصبہ کے طور پر وارث ہوتے ہیں۔

ماں باپ ہی دنیا میں انسان کے ظاہری وجود کا سبب ہیں، قرآن مجید نے بڑی قوت کے ساتھ ان کے حق کو بیان کیا ہے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم دیا ہے، اور کئی جگہ اللہ نے اپنے حق کے بعد ماں باپ کے حق کو بیان فرمایا ہے۔

قرآن مجید میں جو شکلیں بیان کی گئی ہیں اس کی مزید وضاحت اور ان سے متعلقہ مزید پہلوا حادیث نبوی میں جو دراصل وحی الٰہی سے حاصل شدہ ہیں یا قرآن مجید کی باتوں کی تشریح ہیں، بیان کردیے گئے ہیں، قرآن مجید میں سورہ نساء میں اس مضمون کو خصوصیت سے بیان کیا گیا ہے، جو آمدنی نہیں کر پاتا اور اس کے پاس کوئی دوسرا چارہ کار نہیں اس کو غریب ومفلس کہتے ہیں۔ اللہ تعالٰی نے امیر کی آمدنی میں غریب کا بھی حق رکھا ہے اور اس حق کی ادائیگی کو انسان کے اچھے اور نیک عمل کا ذریعہ بنایا ہے، اور قرآن مجید میں اس کا بار بار اور جگہ جگہ اس کی تلقین کی گئی ہے بلکہ اس کو اتنی اہمیت دی گئی ہے کہ اپنی عبادت کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ ضرورت مند کی مدد کی بھی تلقین جگہ جگہ کی گئی ہے، تاکہ انسانوں میں معاشی نابرابری جو کہ طبعی طور پر پیدا ہوتی ہے، اس کو قابل عمل حد تک کم کیا جاسکے، اور ظاہر ہے کہ محنت اور حکمت نہ اختیار کرنے والا محنت اور حکمت اختیار کرنے والے کے برابر نہیں ہوسکتا، محنت کرنے والے کا حق بنتا ہے کہ محنت نہ کرنے والے کے مقابلہ میں اپنی محنت کے ثمرات حاصل کرے لیکن اسی کے ساتھ ساتھ اس کے نتیجہ میں جو معاشی نابرابری پیدا ہو رہی ہو اس کو آپس کے تعاون سے کم کیا جائے، اسی بنا پر ضرورت مندوں کی مالی مدد کو ضروری حد تک انجام دینے کو عبادت میں شمار کیا گیا، لیکن اتنا بوجھ نہیں ڈالا گیا ہے کہ محنت کرنے والا اور محنت نہ کرنے والا برابر ہو جائے، قرآن مجید میں اسی طرح حسن سیرت اور حسن اخلاق کی بھی تلقین کی گئی ہے اور پاکیزہ سیرت اختیار کرنے پر زور دیا گیا ہے، اور ناپاک سیرت اور ظالمانہ طرز عمل کی سخت مذمت کی گئی ہے، اور کئی جگہ حسن اخلاق اور حسن سیرت کے مختلف پہلوؤں کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ یہ مضامین سورہ

www.abulhasanalinadwi.org

بنی اسرائیل میں، سورہ لقمان میں اور سورہ حجرات میں تفصیل سے ملتے ہیں، واقعات کی روشنی میں بھی صحیح زندگی گذارنے کی جو تلقین کی گئی ہے اس کے مضامین بھی مختلف جگہوں پر دیکھے جاسکتے ہیں، خاص طور سے سورہ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ اور سورہ قصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ تفصیل سے مذکور ہے، اوراس میں بڑی رہنمائی کا سامان ہے۔

قرآن مجید میں سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ رب العالمین نے اس کائنات کو اور تمام مخلوقات کو ایک اعلیٰ مقصد کے تحت بنایا ہے، اور انسان کو اس زمین پر اپنا نائب اور منتظم بنایا ہے، اور زمین میں اس کی ضرورت کی اشیاء اور ذرائع رکھ دیے ہیں اور یہ سب بامقصد ہے، کوئی تفریح اور کھیل نہیں ہے۔ اور انسان پر واضح کردیا ہے کہ اسے یوں ہی بلا مقصد پیدا نہیں کیا گیا ہے، اس کو ایک متعینہ مقصد کے تحت پیدا کیا گیا ہے، اور صرف اسی کو نہیں، بلکہ کوئی چیز بھی اللہ نے یوں ہی بے فائدہ پیدا نہیں کی، انسان کی ضرورت اور فائدہ جس میں ہے، اس کو اس کا خالق سمجھتا ہے انسان کی ضرورت کے لیے جو چیزیں بنائی گئی ہیں وہ صاف طریقہ سے دیکھی جاسکتی ہیں، اور ان کو دیکھنے کی صورت میں ان کی مصلحت اور ان کے پیچھے جو مقصد ہے اس کو سمجھنے کی تلقین کی، زمین میں اور زمین کے اوپر جو طرح طرح کے انسانی فوائد رکھے گئے ہیں اور جس طرح ان کی افادیت رکھی گئی ہے ان کو سمجھنے اور اس کے مقصد کے لحاظ سے زندگی کو کامیاب بنانے اور سنوارنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، جیسے زمین ہے اور پہاڑ ہیں، کھیتیاں ہیں، باغات ہیں، دریا ہیں، سمندر ہیں، ریگستان وصحراء ہیں جو دور تک چلے گئے ہیں، اور ان سے اوپر چاند وسورج ستارے سیارے ہیں ان سب کو دیکھنے اور ان کی اہمیت کو سمجھنے سے ان سب کے خالق کے سامنے احسان مندی اور اس کے شکر کی ترغیب ہوتی ہے، اور اللہ نے قرآن میں یہ بتایا کہ اللہ کی مخلوقات کس طرح اس کی تسبیح وتحمید اور کبریائی بیان کرتے ہیں ﴿وإنْ مِنْ شَئی إلا يُسَبِّحُ بِحَمْدِه﴾ ان سب کے تذکرے کا مقصد ہی یہی ہے کہ بندہ اللہ کا شکر ادا کرے، اور اس کی حمد بیان کرے کہ اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور ساری مخلوقات کو اس کے لیے پیدا کیا، یہاں تک کہ فرشتوں سے اس کو سجدہ کرایا تاکہ اب یہ انسان اور کسی کے آگے

www.abulhasanalinadwi.org

نہ جھکے صرف اور صرف رب العالمین کے آگے جھکے، اور یہ بات اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اللہ رب العالمین ایک ہے ﴿هُوَ اللّٰهُ الوَاحِدُ القَهَّارُ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُواً أَحَدٌ﴾ اور پھر ﴿هو اللّٰهُ الخَالِقُ البَارِئُ المُصَوِّرُ﴾ اور یہ بھی ﴿أَلَا لَهُ الخَلْقُ وَالأَمْرُ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الخَالِقِيْنَ﴾ اور آیۃ الکرسی میں اور زیادہ وضاحت کے ساتھ توحید کو بیان کر دیا ہے قرآن مجید کا سب سے اہم موضوع یہی توحید ہے، اور دوسرے موضوعات قصص وحکایات اور احکام وعبادات سب میں یہی پہلو غالب ہے کہ اسی ایک اللہ کی بات ماننی ہے، اور اسی لیے نبیوں پر ایمان ہے اور ان کی باتوں پر یقین ہے کہ وہ اللہ کے حکموں کو اس کے بندوں تک پہونچاتے ہیں، اور ان کے ساتھ اللہ نے معجزات رکھے تا کہ بندوں کا یقین پختہ ہو، اور حضور ﷺ کے ساتھ اللہ نے قرآن پاک کو معجزہ کی شکل میں بھی اتارا۔ اس کے بے شمار امتیازی اور اعجازی پہلو اور بہت سی خوبیاں بیان کی جا چکی ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے جب کہ چودہ صدیاں گزر چکی ہیں، لیکن اس کا اصل مقصد انسان کی ہدایت اور رہنمائی ہے، اور انسانی نفسیات کی رعایت کرتے ہوئے مختلف اور حسب ضرورت ہدایات دی گئی ہیں۔

انسان کو اس کے خالق ومالک نے بڑی متنوع طبیعت کا بنایا ہے، اس کا لحاظ قرآن مجید میں بڑے اچھے طریقہ سے ملتا ہے، اس میں انسان کو اس طرح مخاطب کیا گیا ہے کہ اس کی طبیعت کے مختلف انداز کی بڑی رعایت ملتی ہے اور مخاطب کے مزاج کا جیسا انداز ہوتا ہے اس کو قرآن مجید میں اسی کے مطابق خطاب کیا گیا ہے، جس کی بنا پر بات مخاطب کے دل ودماغ کے ساتھ ساتھ دل پر بھی اثر انداز ہوتی ہے، اور انسان کی مذہبی تاریخ میں جو مختلف انداز کے حالات گذرے ہیں قرآن مجید کے خطاب سے احساسات وتاثرات کے نشیب وفراز کا اندازہ ہوتا ہے جو اولین مخاطبین سے لے کر بعد میں آنے والے سب انسانوں کی کیفیات سے مطابقت رکھتے ہیں، ایسے نمونے قرآن مجید میں ضرورت کے مطابق ملتے ہیں جن کے ذریعہ انسان کی دینی واخلاقی درستگی کے لئے رہنمائی کرنے والے بڑے موثر اور متنوع پہلو سامنے

www.abulhasanalinadwi.org

آتے ہیں، اوران سے کلام الٰہی کی عظمت وافادیت کانقشہ سامنے آتا ہے، امید ہے کہ ان پہلوؤں کا تذکرہ قارئین کے لئے تاثراور کلام الٰہی سے استفادہ میں معاون بنے گا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے، اور قرآن مجید کی عظمت کا احساس بڑھانے میں مفید بنائے۔

اس کتاب میں مجھ کو متعدد عزیزوں سے جو علم دین سے اچھی واقفیت رکھتے ہیں، مدد ملی، ان میں خاص طور پر مولوی بلال حسنی ندوی، مولوی محمود حسن حسنی ندوی اور مولوی سحبان ثاقب ندوی ہیں، اور خصوصی طور پر جن کے تعاون کا حصہ زیادہ ہے وہ مولوی محمد وثیق ندوی ہیں، انہوں نے مضامین کی ترتیب وتنسیق کے کام میں خاصی مدد کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہت جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)۔

محمد رابع حسنی ندوی

۸/شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ مسجد نبوی شریف مدینہ منورہ

(۲۶/جون ۲۰۱۲ء)

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

سید محمد واضح رشید حسنی ندوی، ندوۃ العلماء لکھنؤ

قرآن کریم صحف سماویہ میں اپنی خصوصیات کے اعتبار سے منفرد کتاب الٰہی ہے، اس کی سب سے بڑی خصوصیت اس کا تحریف سے محفوظ رہنا ہے، وہ صوتی، لفظی اور ترتیب کے اعتبار سے محفوظ ہے، خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو اس خاص امتیاز کی طرف اشارہ کرتا ہے ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ o﴾ [سورہ حجر ع:۱] (بیشک ہم نے قرآن نازل کیا، اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب قیامت تک اپنی خصوصیات کے ساتھ محفوظ اور قابل استفادہ رہے گی۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''مطالعہ قرآن کے اصول ومبادی'' میں تحریر فرمایا ہے:

''قرآن ''فرقان'' (فاروق اور ممیّز) ہے اور یہ اس کی ایسی امتیازی صفت ہے جو اس کے نام کے قائم مقام ہوگئی ہے ﴿تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا o﴾ [سورہ فرقان: ع،۱] (بڑی عالیشان ذات والا ہے جس نے یہ فیصلہ کی کتاب اپنے بندۂ خاص پر نازل فرمائی، تاکہ وہ تمام دنیا پر جہاں والوں کے لئے ڈرانے والا ہو) قرآن مجید نے ہدایت وگمراہی میں، ایمان وکفر میں، اسلام اور جاہلیت میں، خدا کی رضا وعدم رضا میں، یقین وظن میں، حلال وحرام میں، قیامت تک کے لئے جو فصل اور امتیاز پیدا کردیا ہے اس کی نظیر سے مذہبی تعلیمات اور آسمانی صحیفوں کی تاریخ خالی ہے''۔

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن کریم اپنی زبان و بیان اور مضامین کے اعتبار سے ہر زمانہ میں بحث وتحقیق کا موضوع رہا ہے، اس لئے کہ وہ عربی میں نازل ہونے کے باوجود ہر دور اور ہر قوم کو یکساں طور پر مخاطب کرتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ کِتٰبًا فِیْهِ ذِکْرُکُمْ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ o﴾ [سورہ انبیاء: ع،۱] "ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا تذکرہ ہے کیا تم نہیں سمجھتے" دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِکِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰی عِلْمٍ هُدًی وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ o﴾ [سورہ اعراف: ع:۶] "اور ہم نے ان کے پاس کتاب پہونچادی ہے، جس کو علم ودانش کے ساتھ کھول کھول کر بیان کر دیا ہے، اور مومن لوگوں کے لئے ہدایت ورحمت ہے" ایک دوسری خصوصیت کی طرف اشارہ اس طرح کیا گیا ہے ﴿تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ o اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ [سورہ یوسف: ع:۱] "یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں، ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا، تاکہ تم سمجھ سکو۔"

عربوں کو چونکہ فصاحت وبلاغت کا دعویٰ تھا اور یہ ان کا امتیاز تھا، وہ دوسری قوموں کو عجمی سمجھتے تھے اور وہ قرآن کریم کے مخاطب اول تھے، اس لئے قرآن کریم نے ان کو اس بنیاد پر چیلنج کیا کہ وہ اس سے بہتر نمونہ لاکر دکھائیں، وہ اس میں ناکام رہے، بلکہ ان کے اہل علم وذوق نے اس کے معجز ہونے کا اقرار کیا، ولید بن مغیرہ جو حضور ﷺ کے دشمن تھے آپ کو قرآن کریم کی بعض آیتیں تلاوت کرتے ہوئے سنیں تو اتنا متأثر ہوئے کہ وہ بھاگے ہوئے قریش کے بعض سرداروں کے پاس آئے اور کہا کہ: "واللہ لقد سمعت من محمد کلاماً ما هو من کلام الإنس، ولا من کلام الجن، وإن له لحلاوة، وإن علیه لطلاوة، وإن أعلاه لمثمر، وإن أسفله لمغدق" "(خدا کی قسم میں نے محمد (ﷺ) کو ایسا کلام پڑھتے سنا ہے کہ جو نہ تو انسانوں کا کلام ہو سکتا ہے اور نہ جنات کا، اس میں تو بڑی مٹھاس اور بڑا بانکپن اور دلکشی ہے، اس کا اوپری حصہ (یعنی ظاہری الفاظ) بڑا پھلدار (بڑا سامعہ نواز اور حسین) اور اس کا نچلا حصہ بہت زیادہ پانی والا ہے (یعنی معانی اور مطالب کے لحاظ سے بہت

دقیق اور گہرا ہے)''۔اس اعتبار سے قرآن کریم کا بنیادی اعجاز اعجاز بیانی قرار پایا۔

قرآن کریم اعجاز بیانی کے ساتھ رشد و ہدایت، علم وفکر، اخبار بالغیب، امم سابقہ کا تذکرہ، غلط تصورات اور معتقدات کی تصحیح، خلق انسان اور کائنات کے اسرار اور خدا کی مخلوقات کی خصوصیات، طبیعت انسانی کے رجحانات، اور صلاحیتوں، اعمال انسانی کے نتائج اور اثرات، اور اس طرح کے انسان کی زندگی کے مختلف شعبوں کے بارے میں رہنمائی کرنے والی کتاب ہے۔

ان مختلف اور متعدد خصوصیات کی وجہ سے قرآن کریم پر ہر دور میں اہل علم نے اپنے اپنے زاویوں سے کام کیا، ابتدائی دور بیان کا تھا، اس لئے کہ عربوں کا یہ امتیاز تھا، اس لئے قرآن کریم کے اعجاز بیانی پر زیادہ کام ہوا، اور اس موضوع پر ایک کتب خانہ تیار ہو گیا، اور اس کا سلسلہ اس عہد تک جاری ہے، اس سلسلہ میں ابن قتیبہ کی کتاب ''تأویل مشکل القرآن''، ابوالحسن اشعری کی کتاب ''مقالات الإسلامیین''، ابوالحسن خیاط کی کتاب ''الانتصار''، ابوعبیدہ کی کتاب ''مجاز القرآن''، فراء کی کتاب ''معانی القرآن''، جاحظ کی کتاب ''نظم القرآن''، ابوبکر عبداللہ سجستانی (متوفی ۳۱۶ھ) کی کتاب ''نظم القرآن''، ابوعبداللہ محمد بن زید واسطی معتزلی (متوفی ۳۰۶ھ) کی کتاب ''اعجاز القرآن''، ابوبکر باقلانی (متوفی ۴۰۳ھ) کی کتاب ''اعجاز القرآن''، ابن عربی کی ''اعجاز القرآن''، ابوالحسن علی بن عیسی رمانی (۳۸۴ھ) کی کتاب ''النکت في اعجاز القرآن''، ابوسلیمان حمد بن محمد خطابی کی کتاب ''بیان اعجاز القرآن''، قاضی ابوالحسن عبدالجبار معتزلی کی کتاب ''اعجاز القرآن''، عبدالقاہر جرجانی کی کتاب ''دلائل الإعجاز'' اور ''أسرار البلاغة''، فخر الدین رازی کی کتاب ''نهاية الإيجاز في دراية الإعجاز''، ابن ابی اصبع مصری کی کتاب ''بدیع القرآن''، یحیی بن حمزہ علوی کی کتاب ''الطراز في أسرار البلاغة وعلوم حقائق الإعجاز''، برہان الدین بن عمر بقاعی (متوفی ۸۸۵ھ) کی کتاب ''نظم الدرر''، جلال الدین سیوطی کی کتاب ''الاتقان في علوم القرآن''، اور کتب تفاسیر میں جار اللہ زمخشری کی کتاب ''کشاف'' بیش قیمت سرمایہ ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

زبان وادب کے ماہرین ابن قتیبہ، جمحی، ابوعبداللہ مبرد نے کتاب اللہ کی زبان وبیان پر کتابیں لکھیں، غریب القرآن، مشکلات القرآن، مجاز القرآن، نظام القرآن پر مستقل کتابیں لکھی گئیں، احکام القرآن پر بھی متعدد کتابیں تصنیف کی گئیں، اس دور میں مولانا حمید الدین فراہی نے علوم قرآن اور بیان قرآن کے موضوع پر اہم اضافہ کیا، امم خالیہ کے قصوں پر قصص القرآن کے نام سے متعدد کتابیں لکھی گئیں۔

اس دور میں بھی اعجاز بیانی پر کام جاری ہے، مصطفیٰ صادق الرافعی کی کتاب ''اعجاز القرآن''، شیخ محمد عبداللہ دراز کی کتاب ''النبأ العظیم''، سید قطب شہید کی کتاب ''التصویر الفني في القرآن'' اور ''مشاهد القيامة في القرآن''، محمد الحسناوی کی کتاب ''الفاصلة في القرآن'' اور ڈاکٹر عائشہ عبدالرحمٰن بنت الشاطی کی کتاب ''الإعجاز البیاني للقرآن'' خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اس دور میں قرآن کریم کے اعجاز علمی پر متعدد اہل علم کے قلم سے کتابیں شائع ہوئیں، اور مقبول ہورہی ہیں، کسی نے قرآن مجید کے تشریعی اعجاز پر قلم اٹھایا، کسی نے کائنات کے بارے میں قرآن کریم کے معجزانہ اسلوب پر بحث کی ہے، جیسے علامہ رشید رضا کی کتاب ''الوحی المحمدی''، شیخ محمد ابوزہرہ کی کتاب ''شریعة القرآن دلیل علی أنہ من اللہ سبحانہ وتعالیٰ'' اور مالک بن نبی کی کتاب ''الظاهرة الكونية في القرآن'' ہے، اور یہ کتابیں ہدایت کا سبب بن رہی ہیں۔

بعض مصنفین نے قرآن کریم کی دونوں خصوصیات پر توجہ کی ہے، اور انہوں نے قرآن کریم کے اسلوب بیان کی خصوصیات یہاں تک کہ صوتی آہنگ پر بھی روشنی ڈالی ہے، سید قطب شہید نے اس پہلو پر اپنی کتاب'' التصوير الفني في القرآن ''میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، اس پہلو پر کم لوگوں نے توجہ کی ہے، کہ الفاظ اور معانی اور نظم کے علاوہ قرآن کریم کی آیات میں خاص طور سے بعض سورتوں میں صوتی اعجاز بھی پایا جاتا ہے، صرف اس کو سن کر لوگ اس کے کلام الٰہی ہونے کے قائل ہوئے ہیں اور اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔

تفسیر پر جو کتابیں لکھی گئیں، وہ صاحب تفسیر کے رجحان کے اعتبار سے ہیں اور

www.abulhasanalinadwi.org

ہر کتاب چاہے وہ متقدمین کی ہو، یا متاخرین کی، زمانہ اور صاحب کتاب کی اپنی فہم، اور ذوق کے اعتبار سے ہے، اور ہر تفسیر اپنی ایک خصوصیت رکھتی ہے۔

اس اعتبار سے قرآن کریم کا مطالعہ ایک مستقل موضوع ہر دور میں رہا ہے، اور علمی، ادبی اور دینی حیثیت سے اہل علم کو اس موضوع سے ہمیشہ دلچسپی رہی ہے، اس طرح عربی کے علاوہ مسلمانوں کی دوسری زبانوں میں بھی قرآن کریم کے مختلف موضوعات اور خصوصیات کے اعتبار سے کتابیں تصنیف کی گئیں، فارسی اور اردو زبانوں کا عربی زبان کے بعد تیسرا حصہ رہا ہے۔

قرآن کریم کے کسی موضوع یا اس کے کسی علمی اور فنی پہلو پر روشنی ڈالنا یہ سعادت کی بات رہی ہے اور دعوت وارشاد کا ایک موثر طریقہ بھی ہے، اس لئے صرف قرآن کریم سے متاثر ہوکر عہد قدیم میں بکثرت لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے، اور اس دور میں بھی اس کی مثالیں سامنے آرہی ہیں۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی رحمۃ اللہ علیہ ندوی اپنی کتاب ''مطالعۂ قرآن کے اصول ومبادی'' میں لکھتے ہیں:

> ''قرآن مجید صرف اپنے الفاظ وترکیب اور فصاحت وبلاغت ہی کے اعتبار سے معجزہ نہیں ہے، بلکہ وہ اپنے الفاظ اور ترکیب میں بھی معجزہ ہے، اپنے معانی ومضامین میں بھی، اپنے اعلیٰ علوم ومعارف میں بھی، معلومات غیبی اور حقائق ابدی میں بھی، اپنی پیش کی ہوئی مذہبی واخلاقی ومعاشرتی اور مدنی تعلیمات میں بھی، اپنے اثرات وانقلابات میں بھی، اپنی پیشین گوئیوں اور اخبار میں بھی معجزہ ہے، مگر جب صرف الفاظ میں جو اس کے اعجاز کامل کا صرف ایک پہلو اور گوشہ ہے کوئی مقابلہ نہیں ہوسکا تو اس کے اعجاز کامل میں کیا مماثلت ہوسکتی ہے؟''۔

حضرت مولانا نے یہ بھی لکھا ہے:

> ''قرآن مجید میں جدید علمی (سائنٹفک) حقائق کو تلاش کرنے اور ایک

www.abulhasanalinadwi.org

طرف اس کے بعض اشارات اور اجمالی بیانات، اور دوسری طرف جدید تحقیقات واکتشافات میں تطبیق (جس کی سب سے بڑے پیمانہ پر کوشش اس صدی میں علامہ طنطاوی جوہری مصری نے اپنی مشہور تفسیر ''جواہر القرآن'' میں کی ہے) بڑا نازک اور کسی حد تک پر خطر کام ہے، اس لئے کہ اس کا قوی امکان ہے (اور علم وتحقیق کی تاریخ میں اس کا کئی بار تجربہ ہو چکا ہے) کہ علم وتحقیق کے یہ نتائج جو اس وقت بالکل بدیہی اور ثابت شدہ حقائق سمجھے جارہے ہیں، بالکل بدل جائیں، یا ان کا ثبوت وقطعیت مجروح ومشکوک ہو جائے، نیز اس علمی کاوش میں (جس کی نیک نیتی اور کسی قدر افادیت میں شک نہیں کیا جاسکتا) قرآن کے اصل موضوع ومقصد سے دوری اور جدید علم وتحقیق سے مرعوبیت کا شائبہ بھی پایا جاتا ہے''۔

قرآن کریم کے اعجاز بیانی پر قرون اولی میں متعدد کتابیں تصنیف کی گئیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا، بعد کے عہد میں اعجاز علمی کی طرف توجہ ہوئی اور اس موضوع پر متعدد اہل علم کے قلم سے کتابیں تصنیف کی گئیں اور قرآن کریم اور جدید علم وسائنس کے درمیان مطابقت کی کوشش کی گئی، اگر چہ یہ کوشش خطرہ سے خالی نہیں ہے، اس عہد میں متعدد ملکوں میں اعجاز علمی پر سیمنار بھی منعقد کیے گئے اور کیے جارہے ہیں، لیکن چونکہ قرآن کریم کتاب خالد ہے، اس لئے اس کا اعجاز بھی خالد ہے، ڈاکٹر محمود شاکر نے ''الظاهرة الكونية في القرآن'' (مؤلفہ ڈاکٹر مالک بن نبی) کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ قرآن ہر عہد کے اعتبار سے معجز ہے اور اس دور میں جو چیز عقل وقلب کے لئے مؤثر ہوگی قرآن کریم کا اعجاز اس زاویہ سے ظاہر ہوگا اور یہ تا قیامت باقی رہنے والا معجزہ ہے۔

اس دور میں قرآن کریم کے خلاف بعض حلقوں سے تحریک چل رہی ہے اور یہ دعویٰ کیا جارہا ہے کہ قرآن جنگ اور تشدد سکھانے والی کتاب ہے، اس مقصد سے ان آیات کا انتخاب کر کے اس دعوی کو پیش کیا گیا ہے جن میں ظلم اور اعتداء کی حالت میں اپنے دفاع کے لیے کارروائی کا حکم دیا گیا ہے، یورپ میں ''فتنہ'' نامی فلم بنائی گئی، اس لئے اس وقت ضرورت اس بات کی تھی اور ہے کہ قرآن کریم میں انسانیت کی فلاح وبہبود، انفرادی اور اجتماعی زندگی کی

www.abulhasanalinadwi.org

رہنمائی کے لئے جو اصول بیان کیے گئے ہیں، ان کو معاصر علمی انداز میں پیش کیا جائے، یہ قرآن کریم کا اہم ترین موضوع ہے، اور قرآن کریم نے اس کا دعویٰ بھی کیا ہے کہ یہ کتاب ''ہدی للناس'' ''شفاء للصدور'' اور'' بیان للناس'' ہے، ضرورت تھی کہ قرآن کریم کے ان موضوعات پر روشنی ڈالی جائے جو انسانی زندگی اور اخلاق سے متعلق ہیں، قرآن کریم نے دوسرے مذاہب اور ان کے رہنماؤں کے بارے میں احترام اور ان کے ذکر میں احتیاط برتنے، اور انفرادی اور اجتماعی زندگی کے جو اصول بیان کیے ہیں ان کو نمایاں کیا جائے، اور شدید زیادتی اور ظلم کی حالت میں بھی صبر اور محتاط کارروائی کا جو حکم دیا ہے، اور عدل وانصاف کا دامن تھامے رکھنے کی جو تلقین کی ہے اس کو واضح کیا جائے، ان مضامین سے دوسری مذہبی کتابیں خالی ہیں۔

برادر معظم مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کو مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ کا بڑا موقع ملا ہے، جن کو قرآن کریم کے مضامین اور اسلوب بیان سے بڑی مناسبت تھی، وہ ایک وقت میں شیخ التفسیر بھی تھے اور شیخ الادب بھی، اور انہوں نے علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی براہ راست استفادہ کیا تھا جن کو قرآن کریم کے لفظی اور معنوی اعجاز کا بڑا ادراک تھا۔

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کو پیام انسانیت کی تحریک سے وابستگی کے ذریعہ غیر مسلموں سے تبادلۂ خیال کا بھی کافی موقع ملا اور قرآن کریم کے بارے میں غلط فہمیوں کا ان کو اندازہ ہوا۔ انہوں نے ضرورت محسوس کی کہ قرآن کریم کے وہ مضامین جو پروردگار عالم، کائنات، رب کائنات پر ایمان ویقین، تخلیق انسان، تخلیق انسان کا مقصد، اخروی اور دنیوی زندگی، خدائی تعلیمات واحکامات، انسانی زندگی اور باہم روابط اور انسانی اخلاق سے متعلق ہیں اور انسان کی طبیعت اور اس کے رجحانات وخواہشات سے متعلق ہیں ان کو تفصیل سے بیان کیا جائے تا کہ معلوم ہو کہ وہ صرف مسلمانوں کے لیے نہیں، بلکہ ہر انسان کی زندگی کے لیے رہنما اصول پیش کرتا ہے، اور ان اصولوں کو برتنے سے ایک خوشگوار اور پرامن ماحول اور سکون قلب میسر ہوتا ہے۔ مولانا کو درس قرآن کے دوران ان مضامین کی طرف توجہ ہوئی اور

www.abulhasanalinadwi.org

ضرورت محسوس ہوئی کہ قرآن کریم کے ان مضامین کو اردو داں طبقہ تک منتقل کریں، اور پھر دوسری زبانوں میں بھی منتقل ہوں تا کہ غیر مسلم بھی ان سے فائدہ اٹھائیں، قرآن کریم کی اس افادیت کے وہ لوگ معترف ہیں جن کو قرآن کریم کے ترجموں سے استفادہ کا موقع ملا، انہوں نے قرآن کریم کے علمی اعجاز کے ساتھ اخلاقی اور تربیتی اعجاز کا اعتراف کیا، اس خیال سے انہوں نے مضامین قرآن پر ایک تفصیلی کتاب تصنیف کی، کتاب کے چند عنوانات سے کتاب کے موضوع کا اندازہ کیا جا سکتا ہے:۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ کا نام اور اس کی صفت رحمت، قرآن مجید کا مقامِ بلند، علم کی اہمیت، رب کائنات کا ہر کام با مقصد ہے، علم الٰہی کی وسعت، پوری کائنات خدا کے علم کا مظہر ہے، کائنات کا مربوط نظام عمل، کلام الٰہی، انسان قرآن مجید کی روشنی میں، انسان کا اصل امتیاز، انسان کی خصوصیات قرآن کی نظر میں، جنات اور انسان، انسان کی فضیلت وخصوصیت، انسانی علم اور اس کے استعمال کے لائق عقلی صلاحیت، انبیاء کرام کی بعثت، قرآنی ضابطۂ اخلاق، قرآن مجید کی سات بنیادی آیتیں، نزول کی ترتیب میں پہلی سورہ سورہ اقرأ علم کی تلقین کی سورہ، سورہ بقرہ اور دیگر سورتیں، قرآن حکیم کی بنیادی تعلیمات، عقیدۂ توحید، عقیدۂ توحید کے تحت آنے والی دوسری حقیقتیں، ایمان، نماز، زکوٰۃ اور صدقات کی اہمیت، سودی لین دین کے نقصانات، جہاد کا تصور قرآن میں، نبی آخر الزماں کا مقام وکام، حسن سیرت واخلاق کی اہمیت، روحانی امراض اور نفس کے شرور کے زہر کا تریاق، اخلاص، سچی توبہ، صبر وتحمل اور عفوو درگزر، خدا کا استحضار، تقویٰ اور قول وعمل میں استقامت، یقین وتوکل، استقامت، تہذیب اخلاق وتزکیۂ نفس، حسن سیرت واخلاق حسنہ کے لیے قرآنی ہدایات، قرآن مجید میں قلب کی اہمیت کا تذکرہ، قرآن مجید کا حکایتی اسلوب، ذرائع ابلاغ قرآن مجید کی روشنی میں، رب کی بندگی اور دعا قرآن مجید کی روشنی میں''۔

کچھ عرصہ پہلے مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی کی ایک تصنیف سیرت پاک پر ''رہبر انسانیت ﷺ'' کے نام سے شائع ہوئی، اور بہت مقبول ہوئی، غیر مسلم حلقوں اور مغربی پروپیگنڈہ سے متاثر لوگوں میں اس کی بہت پذیرائی ہوئی، اور سیرت مبارکہ کے

www.abulhasanalinadwi.org

بارے میں غلط فہمیاں دور ہوئیں، اس لیے کہ مغربی مصنفین نے سیرت نبوی اور قرآن کریم کو موضوع بنایا اور غلط فہمیاں پیدا کیں جن کا سلسلہ جاری ہے۔

اب قرآن کریم پر مولانا کی یہ کتاب ''قرآن مجید انسانی زندگی کا کامل رہبر'' اسی سلسلہ کی اہم کڑی ہے، اس کتاب کو بھی رہبر انسانیت قرار دیا جاسکتا ہے، قرآن کریم میں انسانی اخلاق، معاملات یہاں تک کہ اقتصادی زندگی کے بارے میں جو اصول اور تعلیمات بیان کی گئی ہیں، وہ اس عہد میں جس میں مادی ذہن اور استحصال کا عنصر غالب ہے، اور اخلاق و معاملات میں ذاتی مفادات کو ترجیح دینے کی وجہ سے پوری زندگی کشمکش اور بے اطمینانی کی زندگی بن گئی ہے، اور سکون قلب اور محبت اور ایثار کا عنصر عنقا ہوگیا ہے، زندگی کو فساد سے صلاح کی طرف، اور قلق و بے چینی سے سکون و اطمینان کی طرف منتقل ہونے میں مدد و معاون ہوں گی اور یہ ثابت ہوگا کہ قرآن کریم تشدد و کٹر پن کے بجائے تسامح، عفو و درگزر اور صلح کی دعوت دیتا ہے۔

﴿وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [سورہ لقمان: ۱۷]۔

امید ہے کہ یہ کتاب عوام اور خواص دونوں کے لیے مفید ہوگی، اور قرآنیات کے ذخیرہ میں اہم اضافہ ہوگی۔

محمد واضح رشید حسنی ندوی
معتمد تعلیم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۹/ ذو قعدہ ۱۴۳۳ھ
۲۶/ ستمبر ۲۰۱۲ء

www.abulhasanalinadwi.org

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے)

اللہ تعالیٰ کا یہ کلام مقدس قرآن مجید جو اس کی نازل کی جانے والی کتابوں کے سلسلہ کی آخری، جامع اور ضرورت کے لحاظ سے مکمل کتاب کے طور پر اس کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر اتاری گئی، اور آخری نبی کے وقت سے لے کر اس دنیا کے ختم ہونے تک آنے والی نسلوں اور قوموں کی نیک سیرت و کردار کے لیے رہنما اور نگراں بنائی گئی ہے۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ التَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ، مِن قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَأَنزَلَ الْفُرْقَانَ ط

[سورہ آل عمران: ۳-۴]

''اس (اللہ تعالیٰ) نے آپ پر حق کے ساتھ اس کتاب (قرآن) کو نازل فرمایا ہے جو اپنے سے پہلے کی تصدیق کرنے والی ہے، اسی نے اس سے پہلے توریت اور انجیل کو اتارا تھا اس سے پہلے، لوگوں کی ہدایت کے واسطے اور قرآن بھی اسی نے اتارا ہے''۔

إِنَّ هَـذَا الْقُرْآنَ يِهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَم [اسراء: ۹]

''یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے''

www.abulhasanalinadwi.org

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِناً عَلَيْهِ [سورہ مائدہ:۴۸]

''اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے''۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا نُوراً مُّبِيناً

[سورہ نساء:۱۷۴]

''اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے سند اور دلیل آپہونچی اور ہم نے تمہاری جانب واضح اور صاف نور اتار دیا ہے''۔

اس طرح یہ کتاب انسانی مخلوق کی اخلاقی صحت مندانہ زندگی کا دستور بنائی گئی ہے، اور انسان کی اور انسان ہی سے ملتی جلتی دوسری مخلوق جنات کے لیے بھی اخلاقی و دینی زندگی کا دستور بنائی گئی ہے۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيراً

[سورہ فرقان:۱]

''بہت بابرکت ہے وہ (اللہ تعالی) جس نے اپنے بندہ پر فرقان (قرآن) اتارا تا کہ وہ تمام لوگوں کے لیے آگاہ کرنے والا بن جائے''

وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ [سورہ قلم:۵۲]

''درحقیقت یہ (قرآن) تو تمام جہان والوں کے لیے سراسر نصیحت ہی ہے''

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ۝ فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ۝ لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَسْتَقِيمَ ۝

[سورہ تکویر:۲۵-۲۸]

''اور یہ قرآن شیطان مردود کا کلام نہیں ہے پھر تم کہاں جا رہے ہو، یہ تو تمام جہان والوں کے لیے نصیحت نامہ ہے (بالخصوص) اس کے لیے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے''۔

www.abulhasanalinadwi.org

لہٰذا زندگی کا کوئی شعبہ صحت مندانہ اور شریفانہ کردار کا حامل اس کی رہنمائی سے باہر نہیں، وہ ایسا دستورِ حیات ہے کہ انسانی زندگی جب تک اس سے کچھ بھی جڑی رہے گی، اس پروردگار عالم کے نام کی مدد اس کو حاصل رہے گی، کیونکہ ساری کائنات اور مخلوقات کا وجود اسی کے نام کی سرپرستی سے جڑا ہوا ہے، یہ سرپرستی جس وقت بھی ٹوٹے گی تو یہ کائنات بکھر جائے گی اور قائم نہ رہ سکے گی، لہٰذا اس کائنات کی بقا کے لیے اس کے نام اور نام کی تفصیلات جن پر اس کا کلام مقدس یعنی قرآن مجید مشتمل ہے، اس کا سہارا سب کی بقا کے لیے لازمی ہے، اور اسی بات کی توجہ دہانی خود اس کے کلام مقدس کی تلاوت کے آغاز میں کرائی گئی ہے، اور ہر سورہ کے آغاز میں اس کا نام لینا بتایا گیا ہے۔

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ○

”تو جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود (کے اثر) سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجیے“۔ (سورہ نحل: ۹۸)

اور یہ اس کا کرم اور اس کی رحمت ہے کہ اس نے اپنے نام کے ساتھ اپنی تمام دیگر صفات میں سے صفت رحمت کو مقدم کیا ہے، اور اس نے فرمایا بھی ہے کہ میری صفت رحمت صفت غضب پر غالب ہے، اور یہ فرمایا ہے کہ صفت رحم کو جب پیدا کیا تو اس کے سو جزء کر کے ایک جزء انسانوں، جانوروں میں تقسیم کیا، جس کی بنا پر ماں اپنے بچے کے ساتھ رحم اختیار کرتی ہے، اور کوئی انسان دوسرے انسان کے ساتھ رحم اختیار کرتا ہے اور بقیہ ننانوے حصے اس ذات اقدس واعلیٰ نے اپنے لئے مخصوص رکھے ہیں جو وہ اپنی مخلوقات کے ساتھ برتتا ہے اور برتے گا، البتہ چونکہ وہ بہت انصاف اور عدل والا ہے، لہٰذا اپنی صفت رحمت کے برتنے میں اپنی مخلوقات کی طرف سے ان کے کردار میں جو فرق ہے اس فرق کا بھی لحاظ کرتا ہے، جو جتنا اچھا ہوگا اس کو اتنا زیادہ رحم ملے گا، اور جو کم ہوگا اس کی کمی کے مطابق حصہ ملے گا، ورنہ اچھے اور برے کردار کے درمیان فرق باقی نہ رہے گا اور یہ اچھے کردار والے کے ساتھ انصاف قرار نہ پائے گا۔ لیکن دنیاوی زندگی میں یہ جزا و سزا نہیں رکھی ہے، اور دنیاوی

www.abulhasanalinadwi.org

زندگی کے بعد کی زندگی میں اس کا دیا جانا طے کیا ہے، عمل اسی دنیا میں کیا جائے گا اور اس کی جزاو سزا اس کے بعد کی دنیا میں جو آخرت کہلاتی ہے دی جائے گی۔

اس لئے قرآن مجید کی بالکل ابتدا میں ایک چھوٹی سورہ میں اس بات کو بتایا گیا ہے اور اس کی تاکید اس میں لائی گئی ہے، اس کو سورہ ''فاتحہ'' کا نام دیا گیا ہے اور اس کو رب العالمین کی عبادت نماز کے ہر جزء میں پڑھنے کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کا کلام جو انسان کے مناسب اور اچھے کردار کے لیے دستور کی حیثیت رکھتا ہے، اللہ کے نام سے اور اس کی صفتِ رحمت سے شروع ہوا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی ذات رحمت و ربوبیت کا اظہار بھی ہوا اور انسان کو اس کی تلقین بھی ہوئی کہ وہ اپنے ہر کام کے لیے اس کے نام کا سہارا لے اور اس سے مدد مانگے اور اس کی رحمت کی امید قائم کرے اور اس رحمت کے حصول کے لیے اس کے کلام مقدس میں بتائے ہوئے طریقوں کو اختیار کرے اور رحم چونکہ اچھی اور اعلیٰ صفت ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ ہر ایک خود بھی اس صفت کو اختیار کرے اور دوسرے انسانوں کے ساتھ برتے بھی، اس لئے کہ ہمارے خالق و مالک اللہ رب العالمین رحمٰن رحیم نے اس کا حکم دیا ہے۔

اللہ کا نام اور اس کی صفت رحمت

خالق کائنات رب العالمین کے کلام مقدس قرآن مجید کی ہر سورہ کے آغاز میں لائی جانے والی اس آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اللہ رب العالمین کے بنیادی نام ''اللہ'' کے نام کے سہارے بات شروع کی گئی ہے، خالق کائنات کی ذات اعلیٰ اور اقدس ترین ذات ہے، اسی لحاظ سے اس کا نام بھی اعلیٰ و اقدس ہے اور اسی کے مطابق وہ ساری کائنات پر اثر انداز ہے، اس کے اصل اور بنیادی نام اللہ کے علاوہ اسکے صفاتی نام بھی ہیں، یہ نام ننانوے کی تعداد میں بتائے گئے ہیں، جیسے ''الرحمٰن'' (بہت رحم کرنے والا) ''الرحیم'' (خصوصی رحم کرنے والا) ''المالک'' (سب کا مالک) الرازق'' (رزق دینے والا) ''الخالق''

www.abulhasanalinadwi.org

(پیدا کرنے والا) ''الناصر'' (مدد کرنے والا) ''القادر'' (قدرت رکھنے والا) اور اسی طرح مختلف صفات کے دیگر سب صفاتی ناموں میں اس کی مخلوقات کی اہم ترین ضرورت رحمت والا نام ہے، اور یہ صفاتی نام بطور خاص پہلی آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں اللہ رب العزت کے بنیادی نام ''اللہ'' کے متصل ہی شامل رکھا گیا ہے، اس کائنات میں پیدا کی ہوئی اور بنائی ہوئی ہر چیز اس کی صفت رحمت نام کا عملی مظہر ہے، لہٰذا کوئی کام کیسے اچھا ہوسکتا ہے اگر اس میں اس کے نام کا سہارا نہ لیا جائے۔

ہر سورہ کے پہلے لائی جانے والی اس آیت میں اس کی صفت رحمت دہرے طریقہ سے لائی گئی ہے ''الرحمٰن'' اور ''الرحیم'' بہت رحم کرنے والا اور بہت بہت رحم کرنے والا، اس طرح اس کی صفت رحمت زیادہ وسیع اور زیادہ جامع طریقہ سے اس کے بندوں کے سامنے آتی ہے، اور ساری مخلوقات کو اپنے مالک اور خالق کی اسی صفت سے سب سے زیادہ واسطہ پڑتا ہے، شائد اسی بنیاد پر بندے جب اپنے مالک کا نام لیتے ہیں، نام کے ساتھ سب سے پہلے اسی صفت کا حوالہ دیتے ہیں۔ اصل اور بنیادی نام کے ساتھ یہ دو صفاتی نام ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے آتے ہیں یعنی الرحمٰن الرحیم (بہت رحم کرنے والا اور بہت بہت رحم کرنے والا)۔

سورہ فاتحہ

رب العالمین کے نام اور اسی کے ساتھ اس کی صفت رحمت کی ایک آیت اللہ رب العالمین کے کلام قرآن مجید کی ہر سورہ کے آغاز کی زینت بنی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، پھر قرآن مجید کی تمام سورتوں سے قبل صرف سات آیات کی چھوٹی سورہ ہے، جو اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان اظہار عقیدت اور طلب وضرورت کے مضمون پر مشتمل ہے، چونکہ اس قرآن مجید کا افتتاح اس چھوٹی اور اہم ترین سورہ سے کیا گیا لہٰذا اس کا نام سورہ فاتحہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ o الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ o إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ o اهْدِنَا

www.abulhasanalinadwi.org

الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ o صِرَاطَ الَّذِينَ أَنعمتَ عَلَيهِم غَيرِ المَغضُوبِ عَلَيهِم وَلاَ الضَّآلِّين o [سورہ فاتحہ:۱-۷]۔

''سب تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے، بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے، انصاف کے دن کا حاکم ہے، اے پروردگار ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مانگتے ہیں، ہم کو سیدھے راستہ پر چلا، ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو اپنا فضل وکرم کرتا رہا، نہ ان کی روش پر جن پر تیرا غصہ ہوا اور نہ ان کے راستہ پر جو راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں''۔

اس کائنات اور مخلوقات کے خالق ومالک کا کلام مقدس اپنے احکام اور ہدایات اور مثالوں کے ذریعہ ایک عظیم روشنی کے مانند ہے جو انسان کو زندگی کی تاریکیوں میں صحیح راستہ دکھاتی ہے اور ٹھوکروں سے بچاتی ہے، یہ ٹھوکریں کسی پتھر سے لگنے والی نہیں، بلکہ انسان کی اخلاقی زندگی میں پیش آنے والی ٹھوکریں ہیں، اللہ رب العزت کے نام اور کلام کی یہ روشنی نہ ہو تو اخلاق وکردار کی ایسی تاریکی ہوگی جو زندگی کو دائمی وابدی تباہی وبربادی سے دوچار کردے گی، اسی سے بچاؤ کے لئے کلام الٰہی ہے جو قرآن مجید کی صورت میں رب العالمین کی عطا کردہ مقدس کتابوں کے سلسلہ کی آخری اور مکمل جامع کتاب ہے، اور خالق ومالک کے نام کا انسانی زندگی کی ضرورت کے لیے تفصیلی ہدایت نامہ ہے، انسان کی دنیاوی ودینی زندگی کے تمام کاموں کی رہنما ہے، انسان اس کی روشنی میں چلے تو کامیاب ہے اور اگر اس کی روشنی سے ہٹے تو ناکامیاب اور برباد ہے، قرآن مجید سے زندگی کی تاریکیوں میں روشنی ملنے کی بنا پر اس کی صفتوں میں سے ایک صفت ''النور'' یعنی روشنی بھی ظاہر کی گئی۔

يَأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ كُم بُرهَانٌ مِن رَبِّكم وأَنزَلنَا إِلَيكُم نُوراً مُبِيناً o [نساء:۱۷۴]

''اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے سند اور دلیل آپہنچی اور ہم نے تمہاری جانب واضح اور صاف نور اتار دیا ہے''۔

www.abulhasanalinadwi.org

فَالَّذِيْنَ آمَنُواْ بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُواْ النُّورَ الَّذِيَ أُنزِلَ مَعَهُ أُوْلَـئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۝ [اعراف:۱۵۷]

''سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لائے اور اس کا ساتھ دیا اور اس کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے سو یہی لوگ تو ہیں (پوری) فلاح پانے والے''۔

فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنزَلْنَا [تغابن:۸]

''سو تم اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جسے ہم نے نازل فرمایا ہے ایمان لاؤ''۔

www.abulhasanalinadwi.org

پہلا باب

قرآن مجید اور علم

علم کی اہمیت

اس ذات اقدس واعلیٰ کا انسانی زندگی کو روشنی دینے والے اس کلام کے نزول کا اصل آغاز جن آیات سے کیا گیا ان میں علم کی اہمیت کو مقدم رکھا گیا، اسی کے ساتھ ساتھ علم کو اس کائنات کے خالق و مالک کے نام سے جوڑنے کا حکم دیا گیا ہے، تاکہ علم کا صحیح فائدہ ظاہر ہو اور رب العالمین کی رحمت و کرم حاصل ہو۔ علم کی نعمت وہ نعمت ہے، جس کے ذریعہ انسان کو دوسری مخلوقات پر فوقیت عطا ہوئی، یہ خصوصیت کسی اور مخلوق کو حاصل نہیں، چنانچہ اس مخلوق انسانی کے پیدا کرنے کے تذکرہ کے ساتھ اس کی علمی خصوصیت کا تذکرہ کیا گیا۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْأَرْضِ خَلِيْفَةً قَالُوْا أَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ، قَالَ إِنِّیْ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ٥ وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الملائكة فَقَالَ أَنْبِئُوْنِیْ بِأَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ٥ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ٥ قَالَ يٰٓاٰدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَآئِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكُمْ إِنِّیْ أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ٥ [سورۃ البقرۃ: ۳۰-۳۳]۔

www.abulhasanalinadwi.org

''اور اس وقت کو یاد کرو جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں، تو انہوں نے کہا: تو اس میں ایسے کو بنائے گا جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا درآنحالیکہ ہم تیری حمد کی تسبیح اور پاکی بیان کرتے رہتے ہیں (اللہ نے) فرمایا: یقیناً میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور اللہ نے آدم کو اسم سکھلا دیے کل کے کل، پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا، پھر فرمایا: بتلاؤ تو ان کے اسم اگر تم صحیح القول ہو، ان سب نے کہا: اے اللہ تیری ذات پاک ہے، ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھا رکھا ہے، پورے علم و حکمت والا تو تو ہی ہے، اللہ تعالیٰ نے آدم سے فرمایا: تم ان کے نام بتادو، جب انہوں نے بتادیے تو فرمایا کہ کیا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں میں ہی جانتا ہوں اور میرے علم میں ہے جو تم ظاہر کر رہے ہو اور جو تم چھپاتے ہو''۔

اور قرآن مجید کے نزول کے آغاز کے موقع کی پہلی آیت ہی میں علم اور حصول علم کا تذکرہ کیا گیا۔

فرمایا:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۞ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۞ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۞ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۞ [سورہ اقرأ: ۱-۵]

''پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے کائنات کو پیدا کیا، جس نے آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا، پڑھیے آپ کا رب بہت کریم ہے، وہ جس نے انسان کو قلم کے ذریعہ علم سکھایا، وہ جس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اسے معلوم نہ تھیں''۔

اس میں اس بات کی ہدایت کی گئی ہے کہ پڑھو اور علم حاصل کرو جو قلم کے ذریعہ تم کو حاصل ہو رہا ہے اور علم وہ چیز ہے جو رب العالمین کا وہ عظیم عطیہ ہے جو اس نے انسان کو عطا

www.abulhasanalinadwi.org

کیا ہے، چنانچہ اس دنیا میں ترقی و تمدن کی جو بہاریں اور ترقیات اور سربلندیاں نظر آ رہی ہیں وہ انسان کے پڑھنے ہی کا نتیجہ ہیں یعنی قرآن کی نازل ہونے والی پہلی آیت میں اس کی تلقین کی گئی، البتہ اس قرآنی تلقین میں یہ تاکید کی گئی ہے کہ اللہ کے نام سے پڑھو جس نے سب کو پیدا کیا ہے، یہیں سے انسانوں کے دو گروہ ہو جاتے ہیں، ایک اللہ کے نام سے پڑھنے والا اور دوسرا اللہ کے نام کو چھوڑ کر پڑھنے والا، یعنی ایک زندگی کی تاریکیوں میں اللہ کے نام کی روشنی لے کر چلنے والا اور دوسرا زندگی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ہاتھ پیر مارنے والا۔

أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ نُوراً فَمَا لَهُ مِنْ نُّورٍ ٥

[سورۂ نور: ۴۰]

"یا وہ ایسے ہیں جیسے بڑے گہرے سمندر میں اندرونی اندھیرے کہ اس کو ایک بڑی لہر نے ڈھانک لیا ہو، اس لہر کے اوپر دوسری لہر، اس کے اوپر بادل [ہے غرض] اوپر تلے بہت سے اندھیرے ہی اندھیرے ہیں کہ اگر کوئی ایسی حالت میں اپنا ہاتھ نکالے اور دیکھنا چاہے تو دیکھنے کا احتمال بھی نہیں اور جس کو اللہ ہی نور [ہدایت] نہ دے اسکو [کہیں سے بھی] نور نہیں میسر ہو سکتا)۔"

زندگی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں محض اپنے دیکھے اور سنے یا اندازہ سے سمجھنے کا طریقہ اختیار کرنے کے ذریعہ انسانوں کے خالق و مالک نے اس دنیا کے فائدوں کے جاننے اور ان سے فائدہ اٹھانے کی طاقت تو دی جس سے وہ دنیاوی زندگی کے ظاہری فائدے تو اٹھائے گا لیکن زندگی کا جب دوسرا دور شروع ہوگا تو اس کے پاس وہاں کے فائدہ کا کچھ نہ ہوگا، اس لیے کہ اللہ کے نام کی بنا پر وہاں ملنے والے فائدوں سے وہ محروم ہوگا، جبکہ وہاں کے ہمیشہ قائم رہنے والے دور میں صرف اللہ کے نام سے ملنے والے فائدے ہی کام دیں گے۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِيْ الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِيْ

www.abulhasanalinadwi.org

الآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ٥ وِمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥ أُولَئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللّٰهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ٥

[سورۃ البقرۃ: ۲۰۰-۲۰۲]

"سو بعض آدمی (جو کہ کافر ہیں) ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو جو کچھ دینا ہو دنیا میں دید یجئے اور ایسے شخص کو آخرت میں کوئی حصہ نہ ملے گا اور بعض آدمی جو کہ مومن ہیں ایسے ہیں جو کہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجئے اور آخرت میں بھی بہتری دیجئے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچایئے ایسے لوگوں کو دونوں جہان میں بڑا حصہ ملے گا بدولت ان کے عمل کے اور اللہ تعالی جلد ہی حساب لینے والے ہیں۔"

کائنات میں انسان کو جو بھی مل رہا ہے وہ اللہ کے نام سے ہی مل رہا ہے، صرف دنیا چاہنے والوں کو دنیا مل رہی ہے، اور آخرت کی بھی فکر کرنے والے کو آخرت کا بھی فائدہ ملے گا۔

اللہ نے انسان کو دونوں جہانوں کے فائدے دینے والے علم کے سلسلہ میں سب سے بڑا رہنما اور ناصح قرآن مجید کی صورت میں عطا فرمایا، یہ اس کا اپنے برگزیدہ فرشتہ کے ذریعہ اتارا ہوا بڑا جامع ہدایات رکھنے والا رہبر اور کامیاب ضابطۂ حیات ہے، اس کی اہمیت اور عظمت خود قرآن مجید کی پہلی آیت میں ظاہر کردی گئی ہے، یہ وہ نعمت ہے جس کی مدد سے انسان ہمیشہ ہمیش کی کامیابی حاصل کرسکتا ہے، اس سے حاصل کردہ علم وہ عظیم علم ہے جس کے فیض سے محرومی میں ہمیشہ ہمیش کی محرومی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے فائدہ کا علم عطا کر کے انسان کو دیگر مخلوقات کے مقابلہ میں بہتر صلاحیتوں کا حامل انسان بنایا، اور خاص طور پر اس کو حاصل کرنے اور بڑھانے کی صلاحیت دے کر مفید تر مخلوق بننے کا موقع عطا فرمایا، علم وہ ذریعہ ہے جس سے ایک انسان دوسرے انسانوں کے حالات اور تجربات سے واقف ہوتا ہے، اور نقصان و فائدے کے جو

www.abulhasanalinadwi.org

تجربات دوسروں کو ہوتے ہیں، ان کو جانتا اور عقل کے ذریعہ اپنے حالات میں ان کی باتوں سے فائدہ اٹھاتا اور نقصان سے بچتا ہے، اس سلسلہ میں انسانی عقل علم کو بڑھانے اور اس سے مفید کام لینے کی بھی مدد پہونچاتی ہے، اور یہ دونوں صفتیں یعنی علم اور عقل اللہ تعالیٰ نے انسان کو بطور خاص عطا فرمایا ہے جن کے ذریعہ انسان دوسری مخلوقات پر فائق ثابت ہوتا ہے، پھر اس علم کو ایک سے دوسرے تک پہونچانے کے لیے انسانی کلام ذریعہ بنتا ہے، اس طرح کلام انسانی بھی خالق کائنات رب العالمین کی طرف سے انسانوں کو عطا کردہ تیسری عظیم نعمت ہے، جس کے ذریعہ ایک فرد کے علم کا اظہار دوسرے افراد کے سامنے ہوتا ہے، اور وہ اپنے واردات اور حالات کو دوسرے کے سامنے ظاہر کرتا ہے، یہ بات جانوروں میں نہیں ہے، ان کی معلومات صرف ان کے محدود مشاہدے ہی کا نتیجہ ہوتی ہیں، جو بہت تھوڑی ہوتی ہیں اور صرف ان ہی تک محدود رہتی ہیں، لیکن انسان اپنی معلومات کو کلام انسانی کے ذریعہ دوسروں تک منتقل کردیتا ہے، پھر ان معلومات کو وسعت دیتا اور اگلے آنے والوں تک بھی پہونچاتا ہے۔

اور اس سلسلہ میں قلم کا ذریعہ معلومات کو اور وسیع اور طویل المدت بناتا ہے، یہ قلم ہی ہے جو صدیوں کی حاصل کردہ معلومات کو وسیع طریقہ سے دوسروں کے لیے قابل استفادہ بنادیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نعمت کی طرف اس طرح اشارہ فرمایا ہے: ﴿الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ٥ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ٥﴾ [سورۃ العلق] (جس نے قلم سے تعلیم دی اور انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہ جانتا تھا) اس سلسلہ میں یہ بات ضرور جاننے کی ہے کہ انسان کو علم، کلام اور قلم کی یہ نعمت بلاوجہ نہیں عطا کی گئی، بلکہ انسان کو دوسری مخلوقات کے مقابلہ میں امتیازی کام یعنی زمین پر اجتماعی نظام کو صحیح طور پر چلانے کی ذمہ داری دینی تھی، اس لیے انسان کو اس کے یہ وسائل عطا فرمائے، اور قرآن مجید جس وقت نازل ہوا وہ دراصل انسانی زندگی کے ترقی کردہ اور علاقائی دائروں سے نکل کر عالمی دائرہ میں داخل ہونے اور اسی کے مطابق وسائل اور ذرائع حاصل کر لینے کا دور شروع ہونے جارہا تھا، اس دور سے پہلے کی زندگی میں انسان اس زمین پر اپنے علاقائی اور طبقاتی دائروں میں اپنی خواہش اور پسند کے مطابق طاقت آزمائی کے

www.abulhasanalinadwi.org

ذرائع سے کام لیتا رہا تھا، اور علم کو صرف اپنے ظاہری اور مادی مقاصد کے لیے استعمال کر رہا تھا، وہ اس سلسلہ میں علم کو جو اس کو اس کے پروردگار کی طرف سے وحی الٰہی کے طور پر انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ دیا جاتا رہا تھا عام طور پر نظر انداز کر دیتا تھا، اب اللہ تعالیٰ کے آخری نبی کے ذریعہ اس کی رہنمائی زیادہ جامع اور وسیع سطح سے اس علم کی طرف کی جارہی تھی، جو اس کی مادی ترقیات سے آگے اور انسانی مخلوق سے مطلوبہ کام ومقام کے لائق بنانے میں مدد دے اور اس کی اصل کامیابی وہدایت کا ذریعہ بنے، اس کو اس ضرورت کے مطابق خالق کائنات کی طرف سے اسکے لائق علم دیا جارہا تھا، جو برتر انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرے اور اعلیٰ انسانی زندگی کی جامع رہنمائی کرے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کے ذریعہ وحی کی صورت میں پہلے بھی دیا جاتا رہا تھا جو اپنے زمانہ کے لحاظ سے ہوتا تھا، لیکن اب آخری وحی کے ذریعہ قرآن مجید کی صورت میں زیادہ جامع اور کامل شکل میں عطا کیا گیا، یہ علم جو ہم کو قرآن مجید کے ذریعہ عطا ہوا، اس میں انسان کے ماحول، انسان کے مزاجی حالات اور نفسیاتی کیفیات، اجتماعی زندگی کے تقاضے اس کی دشواریاں اور ان کے مناسب حل بڑے مؤثر اور اعلیٰ اسلوب کلام میں پیش کئے گئے، اور اچھے برے کا فرق بتایا گیا، اور انسان کو ایسی ایسی معلومات دی گئیں، جن کا پتہ لگانا انسان کی اپنی ذاتی کوشش سے ممکن نہیں تھا۔

انسان کو اس کی کامیاب زندگی کی راہ بتانے کے لیے قرآن مجید میں نوع بنوع انداز اختیار کیئے گئے ہیں، کہیں تو سابقہ قوموں کی کج روی اور اس کے ہولناک نتائج کا ذکر کیا گیا ہے، اور کہیں اس کو آسمانی ہدایات کی طرف متوجہ کیا گیا ہے، جن سے انسان ہولناک نتائج سے بچ سکتا ہے، اور انسان کو اس نظام عالم کے خالق کی وسیع اور مکمل نگرانی اور انسان کو اس کی ضروری معلومات مشاہدہ کے اسلوب میں بیان کی گئی ہیں کہ معمولی سمجھ کا آدمی بھی بآسانی بات سمجھ سکتا ہے کہ یہ پورا نظام اس ذات واحد سے جڑا ہوا ہے، جس نے انسان کو ترقی اور غیر معمولی کارکردگی کی صلاحیت اس لیے دی ہے کہ وہ اس نظام کو اس کی مرضی کے مطابق چلائے، اس میں کہیں زمینی نعمتوں کا آسان اسلوب میں ذکر کیا گیا ہے، کہیں اس کو انسانی

www.abulhasanalinadwi.org

صلاحیتوں سے صحیح کام لینے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، کہیں اس کے مزاج کی ان کیفیات کی نشاندہی ہے جن کو وہ اپنے تجربہ اور عقل کے ذریعہ پوری طرح نہیں سمجھ سکا ہے، اسی طرح انسانی زندگی کی وہ متنوع خصوصیات جو اس کی زندگی کو مفید بنا سکیں ان کو اور اصل کامیابی کا جو راز ہے اس کو مؤثر طریقے سے بتایا گیا ہے، اور یہ سب علم کی اس قسم کی باتیں ہیں جو انسان کو وحی الٰہی کی رہنمائی میں عظیم منصب ومقام تک پہونچاتی ہیں، اصل خطرات سے ڈراتی ہیں اور اصل کامیابی کے مقاصد تک رہنمائی کرتی ہیں، اسی کے لحاظ سے فرمایا گیا ہے کہ اللہ کی ناراضگی سے صحیح طور پر ڈرنے والے لوگ وہ ہیں جو اسی کی سطح کے مطابق علم رکھتے ہیں، فرمایا: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ o﴾ [سورہ فاطر: ۲۸] (اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو جاننے والے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ غالب گناہوں کو خوب بخشنے والا ہے)۔

یہ علم قرآن مجید کی روشنی میں وہ حقیقی علم ہے، جس میں انسان کی اصل کامیابی رکھی گئی ہے، رہا وہ علم جس کو آدمی صرف اپنے غور وفکر اور اندازے سے حاصل کرتا ہے اس کو قرآن کی اصطلاح میں ظن سے تعبیر کیا گیا ہے، اور ظاہر ہے کہ وہ علم جو انسانی زندگی کے اچھے یا برے ہونے کے واقعی نتائج پر مشتمل ہے، اس کے حاصل ہونے پر انسان کے لیے اس سے گریز کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا اس کے جاننے پر وہ اپنے رب کی جزاء یا سزا سے واقعتاً خائف ہوگا، اور پھر اس خوف کی بناء پر اپنی زندگی کو اس کے حکم کے مطابق بنائے گا، دنیا کا جدید دور جو انسانی تاریخ کا علم عام ہوجانے کا دور ہے، اس میں انسان کو اصل کامیابی دلانے والے علم پر خصوصی توجہ کرنے کی ضرورت بتائی گئی ہے، جو قرآن مجید میں نئے عہد کو اس نئے عہد کے نبی آخر الزمان کے ذریعے عطا کیا گیا۔

قرآن مجید کا بلند مقام

کائنات ومخلوقات کے خالق ومالک نے علم کے حصول کی صلاحیت اور اپنے کلام کے ذریعہ اعلیٰ علم انسان کو عطا کرکے اس کو ساری کائنات میں رتبۂ بلند عطا کیا، لیکن یہ رتبۂ بلند

www.abulhasanalinadwi.org

اسی صورت میں حاصل ہوسکتا ہے کہ اس کے عطیۂ علمی سے فائدہ اٹھایا جائے، علم کو اللہ کے نام کے ساتھ حاصل کرنے اور فائدہ اٹھانے سے دائمی کامیابی ملتی ہے اور اللہ کے نام کے بغیر چند سالہ اس دنیاوی زندگی کی مدت کے لیے صرف کھانے پینے اور جسمانی راحت کا فائدہ تو ہوتا ہے، لیکن پھر اس کے بعد ہمیشہ ہمیش کی محرومی و ناکامی ہوتی ہے، اس حقیقت کو نظر انداز کرنے اور اللہ کے نام سے جڑے ہوئے علم سے فائدہ اٹھانے سے گریز کرنے والوں کو کافر کہا گیا ہے جس کے معنی ہیں انکار کرنے والا، اور دوسرا فریق جو اللہ کے نام سے یعنی اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے علم کو اختیار کرتا ہے اور قرآن مجید سے ملنے والی روشنی میں زندگی کو سنوارتا ہے اس کو مومن کہا گیا ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی باتوں کو ماننے والا ہے اور مسلمان کہا گیا ہے کہ اس نے اپنی مرضی کو اپنے پروردگار کے حوالہ کردیا ہے، کہ پروردگار نے جو باتیں بتائی ہیں اور جو علم دیا وہ اس پر عمل اس کی مرضی کے مطابق کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کا کلام یعنی قرآن مجید، الفاظ کے اس لباس میں اتارا گیا کہ جس کے ذریعہ وہ اس کا مطلب سمجھ سکیں، اس کے سامنے کے مخاطب عرب تھے، اللہ کے آخری اور برگزیدہ نبی عرب تھے، وہ بھی عربی زبان جانتے اور بولتے تھے اور وہ قوم جن میں ان کو براہ راست نصیحت اور تلقین کا کام کرنا تھا وہ بھی اسی زبان کو سمجھتے اور بولتے تھے، قرآن مجید کے نزول کے وقت عربی زبان اپنی فصاحت اور اثر پذیری میں بہت اعلیٰ سطح پر پہونچ چکی تھی، اس کے ساتھ ساتھ بات کو سمجھانے اور دل میں اتارنے کے جو طرح طرح کی حکیمانہ اور دل و دماغ پر اثر کرنے والی صورتیں ہوسکتی ہیں وہ اس مقدس کلام کے لئے اختیار فرمائی ہیں، چنانچہ قرآن مجید میں وضاحت و تاثیر کی بے شمار خوبیاں اس کی صفت بنیں، ان میں کچھ تو سادہ تھیں جن کو آسانی سے اس زبان کا ماہر سمجھ لیتا ہے، اس صفت کو متعدد آیات میں بیان کیا گیا ہے۔

وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ o نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ o عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ o بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ o

[سورۃ الشعراء: ۱۹۲-۱۹۵]۔

اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے، اس کو امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

آپ کے قلب پر صاف عربی زبان میں تا کہ آپ بھی منجملہ ڈرانے والوں کے ہوں۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هَذَا الْقُرآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ٥ قُرآناً عَرَبِيّاً غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ٥

[سورۃ الزمر: ۲۷-۲۸]

''اور ہم نے لوگوں کی ہدایت کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کے ضروری عمدہ مضامین بیان کیے ہیں تا کہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں جس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ عربی قرآن ہے جس میں ذرا بھی کجی نہیں تا کہ یہ لوگ ڈریں۔''

تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ٥ كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآناً عَرَبِيّاً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ، بَشِيْراً وَنَذِيْراً٥﴾ [سورۃ حم السجدۃ: ۲-۳]۔

''یہ کلام رحمٰن رحیم کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں صاف صاف بیان کی گئی ہیں یعنی ایسا قرآن ہے جو عربی زبان میں ہے ایسے لوگوں کے لئے نافع ہے جو دانشمند ہیں بشارت دینے والا ہے اور نہ ماننے والوں کے لئے ڈرانے والا ہے۔''

الر تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِيْنِ٥ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآناً عَرَبِيّاً لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ٥ [سورہ یوسف: ۱-۲]

''الر یہ آیتیں ہیں ایک کتاب واضح کی، ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تا کہ تم سمجھو۔''

وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ٥ إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآناً عَرَبِيّاً لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ٥ وَإِنَّهُ فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ٥ [سورۃ الزخرف: ۲-۴]

''قسم ہے اس کتاب واضح کی کہ ہم نے جس کو عربی زبان کا بنایا تا کہ (اے عرب) تم آسانی سے سمجھ لو اور وہ ہمارے پاس لوح محفوظ میں بڑے رتبہ کی اور حکمت بھری کتاب ہے۔''

www.abulhasanalinadwi.org

بہت سی صفات وہ ہیں جن کا انکشاف غور کرنے سے دھیرے دھیرے ہوتا ہے،
اس کا اشارہ اس آیت میں ملتا ہے۔

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝

[سورۃ البقرۃ: ۱-۳]

"یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں، راہ بتلانے والی ہے، خدا سے ڈرنے والے لوگ ایسے ہیں جو یقین لاتے ہیں چھپی ہوئی چیزوں پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔"

اور انکشاف ہونے کا سلسلہ برابر جاری ہے، جتنی چیزوں کا انکشاف ہوگیا ہے ان میں سے کچھ کا نمونہ اگلی فصلوں میں سامنے آئے گا، اور اس کے علاوہ اس کلام کے ذریعہ زندگی کو جو رہنمائی ملتی ہے اور جن باتوں کی تلقین ملتی ہے اور اپنی زندگی کو پروردگار عالم کی مرضی اور احکام کے مطابق بنانے کی ضروری ہدایتیں ہیں ان کا بھی بہت ضروری حد تک تذکرہ اگلی فصلوں میں سامنے آئے گا جس کو دو تین لفظوں میں یہاں بیان کیا جاسکتا ہے کہ اس میں انسانی مزاج اور صلاحیتوں کے حوالہ سے انسان کی ضروریات زندگی کے ایسے حقائق اور اسرار کائنات بتائے گئے ہیں کہ انسان ان کو سمجھنے اور جاننے پر حیران ہوجاتا ہے اور اس کو وہ اپنی زندگی کا کامل اور مفید ترین ضابطۂ حیات ماننے پر مجبور ہوجاتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہماری کائنات

یہ کائنات جس کے ایک چھوٹے ٹکڑے میں ہم رہتے ہیں، اس کو اس کے خالق اللہ رب العزت نے نہایت وسیع بنایا ہے، قرآن مجید میں اس کا واضح اشارہ ملتا ہے اور سائنس دانوں نے بھی جہاں تک سمجھا ہے اس کی وسعت کو تسلیم کیا ہے، اس کے جتنے حصہ کا پتہ لگا سکے ہیں وہ بھی عام حسابی اعداد وشمار میں بتا نہیں سکتے، اس کو کسی حد تک بتانے کے لیے روشنی کی رفتار جو ایک لاکھ ستاسی ہزار 1,87,000 میل فی سکنڈ ہے، کو بنیاد بنا کر اس کائنات کے فاصلے بتائے ہیں، مثلاً روشنی ایک سکنڈ میں جب ایک لاکھ ستاسی ہزار میل طے کرتی ہے تو ایک منٹ میں پھر ایک گھنٹہ، پھر ایک دن، پھر ایک مہینہ میں، پھر ایک سال میں کتنا فاصلہ طے کرتی ہوگی، یہ ایک سال میں جتنا فاصلہ طے کرتی ہے اس کو نوری سال کہتے ہیں، روشنی کی مذکورہ بالا رفتار کے لحاظ سے ایک نوری سال 60 کھرب میل کا بنتا ہے، اور نوری سال کے ذریعہ اس کائنات کے فاصلوں کو بتایا جاتا ہے۔ جہاں تک انسان کے سائنسی علم کی پہونچ ہوئی ہے اس کائنات کی وسعت سولہ 16 ارب نوری سال بتائی جاتی ہے۔

اس کائنات کی وسعتوں میں اربوں کہکشائیں ہیں جو ستاروں کے مجموعہ پر مشتمل ہیں، ہر کہکشاں میں کھربوں ستارے ہیں، ہمارا ستارہ سورج ہے اور اس کے ارد گرد گردش کرنے والے ستاروں میں ہماری زمین ایک بہت چھوٹا ٹکڑا ہے، ایسے ٹکڑوں کو سیارہ کہتے ہیں جو کسی بڑے ٹکڑے ستارہ کا چکر کرتا ہے، ہمارا ستارہ یعنی سورج سے قریب ترین جو دوسرا ستارہ یعنی دوسرا سورج ہے وہ ہمارے سورج سے چار نوری سال کے فاصلہ پر ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

خالق کائنات

ہماری کائنات کو اللہ رب العزت نے ایسا بنایا ہے کہ وہ نہایت منظّم طریقہ اور بہت مرتب پروگرام کی شکل میں چل رہی ہے، اس کے لیے جو وقت اور مصلحت اس کے خالق اللہ رب العزت کی طرف سے مقرر کی گئی ہے اس میں اس وقت اور مصلحت کا پورا لحاظ اور پابندی نظر آتی ہے، ہزاروں انسانی مشاہدے اور تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ لاکھوں سال سے اس میں تبدیلی نہیں ہوئی، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس پورے نظام کو کسی بے انتہا قدرت رکھنے والے نے کسی مقصد کے تحت بنایا ہے اور یہ ایسا وسیع اور مرتب نظام ہے کہ کوئی تفریحی پروگرام کے طور پر نہیں ہوسکتا ہے، یہ ضرور بامقصد ہے، اس طرح ایک نہایت بڑی ذات اس سب کی بنانے والی اور اس نظام کو چلانے والی یقینی طور پر ثابت ہوجاتی ہے، اور جب اس کی بنائی ہوئی اس تفصیلی کائنات اور بے حد وحساب فاصلوں پر کام کرنے والے عالم پھیلے ہوئے ہیں جن میں سے بہت کو ہم دیکھ بھی نہیں سکتے، تو اس ذات کو کیسے دیکھ سکتے ہیں، لیکن اس کے موجود ہونے کو اس کائنات کی منظّم کارکردگی عقلی طور پر ثابت کرتی ہے۔

کائنات کی اس وسعت اور اس کے غیر متعینہ طویل ترین نامعلوم زمانے سے بالکل متعین نظام سے چلتے رہنے کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات بھی ثابت ہوجاتی ہے کہ اس کارخانۂ قدرت کا بنانے والا ایک ہے، اور وہ ہمیشہ سے ہے، اور غیر معمولی قدرت اور کمالات کا حامل اور کوئی دوسرا اس کی طرح نہیں ہے، ورنہ اختلاف ہوتا اور کائنات کے نظام میں خرابی پیدا ہوجاتی ﴿لَوْ کَانَ فِیْهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا﴾ [سورہ انبیاء:۲۲] اور تمام موجودات جب اس کی بنائی ہوئی ہیں تو تمام معلومات اس کے علم اور دائرہ اختیار میں ہیں، وہ بے مثال ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، سب اس کے ماتحت ہیں اور اس کے بندے ہیں۔

لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ o لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَاءُ وَیَقْدِرُ إِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ o [سورہ شوریٰ:۱۱-۱۲]

www.abulhasanalinadwi.org

لہٰذا عبادت (یعنی انتہائی تعظیم) کا صرف وہی مستحق ہے اور مخلوقات کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے، مریض کو شفا دیتا ہے، مخلوق کو روزی دیتا ہے اور ان کی تکلیفوں کو وہی دور کرتا اور کر سکتا ہے۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُواً أَحَدٌ ۝ [سورہ اخلاص:۱-۴]

''آپ کہہ دیجئے کہ وہ یعنی اللہ ایک ہے اللہ ایسا بے نیاز ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور اس کے سب محتاج ہیں، اس کے اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے''۔

ایسی صورت میں اس کے علاوہ دوسروں کو معبود بنانا، ان کے سامنے انتہائی ذلت ومسکنت کا اظہار کرنا، ان کا سجدہ کرنا، ان سے دعا اور ایسی چیزوں میں مدد مانگنا جو انسانی طاقت سے باہر اور صرف خدا کی قدرت سے تعلق رکھتی ہیں (مثلاً اولاد دینا، قسمت اچھی بری کرنا، ہر جگہ مدد کے لئے پہونچ جانا، ہر فاصلہ کی بات سن لینا، دل کی باتوں اور چھپی ہوئی چیزوں کا جان لینا، اس کے ساتھ دوسروں کو شریک سمجھنا ہے) اس کو بہت ناپسند ہے، اپنی آسمانی کتابوں میں اس نے صاف طور پر یہ ظاہر کر دیا ہے کہ یہ اس کو بہت ناپسند ہے اور سب سے بڑا گناہ ہے اور اس نے صاف طور سے فرمادیا ہے ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (بلاشبہ شرک بہت بڑا ظلم ہے)۔

اپنی کتاب قرآن مجید میں اس نے اپنی قدرت بتاتے ہوئے کہا ہے کہ ﴿إِذَا قَضَى أَمْراً فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ﴾ [سورہ بقرہ:۱۱۷] اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہہ دیتا ہے کہ (کن) ہوجا، (فیکون) تو وہ ہو جاتی ہے۔

''اللہ رب العالمین نے اپنے کلام کے ذریعہ یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ وہ نہ کسی کے جسم میں اترتا ہے، نہ کسی کا روپ بھرتا ہے، وہ کسی جگہ یا سمت میں محدود نہیں ہے، جو وہ چاہتا ہے سو ہوتا ہے، جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا، وہ غنی اور بے نیاز ہے، کسی بھی چیز کا محتاج نہیں، اس پر کسی کا حکم نہیں چلتا، اس سے پوچھا نہیں جا سکتا کہ وہ کیا کر رہا ہے؟ حکیم اس کی صفت ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

اس کا ہر فعل حکیمانہ ہے، اور اچھائی لئے ہوئے ہے، اس کے علاوہ کوئی (حقیقی) حاکم نہیں، تقدیر اچھی ہو یہ بری اللہ کی طرف سے ہے، وہ پیش آنے والی چیزوں کو پیش آنے سے پہلے جانتا اور ان کو وجود بخشتا ہے"۔(۱)

رب کائنات کا ہر کام بامقصد ہے

اسی طرح اس نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس کا کوئی کام تفریحی یا بے مقصد نہیں ہے، اسی نے اس زمین پر بے شمار مخلوقات پیدا کی ہیں، ان میں انسان کو یہ امتیاز عطا کیا ہے کہ وہ خاصی حد تک با اختیار مخلوق ہے اور اس کو با اختیار بنانے کے پیچھے اس سے اس زمین پر اپنی مرضی کا نظام چلانے کا کام لینا ہے، دیگر مخلوقات انسانی مخلوق کے تعاون اور ضرورت کے لیے پیدا کی گئیں تاکہ زمین کی تمام اشیاء حتی کہ سورج و چاند کی گردش کا نظام انسانوں کے اس کرۂ ارضی میں رہنے سے پیش آنے والی ضرورتوں اور تقاضوں کو پورا کرنے میں معاون بنے، اسی کام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں فرمایا:

خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً [سورہ بقرہ:۲۹]

"اس نے تمہارے ہی لئے پیدا کیا ہے جو کچھ زمین میں ہے"۔

علم الٰہی کی وسعت

اللہ رب العالمین نے لا انتہا وسعت رکھنے والی کائنات بنانے سے یہ بات بھی ظاہر کر دی ہے کہ اس کا علم اس سے بھی زیادہ وسیع ہوگا، اس لئے وہ علم جو اس نے انسانوں کے لئے عملی شکل میں ظاہر کیا، وہ اس کے وسیع ترین و ناپیدا کنار علم کا ایک بہت چھوٹا جزء ہے، اس کے مقابلہ میں اس کا لامتناہی علم اتنا زیادہ وسیع ہے کہ تمام کائنات کو اور کائنات سے باہر بھی تمام اشیاء کو اپنے میں سمیٹے ہوئے ہے، وہ فرماتا ہے ﴿وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ [سورہ انعام:۱۰۱] (اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے) اسی علم کے تحت اس نے اپنی قدرت کے ذریعہ ساری کائنات بنائی اور اس کو سرسری طور پر نہیں بنایا، بلکہ اس کے ذرہ ذرہ کی خصوصیات اور ان کی

(۱) ماخوذ از: اسلام کے تین بنیادی عقائد، توحید، رسالت، آخرت، از: حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی، ص: ۵۳-۵۴)

تفصیلات بھی متعین فرمائی، پھر ذرہ ذرہ کے عمل اور اس کے عمل کے اثرات برابر اس کی نظر میں رہتے ہیں اور ان کے لئے جو خصوصیت اور کام مقرر کیے ان میں جب چاہے تغیر کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے اور حسب منشاء کبھی کبھی یہ تغیر کر بھی دیتا ہے اور یہ سب اس کے وسیع علم کے اندر ہے، اور ان کے ظاہر ہونے والے اور ظاہر نہ ہونے والے سارے حالات وکیفیات اس کے اسی وسیع علم کے دفتر میں شروع سے محفوظ ہیں، اور ان کا حال ہو یا مستقبل سب اس کے علم میں ماضی کی طرح ہی ہے اور اس کی نظر میں ہے اور وہ سب ایک زبردست رکارڈ ہے جو اس کی صفت کی حیثیت رکھتا ہے۔

الکتاب: کائنات کا رکارڈ

اپنے علم کے اسی رکارڈ کو اس نے ''الکتاب'' اور کبھی ''اُم الکتاب'' کے لفظ سے ظاہر کیا ہے، کتاب کے معنی ''لکھا ہوا'' یعنی طے کردہ، مقرر کردہ ہے، چنانچہ کائنات کے ذرہ ذرہ کے بارے میں جو کچھ بھی ہے اس کی معلومات کا رکارڈ اس ذات اعلیٰ وارفع کے پاس موجود اور محفوظ ہے اور اسی کے مطابق کائنات کے اندر و باہر ہر چیز چل رہی ہے، اور وہ برابر اپنے خالق و مالک کی نظر اور اسکی قدرت واختیار میں ہے۔

خالق کائنات کے علم کے اس رکارڈ کے ہر ہر جزء، بلکہ اس کے ہر ہر ذرہ کی خصوصیات اور کارکردگی جو اس میں رکھی گئی، اور تمام مخلوقات کی خصوصیات اسی کی طے کردہ ہیں، اور صرف یہی نہیں بلکہ زمین پر یا کسی دوسرے کروں میں جو کچھ ہے سب اس کی نظر میں ہیں۔

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ٥

[سورۃ النمل:۷۵]

''اور آسمانوں اور زمین میں کوئی پوشیدہ چیز نہیں ہے مگر وہ واضح کتاب میں ہے۔''

اس ذات اقدس واعلیٰ کے علم وقدرت کے تحت جو موجودات اور ان کی جو تفصیلات ہوسکتی ہیں اگر ضبط تحریر میں لائی جائیں تو وہ اتنی زیادہ ہوں گی کہ دنیا کے سارے سمندر روشنائی کے ہو جائیں اور سارے درختوں کو قلم بنالیا جائے تو بھی ضبط تحریر کا کام پورا ہونے سے قبل

www.abulhasanalinadwi.org

روشنائی ختم ہوجائے گی اور قلم گھس کر بیکار ہوجائیں گے اور تحریر میں لائی جانے والی باتیں پوری نہیں ہوں گی، کیونکہ اس وسیع کائنات اَرض وسماء کے ایک ایک ذرہ اور پانی کے ایک ایک قطرہ کو جو خصوصیات اور افادیت اور کارکردگی دی گئی ہے، اس لحاظ سے ہر ذرہ اور ہر قطرہ کی معلومات کے لئے کئی کئی صفحات درکار ہوں گے، تو سب معلومات کے اندراج کے لئے کتنا سامان چاہئے بتایا نہیں جاسکتا، قرآن مجید میں اس بات کا اشارہ اس آیت سے ملتا ہے۔

وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ [سورۃ لقمان:۲۷]

"اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں (سب کے سب) قلم ہوں اور سمندر (کا تمام پانی) سیاہی ہو اور اس کے بعد سات سمندر اور (سیاہی ہوجائیں) تو خدا کی باتیں (یعنی اس کی صفتیں) ختم نہ ہوں، بیشک خدا غالب حکمت والا ہے۔"

اور ہر ذرہ کے علم کے سلسلہ میں یہ آیت اشارہ کرتی ہے:

وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝ [سورۃ الأنعام:۵۹]

"اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اسے جنگلوں اور دریاؤں کی سب چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتہ نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری اور سوکھی چیز نہیں ہے مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔"

پوری کائنات خدا کے علم کا مظہر ہے

ہماری اس کائنات میں اور اس سے باہر بھی جو کچھ وجود میں آیا ہے وہ حقیقت میں

www.abulhasanalinadwi.org

ان سب کے پیدا کرنے والے کا پیدا کردہ ہے، اور اس کو اس نے اپنے ارادہ اور محض اپنے علم سے پیدا کردیا ہے، اس کا صرف ارادہ اور علم اس کے لیے کافی ہوا، اس کو اس کے لیے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں، صرف ارادہ کرلینے اور طے کردینے سے وجود میں آجاتا ہے۔

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَىْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَن نَّقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ٥

[سورۃ النحل:۴۰]

''ہم جس چیز کو چاہتے ہیں پس اس سے ہمارا اتنا ہی کہنا ہوتا ہے کہ تو ہوجا پس وہ ہوجاتی ہے۔''

اور اس کا آغاز اور نظام عمل سب اس کے علم کے تحت ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ، يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِندَهُ أُمُّ الْكِتَابِ [سورۃ الرعد:۳۹]

''ہر [حکم] قضا [کتاب میں] مرقوم ہے خدا جس کو چاہتا ہے مٹادیتا ہے اور [جس کو چاہتا ہے] قائم رکھتا ہے اور اسی کے پاس [اصل کتاب ہے] ام الکتاب ہے (یہ اس کا علم ہے جو سب چیزوں پر محیط ہے)۔''

کائنات کا مربوط نظام عمل

اس ذات اعلیٰ واقدس نے اپنے علم کے مطابق جن چیزوں کو وجود بخشا ان کے انواع واقسام، خصوصیات، ان کے نظام عمل اور ان کے زمانے اور مدتیں طے فرمائیں، ان وجود پانے والی اشیاء میں جمادات بھی ہیں، جیسے لوہا اور پتھر، اور نمو پانے والی انواع واقسام بھی ہیں، جیسے پیڑ اور پودے وغیرہ، اور متحرک اشیاء اور مخلوقات بھی ہیں جیسے چوپائے اور چرند وپرند اور کیڑے ہیں، جو محدود دائرے کے اندر رہتے ہوئے عمل پیرا ہوتے ہیں، ان کے علاوہ بااختیار مخلوقات بھی ہیں جیسے جن اور انسان اور ان سب سے اوپر آسمانی مخلوق بھی ہے جو اپنے پروردگار کے ارادوں کو زمین تک پہنچاتی ہے جیسے فرشتے، اور ان سب کا مربوط اور مکمل نظام ہے۔

زمین کی متنوع مخلوقات میں انسان کو اور جنات کو اختیار کی صلاحیت بھی دی اور

www.abulhasanalinadwi.org

ان کو صحیح عمل کرنے کا مکلّف کیا، اوران کو صرف جامد مخلوقات اور متحرک مخلوقات کی حد تک ہی محدود نہیں رکھا، اوران دونوں میں انسان کو زیادہ اونچا رتبہ دیا، بلکہ اس کو اختیار دیا ہے کہ وہ ایک خاص حد تک اپنے اختیار اور ارادے کے مطابق کام کرسکتا ہے، اوراس سلسلہ میں اس کی مدد اور سہولت کے لئے اس دنیا میں بہت سی چیزیں اس کے لیے معاون بنائی گئی ہیں، اورانسان اور جن کو جب یہ سب سہولت دی گئی ہے تو ان کو اس بات کا حکم بھی دیا گیا ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے احسان کو مانیں اوراس کا حق ادا کریں، اور وہ اس طرح کہ اپنے خالق و مالک کی شکر گزاری کے طور پر اس کے بتائے گئے طریقوں کو اختیار کرے، جس میں بنیادی چیز یہ ہے کہ اپنے مالک وخالق کو تنہا رب مانے اوراس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اوراس کے علاوہ کسی اور کی بندگی اختیار نہ کرے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ، مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ٥ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ٥ [سورۃ الذاریات:۵۶-۵۸]

"اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں، میں ان سے طالب رزق نہیں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھانا کھلائیں، خدا ہی تو رزق دینے والا زور آور اور مضبوط ہے۔"

www.abulhasanalinadwi.org

دوسرا باب

قرآن مجید اور انسان

انسانوں کو ملنے والی ہدایتیں ان کے لیے تو ایک طرح سے نئ آنے والی ہدایتیں ہوتی تھیں، لیکن رب العالمین کے یہاں وہ نئ نہیں، وہ تو اس کے دائمی اور ابدی علم کا جزء ہیں کیونکہ اس کا دائمی ابدی علم تمام باتوں پر محیط ہے، اسی ناپیدا کنار علم میں سے ان باتوں کو جو دونوں مخلوقوں کے لیے لائق وضاحت ورہنمائی تھیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ کے ذریعہ کچھ منتخب افراد کو دی جاتی رہیں جن کو ''نبی'' اور ''رسول'' کا لقب دیا گیا اور ان باتوں کو اللہ تعالیٰ کے خزانۂ علم سے ہی ماخوذ ہونے کی بنا پر ''الکتاب'' کا نام بھی دیا گیا، کیونکہ اللہ تعالی کا وہ خزانۂ علم بھی ''الکتاب'' کے لفظ سے موسوم ہے، جو خود اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں اتارا گیا ہے، یہ علم مختلف نبیوں پر نازل کیا جاتا رہا اور ''الکتاب'' کہلایا، ان آسمانی کتابوں میں جو سابقہ نبیوں پر اتاری گئیں زبور، توریت، انجیل اور آخری کتاب قرآن مجید ہے، یہ کتابیں مختلف قوموں پر اتاری گئیں، ان میں سے قرآن مجید کو زیادہ اہمیت کے ساتھ تمام ضروری معلومات پر مشتمل کر کے آخری نبی سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر اتارا گیا تاکہ نسل انسانی کی بہتر اور اعلیٰ معیار کی زندگی کے لئے دستور حیات بنے اور یہ اس کی کامیابی کے لئے رہنما بنے۔

جنات اور انسان

اللہ تعالیٰ نے زمینی مخلوقات میں عاقل مخلوقات انسانوں اور جنات کو پیدا کیا اور ان میں انسان سے پہلے جنات کو پیدا فرما دیا تھا اور جنات کے ایک فرد ابلیس کو اس کی کثرت عبادت

www.abulhasanalinadwi.org

کی وجہ سے ایسی ترقی عطا کی تھی کہ فرشتوں سے میل ملاپ اور جنت میں آنے جانے اور رہنے کا موقع عطا فرمادیا تھا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے انسانی مخلوق کو پیدا کرنے کا فیصلہ فرمایا اور اس سلسلہ میں اپنے ارادہ کا ذکر فرشتوں سے کیا جو کہ زمینی مخلوق سے بلند آسمانی مخلوق ہیں اور اطاعت الٰہی ان کی فطرت ہے، وہ اس کے خلاف کرہی نہیں سکتے، وہ بلند مرتبہ مخلوق ہیں، انہوں نے اس کے متعلق واقفیت حاصل ہونے پر دریافت کیا کہ اس مخلوق کی ایک صفت جنگ وجدل ہے، تو ایسی مخلوق کی کیا افادیت ہے؟ جبکہ ہم تو موجود ہیں جو ہمہ وقت آپ کی حمد وتسبیح کرتے ہیں اور تقدیس کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم وہ بات نہیں جانتے ہو جو ہم کو معلوم ہے، ارشاد ربانی ہے:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْأَرْضِ خَلِيْفَةً قَالُوْا أَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ، قَالَ اِنِّىْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ٥ وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰئِكَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ٥ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ٥ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ٥ [سورۃ البقرۃ:۳۰-۳۳]

’’اور اس وقت کو یاد کرو جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں، تو انہوں نے کہا: تو اس میں ایسے کو بنائے گا جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا درآنحالیکہ ہم تیری حمد کی تسبیح اور پاکی بیان کرتے رہتے ہیں (اللہ نے) فرمایا: یقیناً میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور اللہ نے آدم کو اسم (نام) سکھلادیے کل کے کل، پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا، پھر فرمایا: بتلاؤ تو ان کے اسم اگر تم صحیح القول

www.abulhasanalinadwi.org

ہو، ان سب نے کہا: اے اللہ تیری ذات پاک ہے، ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھا رکھا ہے، پورے علم وحکمت والا تو تو ہی ہے، اللہ تعالیٰ نے آدم سے فرمایا: تم ان کے نام بتادو، جب انہوں نے بتا دیے تو فرمایا کہ کیا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں میں ہی جانتا ہوں اور میرے علم میں ہے جو تم ظاہر کر رہے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔"

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانی مخلوق کو علم کی خصوصیت سے نوازا جانا تھا، لہٰذا اس عالم مخلوقات میں ایک ایسی مخلوق بھی پیدا کرنا منظور ہوا جو اپنے پروردگار کی اطاعت کے ساتھ زمینی معاملات کو بھی سمجھ سکے اور ان کو انجام دے سکے اور اس عالم مخلوقات کی حقیقتوں سے واقفیت پیدا کر کے اپنے پروردگار کے منشا اور مرضی کے تحت انجام دے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان اول حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کا جوڑا بنایا تاکہ ان سے نسل تیار ہو، اور ان کو یہ ہدایت کی کہ تم اپنے خالق ومالک کے مقام کو ذہن میں رکھ کر اس کے حکم ومنشا پر چلو تو تم کو پوری عزت ملے گی اور تم سے وہ کام انجام پائے گا جو اس عالم مخلوقات میں تمہارے لیے مقرر کیا گیا ہے، پھر فرشتوں اور ابلیس سے اس نئی مخلوق کا آداب بجالانے کا حکم دیا، فرشتوں نے فوراً سرِ تسلیم خم کیا، اور انسان کے سامنے سر جھکا دیا، لیکن جنوں کا نمائندہ ابلیس تنہا کھڑا رہا، اس سے رب العالمین نے پوچھا کہ تم نے حکم کیوں نہیں مانا؟ اس نے کہا کہ ہم تو اس سے بڑے ہیں کیونکہ آپ نے ہماری تخلیق آگ سے کی ہے اور ان کی مٹی سے اور مٹی پر آگ کو برتری حاصل ہے، رب العالمین نے اس کی نافرمانی اور تکبر کی بنا پر ناراضی ظاہر فرمائی اور اس کو جنت سے نکل جانے کا حکم دیا کہ یہ آسمانی جگہ جنت نافرمانی کرنے والوں کے لئے نہیں ہے، ارشاد ربانی ہے:

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ، أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ○ [سورۃ البقرۃ:۳۴]

"اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے جھکو تو وہ

www.abulhasanalinadwi.org

سب جھکے مگر ابلیس نہ جھکا اس نے انکار کیا اور تکبر میں آ گیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا''۔

اس طرح ابلیس نافرمانی کرنے پر جنت سے نیچے پست عالم میں گرا دیا گیا، ابلیس ذلیل ہو کر حضرت آدم علیہ السلام سے حسد اور غصہ میں حضرت آدم کا دشمن بن گیا اور کہنے لگا کہ اب ہم آدم کی اولاد کو برباد کر کے چھوڑیں گے، ہم کو جنت سے تو نکال دیا گیا، لیکن ہم کو قیامت تک باقی رہنے دیجئے، پروردگار نے کہا جا کرے جو چاہے، آدم کی اولاد میں جو تیری بات مانے گا تیرے ساتھ وہ بھی جہنم میں سزا پائے گا اور آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ ہوشیار رہو اس کے چکر میں نہ آنا اور فلاں درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم خطا کار ہو گے۔

وَ قُلْنَا يٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۝

[سورۃ البقرۃ: ۳۵]

''اور ہم نے کہا اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو سہو اور اس میں جہاں سے چاہو خوب کھاؤ اور اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تم گنہگاروں میں سے ہو جاؤ گے۔''

اس کے علاوہ جنت کی تمام چیزیں تمہارے لیے مہیا ہیں، ان کا استعمال تمہارے لیے جائز ہے، کچھ عرصہ بعد شیطان نے تدبیر نکالی کہ آدم علیہ السلام سے نافرمانی کسی بہانہ کرائی جائے، ادھر آدم علیہ السلام اس بات کو بھول گئے تھے کہ فلاں درخت کے قریب جانے سے بھی منع کیا گیا ہے، شیطان نے دھوکہ دیکر اس درخت کے فائدے بتائے اور رغبت دلائی اور کہا کہ چکھ تو لو، تم کو یہ فائدہ ملے گا کہ جنت میں ہمیشہ رہنے کا موقع مل جائے گا، ارشاد ربانی ہے:

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ

''پھر شیطان نے دونوں کو پھسلایا اسی درخت کے باعث اور جس میں تھے اس سے انہیں نکلوا دیا۔''

www.abulhasanalinadwi.org

چنانچہ بھول کی وجہ سے انہوں نے اوران کی بیوی حوا نے اس کو چکھ لیا، اس پر اللہ نے گرفت فرمائی اور فرمایا: کیا تم کو اس سے منع نہیں کیا گیا؟ سن لو! نافرمانوں کی جگہ یہ باغ و بہار جنت نہیں ہے، تم مٹی سے بنائے گئے ہو، اب مٹی کے عالم میں جاؤ، دونوں کی یہ سزا ہے، اس پر وہ رونے دھونے لگے اور معافی مانگنے لگے، اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ واقعی اس غلطی میں بھول کو بھی دخل ہے اور یہ معافی بھی مانگ رہے ہیں تو فرمایا: تمہاری غلطی کو معاف تو کیا جاتا ہے لیکن اب تم کو اور تمہاری نسلوں کو امتحان دینا ہوگا، کہ اب تم اور تمہاری اولاد زمین پر جا کر وہاں کے حالات میں زندگی گذارو اور اپنی فرمانبرداری کا ثبوت دو، تم جس غرض کے لیے پیدا کیے گئے ہو، اس غرض کو کہاں تک پورا کرتے ہو اور اطاعت گزاری اور اپنے خالق و مالک کی فرمانبرداری کس حد تک کروگے، اس کے لیے تم کو ایک مدت تک زمین پر ہی رہنا ہوگا اور اس جنت میں تم اپنی اطاعت گزاری ثابت کرنے پر ہی آسکوگے۔

اسی کے ساتھ ساتھ ابلیس سے ہوشیار کردیا گیا کہ دنیا میں وہ بھی تمہارے ساتھ رہے گا، دیکھو وہ تم کو دھوکہ میں ڈال ڈال کر برباد نہ کردے، بہرحال اسی طرح انسانی مخلوق اور جنات کو اس زمین پر ٹھہرادیا گیا اور زمین پر قیام کے دوران زندگی کی جو ضرورتیں آسکتی ہیں ان کے حصول کے لئے ضروری علم بھی انسان کو دے دیا گیا اور اس کو سمجھنے اور فائدہ اٹھانے کی صلاحیت بھی عطا کردی گئی تاکہ زمین پر رہے تو زندگی گزارنے کے جو وسائل ہیں، ان سے وہ فائدہ اٹھا سکے جو زمین میں اس کے خالق و مالک نے رکھ دیئے ہیں، ان کو معلوم کرکے اپنی ضرورتیں پوری کرسکے، چنانچہ انسان زمین پر رہ کر بود و باش کے ذرائع اختیار کرنے لگا اور اپنے رب کی اطاعت اور اس کے مقرر کردہ نظام کو چلانے لگا۔

انسان کی فضیلت و خصوصیت

بہرحال انسان کو علم کی صلاحیت دے کر یہ بتادیا گیا کہ تم کو اس صلاحیت سے کام لینا ہے، اور علم و عقل دونوں کے ذریعہ اچھی اور بری کارکردگی کا فرق کرنا ہے، اور پروردگار کی اس

www.abulhasanalinadwi.org

عطا کردہ نعمت اور دیگر نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے، یہ شکر اسی کی عبادت واطاعت کے ذریعہ ادا ہوگا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ، مَآ أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ٥ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ٥

[سورۃ الذاریات:۵۶-۵۸]

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں، میں ان سے طالب رزق نہیں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھانا کھلائیں، خدا ہی تو رزق دینے والا زور آور اور مضبوط ہے۔''

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا٥

[سورۃ الملک:۲]

''اسی نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھا عمل کرتا ہے۔''

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ٥ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ٥ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ، الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ٥ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ٥ [علق:۱-۵]

''پڑھ اس خدا کا نام جس نے کائنات کو پیدا کیا، جس نے آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا، پڑھ تیرا خدا کریم ہے، وہ جس نے انسان کو قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا، وہ جس نے انسانوں کو وہ باتیں سکھائیں جو اسے معلوم نہ تھیں۔''

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ [سورۃ الفاطر:۲۸]

''خدا سے تو اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہیں''۔

وحی الٰہی اور کتب سماویہ

پروردگار عالم نے اپنے وسیع علم کا ایک چھوٹا جزء آسمان سے اتاری ہوئی اپنی کتابوں کے ذریعہ دیا ہے، جو اس کے نبیوں حضرت داؤد، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے ذریعہ سے عطا کی گئیں اور آخر میں قرآن مجید کے نام سے انسانوں میں بھیجے جانے والے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسانوں کو عطا کی گئیں اور ان کتابوں

کے علاوہ نبیوں کو فرشتہ کے ذریعہ تعلیمات وہدایات عطا کی گئیں اوران کے ذریعہ زندگی کے اچھے اور برے کاموں کی وضاحت فرمائی گئی، ضرورت کی ہدایات آجانے کے بعد انسانوں پر اچھے اور برے کاموں اور کارکردگی کے معاملہ میں حجت تمام ہوگئی، کہ جب انسان کو دوسری زندگی ملے گی اوراس زندگی میں اس سے سوال ہوگا کہ تم کو عمل کا اختیار دیا گیا تھا اوراچھے برے کا علم بھی تم کو حاصل کرادیا گیا تھا تو تم نے برا طریقہ کیوں اختیار کیا؟، لہٰذا جنہوں نے اچھا طریقہ اختیار کیا اوراپنی خواہش پر اپنے پروردگار کی مرضی کو ترجیح دی ان کو اس کا اچھا صلہ ملے گا اور جن لوگوں نے من مانی زندگی گزاری وراپنے رب کی مرضی کو نظرانداز کیا، وہ رب کہ جو خالق بھی ہے اور مالک بھی، اور ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے، اس نے انسان کی ضرورت وراحت اور پسند کے سارے اسباب وسائل بھی مہیا فرمائے اوراپنے حکموں پر عمل کرنے کی ذمہ داری انسان پر اس کی برداشت کے لحاظ سے ڈالی، پھر بھی اس کی خلاف ورزی کیوں کی گئی؟ لہٰذا اس کی سزا ملے گی، اس طرح انسان کے سامنے اچھا برا سمجھنے اوراپنے اختیار سے اچھائی پر عمل کرنے کا طریقہ جس سے خصوصی طور پر اسکو واقف کرایا، ایک تو اس کی اتاری ہوئی کتاب قرآن مجید سے اوراس کے مقرر کردہ نبی کی زندگی کا نمونہ اوران احکام کے ذریعہ جو اس کے رب کی طرف سے نبیوں نے پہنچائے، اس کو حاصل ہوا، اس طرح یہ دو ذریعے پروردگار کی تابعداری کے طریقے جاننے کے ذریعہ بنے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ ساری کائنات جو بنائی اس کی تمام خصوصیات اور کارکردگی کی نوعیتوں کا تعین بھی کیا اوراس میں جو جو مخلوقات پیدا کیں ان کی بھی خصوصیات اور کارکردگی کا تعین فرمایا اوران کی اپنی اپنی افادیتیں مقرر کیں اوران میں سے انسان کی زندگی کے لئے جو کارآمد یا ضروری معلومات ہیں ان کے سمجھنے اور معلوم کرنے کے لئے کوشش کی صلاحیت بھی انسان میں رکھی جس کو انسان اپنی علمی صلاحیت کے ذریعہ حسب ضرورت استعمال کرتا اور فائدہ اٹھاتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

عبادت الٰہی

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی ہر چیز ایسی بنائی کہ اس میں اپنے خالق و مالک کی تابعداری و شکر گزاری بھی اس کے مزاج اور فطرت میں بھی رکھی گئی، وہ اپنی فطری حالت وکیفیت سے اپنے پروردگار کی شکر گزاری کرتی ہے، فرمایا:

وَإِن مِّن شَیۡءٍ إِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِهِۦ وَلَـٰكِن لَّا تَفۡقَهُونَ تَسۡبِیحَهُمۡ

[سورۃ الإسراء:۴۴]

''اور [مخلوقات میں سے] کوئی چیز نہیں مگر اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔''

البتہ انسان اور جن کے لئے بڑی حد تک یہ تابعداری اور شکر گزاری خود اس کے اختیار میں رکھی تاکہ یہ دیکھے کہ یہ اختیار دیے جانے پر اس کی مخلوق اپنے خالق و مالک کے عظیم احسانات وانعامات کے بعد اس کی یہ عقل رکھنے والی مخلوق ان کا شکر ادا کرتی ہے یا نہیں؟۔

www.abulhasanalinadwi.org

انسان قرآن مجید کی روشنی میں

قرآن مجید میں انسان کے تذکرہ کے سلسلہ میں دو جہانوں کا ذکر کیا گیا ہے، ایک ہمارا یہ ''زمینی جہاں'' جس کو ''دنیا'' کہتے ہیں، اور ایک دوسرا اوپر والا ''آسمانی جہاں'' جو انسانی حواس خمسہ اور انسان کی دنیاوی سمجھ و تجربہ سے باہر ہے۔ ہمارے اس زمینی جہان میں انسان کے ساتھ حیوانات اور دیگر دنیاوی مخلوقات ہیں، اور اس میں زندگی کے جسمانی حالات اور اپنی دنیاوی سمجھ و تجربہ میں آنے والے معاملات آتے ہیں، اور اوپر والے عالم کا تعلق انسان کے عقائد اور اعمال کے اچھے اور برے ہونے سے ہے، زمینی عالم کے معاملات کا اثر ہماری اس روزمرہ کی زندگی میں ظاہر ہوتا ہے، روحانی اور غیب کے معاملات کا اثر دوسری زندگی میں ظاہر ہوگا جو اس دنیا کے ختم کر دیے جانے کے بعد اللہ رب العالمین کی طرف سے دوبارہ ملے گی، اور وہ نہ ختم ہونے والی زندگی ہوگی جس کو مذہبی اصطلاح میں ''آخرت'' کہتے ہیں، اس میں اس دنیاوی زندگی میں اچھے اور برے کاموں پر صلہ انعام یا سزا کی صورت میں ملے گا، اچھا عمل ہوا تو راحت و نعمت ملے گی اور اگر برا عمل ہوا تو مصیبت اور عذاب ہوگا۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوّاً فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَاداً وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ٥ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ٥ [سورہ قصص: ۸۳-۸۴]۔

''یہ عالم آخرت تو ہم ان ہی لوگوں کے لئے خاص کر دیتے ہیں جو زمین پر نہ بڑا بننا چاہتے ہیں نہ فساد کرنا، اور انجام نیک تو متقیوں کا ہی حصہ ہے جو کوئی نیکی لے کر آئے گا اس کو اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور جو کوئی بدی لے کر آئے گا

www.abulhasanalinadwi.org

سو ایسے لوگوں کو جو بدی کے کام کرتے ہیں بدلہ بس اتنا ہی ملے گا جتنا وہ کرتے تھے۔“

آسمانی حصہ نہایت وسیع حدود میں پھیلا ہوا بنایا گیا ہے اور وہ زمین سے بلند اور عرش الٰہی سے قریب تر ہے، اس کی اس خصوصیت کی بنا پر وہاں نورانی مخلوق فرشتوں کے نام سے رہتی ہے، جن کی کارکردگی بہت بلند اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی ہے وہ مشیت الٰہی کی مکمل تابعداری کرتے ہیں اور صرف حکم الٰہی کے تحت کام انجام دیتے ہیں، ان کی فطرت ہی اپنی پسند یا ناپسند سے خالی رکھی گئی ہے وہ رب العالمین کی خوشنودی اور پسند ہی کو جاری کرتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن دَآبَّةٍ وَالْمَلآئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ، يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ [سورہ نحل:۴۹-۵۰]

”اور اللہ ہی کی مطیع ہیں جتنی چلنے والی چیزیں آسمان میں ہیں اور جتنی زمین میں ہیں اور فرشتے اور وہ اپنی بڑائی نہیں کرتے اور وہ ڈرتے رہتے ہیں اپنے پروردگار سے جو ان پر بالادست ہے اور وہ وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ملتا رہتا ہے۔“

اس دنیاوی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جانوروں کے علاوہ ایک مخلوق جنات کی بھی پیدا فرمائی ہے اور ان میں بھی انسانوں کی طرح زمینی خصوصیات کے جذبات اور نفس کے تقاضے رکھے ہیں۔ زمینی ہونے کی وجہ سے ان میں بھی خواہش نفس زمینی مزاج کے مطابق رکھی گئی ہے۔ لہٰذا ان کو بھی نیکی اور بدی کے معاملہ میں کسی کو بھی اختیار کرنے کا موقع دیا گیا ہے جس کی بنا پر ان میں بھی خواہش نفس اور نیکی کے تقاضوں کے درمیان مقابلہ کے مواقع پیش آتے رہتے ہیں۔ جنوں کی مخلوق پہلے پیدا کی گئی تھی، اس میں ایک فرد ابلیس نے عبادت الٰہی میں بہت ترقی کی، چنانچہ اس کو آسمانوں میں جانے اور وہاں جنت میں بھی آنے جانے اور رہنے کا موقع ملا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

خالق کائنات اللہ رب العالمین کی جب یہ مرضی ہوئی کہ اس کائنات میں جنات کے علاوہ ایک ایسی دوسری مخلوق بھی پیدا کرے جو نیکی و بدی کے سلسلہ میں اختیار رکھنے کے ساتھ ساتھ جنات سے کچھ مختلف اور زیادہ صلاحیت کی ہو۔ جنات کی تخلیق کی بنیاد آگ کو بنایا تھا، اس نئی مخلوق کی تخلیق کی بنیاد مٹی بنائی۔ جنات مخلوق کے مزاج میں اپنی اصل کی بنیاد پر تیزی اور گرمی کا رجحان غالب ہوا، اس نئی مخلوق انسان کی بنیاد مٹی ہونے کی وجہ سے اس کا مزاج مٹی کی خاکساری اور متنوع قسم کی خصوصیات کا بنا اور مٹی کی حیثیت پست اور حقیر ہونے کی وجہ سے اس کی فطرت میں کمتری اور حقارت آئی۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ۝ [سورہ مؤمنون:۱۲]

''اور بالیقین ہم نے انسان کو پیدا کیا مٹی کے جوہر سے''۔

اسی بنیاد پر اس میں خواہشات کا مزاج بھی بنا، اسی کے ہوتے ہوئے اس کو اپنے کو کنٹرول کرنے اور اطاعت الٰہی کے تابعدار بننے کی تلقین کی گئی، جیسے جنات کو کی گئی تھی۔ تا کہ اچھے یا برے ہونے کا امتحان ہو سکے۔

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ۝ [سورہ ملک:۱-۲]

بہت بابرکت ہے وہ (اللہ) جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور جو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے جس نے موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے اور وہ غالب اور بخشنے والا ہے۔

اس نئی مخلوق انسان کو مٹی سے پیدا کرنے کے باوجود اس کی تعظیم کا حکم فرشتوں اور جنات کو دیا گیا، اس بات کو جنات کے فرد ابلیس نے حسد کے جذبہ سے دیکھا اور باوجود اپنی بڑی عبادت و ریاضت کے اپنے کو انسان سے بڑا سمجھا اور بڑائی کو محسوس کرنے کی بنا پر انسان کے مقابلہ میں کم کیے جانے کو ناپسند کیا، اور اپنی ناپسندیدگی کو اپنے پروردگار کے حکم کے آگے دبا نہ سکا۔ لہٰذا رب العالمین کے حکم کی نافرمانی پر قابل سزا قرار پایا اور اس کو اوپر سے نیچے

اتار دیا گیا اور اس پر رب العالمین کا عتاب نازل ہوا۔

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَراً مِن طِينٍ ٥ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ٥ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ٥ إِلَّا إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ٥ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ ٥ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ٥ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ٥ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ٥ [سورہ ص: ۷۱-۷۸]

جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے انسان بنانے والا ہوں، سو جب میں اسے ٹھیک ٹھاک کرلوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا، چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا، اس نے تکبر کیا اور وہ کافروں میں ہوگیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس جس شخص کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کے آگے سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا، کیا تو کچھ گھمنڈ میں آ گیا ہے یا تو بڑے درجہ والوں سے میں ہے، اس نے جواب دیا کہ میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا ہے، ارشاد ہوا کہ تو یہاں سے نکل جا تو مردود ہوا اور تجھ پر قیامت کے دن تک میری لعنت اور پھٹکار ہے۔

رب العالمین نے اس نئی مخلوق انسان کو اس زمین پر الٰہی نظام قائم کرنے کے لئے نامزد کیا اور اس کے لحاظ سے اس کو مزید کچھ خصوصیات ایسی بھی جو اس نظام کے قائم کرنے میں معاون ہوں، عطا فرمائیں، ان میں خاص طور پر علم سے فائدہ اٹھانے کی خصوصیت رکھی، اور اپنے اس ارادہ کو فرشتوں سے ظاہر کیا، انہوں نے اس کے زمینی مخلوق ہونے کی بنا پر اس میں خواہش نفس کے اثر سے آپسی جھگڑوں اور آپسی ٹکراؤ کے پیش آنے کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے یہ دریافت کیا کہ یہ مخلوق زمین پر شر و فساد بھی برپا کرسکتی ہے، اس پر رب العالمین نے

www.abulhasanalinadwi.org

ان کو علم کی خصوصیت اور افادیت بتائی جو پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام میں رب العالمین نے مٹی سے بناتے ہوئے رکھی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے زمین میں مٹی کی بہت سی اور متنوع خصوصیات رکھ دی تھیں، سختی کی خصوصیت لوہے اور پتھر میں رکھی، نرمی کی خصوصیت اس کی مختلف نباتات اور دیگر بہت سے اجزاء میں رکھی، اس کے بعض اجزاء میں آگ کی صفت رکھی، اور پانی میں ٹھنڈک اوراسی طرح دوسری اشیاء میں نرمی پیدا کرنے والی اور تابعداری کی صلاحیت رکھی، ان سب سے حاصل ہونے والی خصوصیات انسان کے جسم میں الگ الگ مقدار میں غذا اور ہوا کے ذریعہ پہنچتی ہیں، اس زمین پر خالق کائنات رب العالمین کا مفوضہ کام اور مفوضہ ذمہ داریاں انجام دینے کی صلاحیتیں انسان میں پیدا کیں، انسان کی اس خصوصیت اور صلاحیت کو اس طرح واضح فرمایا اور کہا ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ٥﴾ (یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا ہے)۔ یہ بات جنات میں اس حد تک نہیں، کیونکہ وہ صرف آگ سے پیدا کیے گئے، جس کے اثرات اور اس سے پیدا ہونے والی خصوصیات گرم اور تیز ہیں، انسان کو رب العالمین نے خلافت فی الأرض کی ذمہ داری دینے کا ارادہ کیا تو اس کو اپنی ایسی بنائی ہوئی چیز سے پیدا کیا جس میں طرح طرح کی صلاحیتوں کے اجزاء رکھے تھے اور خلافت کا فریضہ انجام دینے کے لئے ضروری طاقت علم کی عطا فرمائی، فرشتوں کے استفسار پر انسان کی یہ خصوصیت بتائی اور قرآن مجید میں اس طرح واضح فرمایا۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةً قَالُوْا أَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ، قَالَ إِنِّيْ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ٥ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُوْنِيْ بِأَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ٥ قَالَ يٰٓاٰدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّآ أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَآئِهِمْ قَالَ أَلَمْ

www.abulhasanalinadwi.org

اَقُلْ لَّكُمْ إِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ○ [سورہ بقرۃ:۳۰-۳۳]

''اور وہ وقت یاد کرو جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں، وہ بولے کیا تو اس میں ایسے کو بنائے گا جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا درآنحالیکہ ہم تیری حمد کی تسبیح کرتے رہتے ہیں، اور تیری پاکی پکارتے رہتے ہیں، اللہ نے فرمایا یقیناً میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے، اور اللہ نے آدم کو اسم سکھلا دیے کل کے کل، پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا، پھر فرمایا بتلاؤ تو ان کے اسم اگر تم صحیح القول ہو، وہ بولے تو پاک ہے، ہمیں تو کچھ علم نہیں مگر ہاں وہی جو تو نے ہمیں دیدیا، بیشک تو ہی تو ہے علم والا حکمت والا، اللہ نے فرمایا اے آدم بتلا دو انہیں ان کے اسم، پھر جب انہوں نے ان کے اسم بتلا دیے تو فرمایا اللہ نے میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں جانتا ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو وہ سب جانتا ہوں۔''

انسانوں میں مذکورہ متعدد خصوصیات رکھنے کے ساتھ جنّات کی طرح ان کے مزاج میں بھی خواہش نفس رکھی، تاکہ ان دونوں مخلوقات کو اپنے رب کی مرضی پر عمل کرنے کی کوشش میں اپنا اختیار استعمال کرنے نہ کرنے کا امتحان ہو سکے اور یہ ظاہر ہو سکے کہ وہ اپنے عمل کو خواہش نفس کا تابع کتنا بناتے ہیں اور کتنا رضائے الٰہی کے تابع بناتے ہیں، تاکہ اگلی زندگی میں جنت میں واپس لوٹنے اور نعمتوں سے فائدہ اٹھانے اور اس کے خلاف زندگی گزارنے پر جہنم کی سزا پانے کا فیصلہ کیا جائے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ○ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ○ [سورہ قصص:۸۳-۸۴]۔

www.abulhasanalinadwi.org

یہ عالم آخرت تو ہم انہی لوگوں کے لیے خاص کر دیتے ہیں، جو زمین پر نہ بڑا بننا چاہتے ہیں نہ فساد کرنا، اور انجام نیک تو متقیوں ہی کا ہے، جو کوئی نیکی لے کر آئے گا اس کو اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور جو کوئی بدی لے کر آئے گا سو ایسے لوگوں کو جو بدی کا کام کرتے ہیں بدلہ بس اتنا ہی ملے گا جتنا وہ کرتے تھے۔

مَن یَعۡمَلۡ سُوۡءًا یُجۡزَ بِهٖ وَلَا یَجِدۡ لَهٗ مِن دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَلَا نَصِیۡرًاo وَمَن یَعۡمَلۡ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِن ذَكَرٍ أَوۡ أُنثَى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَأُولَـٰئِكَ یَدۡخُلُونَ الۡجَنَّةَ وَلَا یُظۡلَمُونَ نَقِیۡرًاo [سورہ نساء:۱۲۳-۱۲۴]۔

”جو کوئی بھی برائی کرے گا اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ اللہ کو چھوڑ کر اپنے لیے نہ کوئی دوست پائے گا نہ مددگار، اور جو کوئی نیک اور صالح عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان ہو تو ایسے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔“

فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الۡكُبۡرَىٰo یَوۡمَ یَتَذَكَّرُ الۡإِنسَانُ مَا سَعَىٰo وَبُرِّزَتِ الۡجَحِیۡمُ لِمَن یَرَىٰo فَأَمَّا مَن طَغَىٰo وَآثَرَ الۡحَیَاةَ الدُّنۡیَا، فَإِنَّ الۡجَحِیۡمَ هِیَ الۡمَأۡوَىٰo وَأَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفۡسَ عَنِ الۡهَوَىٰo فَإِنَّ الۡجَنَّةَ هِیَ الۡمَأۡوَىٰo [سورہ نازعات:۳۴-۴۱]

”تو جب بڑی آفت آئے گی اس دن انسان اپنے کاموں کو یاد کرے گا اور دوزخ دیکھنے والے کے سامنے نکال کر رکھ دی جائے گی تو جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو مقدم سمجھا تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور جی کو خواہشوں سے روکتا رہا تو اس کا ٹھکانہ بہشت ہے۔“

www.abulhasanalinadwi.org

اور یہ بات کہ رضائے الٰہی کے حصول کے کیا کیا مواقع ہیں، کچھ تو اس کو دی ہوئی علمی صلاحیت کے ذریعہ اور جو اس سے زیادہ کی بات ہے تو اسے وحی کے ذریعہ معلوم کرنے کا انتظام فرمایا۔ وحی کے لئے اپنے خاص الخاص بندوں کو نبی کی حیثیت سے انتخاب فرما کر ان کے ذریعہ اپنے عام بندوں کو اچھے اور برے اعمال واخلاق سے واقف کراتا رہا اور ان کے سلسلہ میں ان کے زمانوں اور حالات کی رعایت کے ساتھ ہدایات فرماتا رہا۔ اس طرح زمانے گزرتے رہے اور آخری زمانہ شروع ہونے پر عہد بعہد دئے جانے والے احکام کو تکمیل کے درجہ تک پہونچانے کے سلسلہ میں آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو مقرر فرمایا اور احکامات کا نام اسلام قرار دیا۔

ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشَّاهِدِينَ ۝ فَمَن تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعاً وَكَرْهاً وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۝ قُلْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَالنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيناً فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ [سورہ آل عمران: ۸۱-۸۵]۔

”پھر تمہارے پاس رسول اس چیز کی تصدیق کرنے والا آئے جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول پر ایمان لانا اور ضرور اس کی نصرت کرنا، پھر فرمایا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میرا عہد قبول کرتے ہو؟ وہ بولے ہم اقرار کرتے ہیں، فرمایا تو گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں، پھر جو کوئی اس کے بعد روگردانی کرے گا سو یہی لوگ تو نافرمان ہیں،

www.abulhasanalinadwi.org

سو کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے سوا (کسی طریقہ) کو تلاش کررہے ہیں، درآنحالیکہ اس کے فرمانبردار ہیں جو کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں خواہ یہ فرمانبرداری رضاواختیار سے ہو یا بے اختیاری سے اور سب اسی طرف لوٹائے جائیں گے، آپ کہہ دیجیے کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر جو ہمارے اوپر اتارا گیا اور اس پر جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب علیہم السلام پر اتارا گیا ہے اور اس پر جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام اور دوسرے نبیوں کو دیا گیا ان کے پروردگار کی طرف سے، ہم ان میں سے باہم کوئی فرق نہیں کرتے اور ہم تو اسی اللہ کے فرمانبردار ہیں جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کرے گا سو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ شخص آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔

اور چونکہ انسان کو اس کے خالق رب العالمین نے خود اپنی عطا کردہ خصوصیات پر پیدا کیا، لہٰذا وہ اس کے مزاج کی نوعیتوں سے خوب واقف ہے، اس نے اس کو وحی کے ذریعہ جو تلقین فرمائی اس میں اس کی فطری استطاعت وعملی حیثیت کی پوری رعایت بھی رکھی ہے، کیونکہ اس کو خوب معلوم ہے کہ انسان پر جب نفس کی خواہش اثرانداز ہوگی تو اس کی کیا کیفیت ہوگی اور اس کا رویہ کیا بنے گا، اور جب رضائے الٰہی کی طلب کا اثر ظہور پذیر ہوگا تو اس کا رویہ کس طرح کا ہوگا، اس کی نشاندہی قرآن مجید کی مختلف آیات میں ظاہر فرمائی ہے، اس کے لئے کہیں ''صالح'' کا لفظ، کہیں ''مؤمن'' کا لفظ، کہیں ''مسلم'' کا لفظ، کہیں ''کافر'' کا لفظ، کہیں ''مشرک'' کا لفظ، کہیں ''فاسق'' کا لفظ، کہیں ''فاجر'' کا لفظ، کہیں ''غوی'' کا لفظ، کہیں ''منیب'' کا لفظ، کہیں ''کنود'' کا لفظ، کہیں ''ظلوم'' کا لفظ، کہیں ''جہول'' کا لفظ، کہیں ''عجول'' کا لفظ، کہیں ''قنوط'' کا لفظ، کہیں ''یئوس'' کا لفظ، کہیں ''شکور'' کا لفظ، کہیں ''کفور وکفار'' کا لفظ، کہیں ''حلیم'' کا لفظ، کہیں ''اواہ'' کا لفظ، کہیں ''لحب الخیر لشدید'' کا لفظ، کہیں ''ھلوع'' کا لفظ، کہیں ''جزوع'' کا لفظ، کہیں ''منوع'' کا لفظ، کہیں ''مصلح'' کا لفظ، کہیں ''مفسد'' کا لفظ، کہیں ''سعید'' کا لفظ، کہیں ''شقی'' کا لفظ، کہیں ''مقتصد'' کا لفظ، کہیں ''سابق الی الخیرات'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ان سب الفاظ سے انسان کی طبیعت و کردار میں جو تنوع ہے اس کی مثالیں سامنے آتی ہیں، احکام الٰہی میں ان سب کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور انسان کو متوجہ کیا گیا ہے کہ اس کی نفسیات میں مختلف قسم کے رجحانات کی جڑیں موجود ہیں، وہ اس کا لحاظ رکھے کہ اس کی نفسیات کے وہ پہلو جو اس کو نفسانیت اور بد عملی کی راہ دکھاتے ہیں، وہ ان سے ہوشیار رہے، اور ان کو اپنے عمل پر غالب نہ ہونے دے، البتہ جو پہلو اس کو خیر اور انسانی خوبیوں کی طرف مائل کرتے ہیں ان سے فائدہ اٹھائے اور تقویت حاصل کرے۔ اس سلسلہ میں اس کو یہ رعایت عطا فرمائی گئی۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ [سورہ بقرہ:۲۸۶]

"اللہ کسی کو مکلّف نہیں بناتا مگر اس کی بساط کے مطابق، اسے ملے گا وہی جو کچھ اس نے کمایا اور اس پر پڑیگا وہی جو کچھ اس نے کمایا۔"

قرآن مجید میں انسان کی طبیعت اور مزاج اور اس کے عمل میں جو نفسیاتی کیفیات پائی جاتی ہیں، ان کی طرف متوجہ کرنے کے ساتھ انسان کو نصیحت کی گئی ہے، اور اس کے خاطر واقعات بیان کیے گئے ہیں، اس کی نفسیاتی کیفیات کا لحاظ رکھا ہے اور ان کو جگہ جگہ نمایاں بھی کیا ہے۔ مثلاً سورہ عادیات میں ایک طرف تو عربوں کے پسندیدہ ترین موضوع جنگ میں گھوڑوں کی پھرتی اور تیزی اور ان کے ذریعہ بہادری دکھانے اور دشمن کو زیر کر لینے کا تذکرہ کیا گیا ہے، دوسر طرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان کی اپنے رب کی ناشکری اور پسندیدہ شی کی طلب میں بہت زیادہ دلچسپی اور ان رجحانات کے اثر سے مستقبل کی طرف سے بے توجہی کرنے کا جو نقصان اور تباہی آئے گی اس کو بھول جاتے ہیں۔

اسی طرح کاروبار تجارت کی فکر اور سفروں میں جاڑے گرمی میں قافلہ تجارت لے کر یمن وشام جانے اور بیت اللہ شریف کے متولی ہونے کی وجہ سے سفر کے خطرات سے محفوظ رہنے کا جو فائدہ اللہ رب الکعبہ کی طرف سے ملا ہے کم از کم اس کے شکر میں اس کی عبادت کا تو حق ادا کریں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسی طرح سورہ والعصر میں زمانہ کی خصوصیت کے حوالہ سے کامیاب انسان کی خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے، اسی طرح سورہ حج کے آخری حصہ میں بتوں کی پرستش میں جو بے عقلی اور نا سمجھی کی کیفیات ہیں ان کو اچھے اسلوب میں لیکن مختصر انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَاباً وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِن يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئاً لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ٥ [سورہ حج:۷۳]

''اے لوگو ایک بڑی بات بیان کی جاتی ہے سو اسے سنو، جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی تک تو پیدا نہیں کر سکتے چاہے سب ہی اس غرض کے لیے جمع ہو جائیں، اور اگر مکھی ان کے سامنے سے کچھ چھین لے جائے تو وہ اس سے چھڑا تک نہیں سکتے، طالب اور مطلوب دونوں کیسے گئے گزرے۔''

دیکھو تم لوگ اپنی ضرورتوں کو بتوں کے سامنے لے جاتے ہو اور ان کی پوجا کرنے میں یہ نہیں دیکھتے کہ اپنے اوپر سے مکھی بھی نہیں اڑا سکتے بلکہ اگر مکھی ان کے اوپر چڑھاوے کی چیز کو اٹھا لے جائے تو اس کو اس سے چھین نہیں سکتے پھر ان سے کچھ ملنے کی امید کرنا کیسی عجیب بات ہوئی یہ بت اتنے بے بس ہیں اور کمزور ہیں تو تم جو ان سے مانگتے ہو کتنے کمزور قرار دئے جاؤ گے۔

اسی طرح انسانی نفسیات کی کمزوریاں، خوبیاں اور اثر اندازیاں پڑھنے کو ملتی ہیں، اس طرح انسان کی طبیعت، مزاج، الوالعزمی اور اس کے انداز کمتری اور بے عقلی کی طرف کھلے اشارے ملتے ہیں، اور اس طرح انسان کے دل و دماغ، نفس اور ضمیر کی متنوع تصویر سامنے آتی ہیں۔

انسان کا اصل امتیاز

انسان جانوروں سے کیوں اونچا ہے؟ اپنے ہاتھ پیر کی وجہ سے نہیں، ہاتھ پیر تو جانور

www.abulhasanalinadwi.org

کے بھی ہوتے ہیں، اپنے منہ کی وجہ سے نہیں، اپنی آنکھوں کی وجہ سے نہیں، یہ چیزیں تو جانوروں کے بھی ہوتی ہیں اور کھانے پینے کی وجہ سے بھی نہیں، جانور بھی تو کھاتا پیتا ہے، لیکن وہ اخلاق و کردار کہ کھاؤ تو کیا کھاؤ اور کیا نہ کھاؤ اور اپنے ہاتھ پیر کو استعمال کرو تو اس کا دائرۂ کار کیا ہو؟ ہاتھ کو ظلم کے لئے نہ استعمال کرو، بلکہ اس کو فائدہ پہنچانے کے لئے استعمال کرو، اپنے کو فائدہ پہنچاؤ، دوسروں کو فائدہ پہنچاؤ، اپنی آنکھوں کا غلط نہ استعمال کرو، صحیح استعمال کرو، اگر ہم اس میں دیکھنے کو آزاد کردیں گے تو جانور اور انسان میں کیا فرق رہے گا؟ اللہ تعالیٰ نے ہم کو انسان بنایا ہے اور باقاعدہ انسان بنایا ہے، انسان کی تخلیق کے وقت اللہ تعالی نے فرشتوں سے فرمایا کہ ہم انسان کو پیدا کررہے ہیں، تو فرشتوں کو تعجب ہوا کہ سارے جانور موجود ہیں، فرشتے موجود ہیں، جنات موجود ہیں، جہاں تک آپ کی عبادت کا تعلق ہے تو ہم سب لگے ہوئے ہیں بلکہ ساری کائنات عبادت میں لگی ہوئی ہے، اس میں اس کے لئے الگ سے کوئی مخلوق پیدا کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ پھر آپ انسانوں کو کیوں پیدا کررہے ہیں؟، یہ صحیح کام کرنے کے بجائے نقصان پہونچانے کا کام نہ کرے۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ (سورہ بقرہ:۳۰)

''اور وہ وقت یاد کرو جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں، وہ بولے کیا تو اس میں ایسے کو بنائے گا جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا درآنحالیکہ ہم تیری حمد کی تسبیح کرتے رہتے ہیں، اور تیری پاکی پکارتے رہتے ہیں۔''

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ (سورہ بقرہ:۳۰)

''میں اس بات کو جانتا ہوں جس کو تم نہیں جانتے ہو۔''

تم نہیں جانتے کہ انسانوں کی تخلیق میں کیا حکمت و مصلحت ہے، میں جانتا ہوں،

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ کی عبادت کرنا اگرچہ تمام مخلوقات پر ضروری ہے، یہ دیگر مخلوقات عبادت کرنے پر مجبور ہیں، لیکن انسانوں کو پھر بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا درا صل انسان کو اللہ نے یہ امتیاز عطا کیا اور یہ اختیار دیا کہ اگر تم چاہو تو ہماری نافرمانی کر سکتے ہو، لیکن تمہارا فائدہ فرمانبرداری میں ہے اور تم کو اسی کا حکم ہے، فرمایا: ﴿وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ﴾ (سورہ البلد:۱۰)[اور ہم نے اس کو دونوں راستے (خیر و شر) کے بتلا دیئے] اب دیکھنا یہ ہے کہ تمہارا جی چاہے گا نافرمانی کرنے کا تو تم اپنے جی پر قابو پاتے ہو یا نہیں پاتے؟ اس لئے کہ بہت سے تمہارے فائدے ایسے ہوں گے کہ تمہارا جی ان فائدوں کو حاصل کرنے کے لئے للچائے گا، تم ہماری نافرمانی کرو گے تو اب یہ دیکھنا ہے کہ تم اپنے جی پر قابو رکھتے ہو یا نہیں رکھتے، اگر قابو نہیں رکھو گے تو نافرمانی کرو گے، پھر کیا ہوگا؟ تم نافرمانی کی سزا پاؤ گے اور اگر تم اپنے نفس پر قابو پالو گے تو تمہیں بہت شاباشی ملے گی اور تم اپنے صحیح انسان ہونے کا ثبوت دو گے، تم کو انسان بنا کر پیدا کیا گیا، اس لئے نہیں کہ ایک مخلوق بڑھ جائے، مخلوق تو بہت ساری ہیں، سانپ، بچھو، چوپائے، جانور، شیر، سبھی ہیں، کون سی چیز ایسی ہے جس کی صفت رکھنے والی مخلوق نہ ہو، شیر ہے وہ جانوروں کو کھاتا ہے، بکری ہے وہ زمین سے پیدا ہونے والی غذا کھاتی ہے، تو ہر قسم کے جانور موجود ہیں، ہر قسم کی مخلوق موجود ہے، تو تمہاری کیا ضرورت تھی؟ وہ ضرورت یہ تھی کہ تم اپنا کردار دکھاؤ، اپنا کردار دکھانے کے لئے پیدا کئے گئے، اچھا کردار اختیار کرنے کے لئے تم کو پیدا کیا گیا۔

انسان کا معیارِ بلندی

قرآن میں دین کا تصور بڑی جامعیت رکھنے والا اور انسان کی بھلائی کا تصور ہے، جو انسانی زندگی کے مکمل ضابطۂ اخلاق پر مشتمل ہے، وہ زبان، علاقہ، رنگ و نسل اور جغرافیائی لحاظ سے اونچ نیچ نہیں مانتا، وہ سارے انسانوں کو ایک برادری کا مانتا ہے، البتہ نیکی اور اخلاق و کردار کے اچھے اور برے ہونے کی بنا پر فرق کرتا ہے، وہ سب انسانوں کو ایک خدا کے بندے اور ایک باپ کی اولاد قرار دیتا ہے، وہ ایک خدا کی پرستش کا حکم دیتا ہے، اس طرح وہ

www.abulhasanalinadwi.org

انسان کو انسان کے سامنے یا انسان کی اپنی بنائی ہوئی چیزوں کے سامنے جھکنے سے روکتا ہے۔ اس طرح وہ انسان کو اس زمین پر اس کے بلند مقام اور اعلیٰ کردار سے آگاہ کرتا ہے تاکہ وہ اس معمورۂ عالم میں اس کے خالق و مالک کی مرضی کے مطابق اپنے فرائض سے پوری طرح عہدہ برآ ہو سکے۔

قرآن جہاں عبادت کے دائرہ میں شرک سے روکتا ہے اور ایک خدا کی عبادت کی تلقین کرتا ہے وہاں وہ اخلاق و کردار کے دائرہ میں جھوٹ بولنے، وعدہ خلافی، خیانت و بد دیانتی، بدی، غیبت، حرص و طمع، اور ناپ تول میں کمی، رشوت، سود خوری، بغض و حسد اور دوسری برائیوں سے بھی منع کرتا ہے۔ قرآن مجید ان بری باتوں کے برخلاف جن خوبیوں کو اختیار کرنے کی ہدایت کرتا ہے ان میں سچ بولنا، عفت و پاکبازی، امانت و دیانت داری، شرم و حیا، عدل و انصاف، عہد کی پابندی، عفو و درگزر اور ایثار و قربانی، جیسے نیک اوصاف کی طرف توجہ دلاتا ہے، انسان جس حد تک ان اوصاف سے متصف ہو جائے، اسلام اسے اس حد تک انسان کے معیار کی بلندی قرار دیتا ہے۔

وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلاَهُمَا فَلاَ تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيماً ٥ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيراً ٥ رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ إِن تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلأَوَّابِينَ غَفُوراً ٥ وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلاَ تُبَذِّرْ تَبْذِيراً ٥ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُوراً ٥ وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُل لَّهُمْ قَوْلاً مَّيْسُوراً ٥ وَلاَ تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلاَ تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوماً مَّحْسُوراً ٥ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن

www.abulhasanalinadwi.org

يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيراً بَصِيراً ٥ وَلَا تَقْتُلُوا
أَوْلادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ
كَانَ خِطْأً كَبِيراً ٥ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَى إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً
وَسَاءَ سَبِيلًا ٥ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ
وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوماً فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَاناً فَلَا يُسْرِفْ فِّي
الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُوراً ٥ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي
هِيَ أَحْسَنُ حَتَّى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ
مَسْؤُولًا ٥ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ
الْمُسْتَقِيمِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ٥ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ
لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ
عَنْهُ مَسْؤُولًا ٥ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحاً إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ
الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا، كُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ
رَبِّكَ مَكْرُوهاً ٥ ذَلِكَ مِمَّا أَوْحَى إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ
وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهاً آخَرَ فَتُلْقَى فِي جَهَنَّمَ مَلُوماً
مَّدْحُوراً ٥ ۔(سورہ بنی اسرائیل، از آیت ۲۳ تا آیت ۳۹)

اور تمہارے پروردگار نے فیصلہ کردیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں، تو ان کو اف تک نہ کہو، اور نہ انہیں جھڑکنا، اور ان سے بات ادب کے ساتھ کرنا، اور عجز و نیاز سے ان کے ساتھ رہو، اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے پروردگار جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں شفقت سے پالا ہے تو بھی ان کے حال پر رحمت فرما، جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تمہارا پروردگار اس سے بخوبی واقف ہے، اگر تم نیک ہوگے تو وہ رجوع کرنے والوں کو بخش دینے والا ہے، اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کردو، اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ، کہ فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے

www.abulhasanalinadwi.org

پروردگار (کی نعمتوں) کا کفران کرنے والا (یعنی ناشکرا) ہے، اور اگر تم اپنے پروردگار کی رحمت (یعنی فراخ دستی) کے انتظار میں ہو جس کی تمہیں امید ہو ان (مستحقین) کی طرف توجہ نہ کر سکو تو ان سے نرمی سے بات کہہ دیا کرو، اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا (یعنی بہت تنگ) کر لو، (کہ کسی کو کچھ دو ہی نہیں) اور نہ ہی بالکل کھول دو (کہ سبھی کچھ دے ڈالو اور انجام یہ ہو کہ) ملامت زدہ اور باندھ کر بیٹھ جاؤ، بیشک تمہارا پروردگار جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی روزی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے، وہ اپنے بندوں سے خبر دار ہے، اور ان کو دیکھ رہا ہے، اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرنا، کیونکہ ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں، کچھ شک نہیں کہ ان کا مار ڈالنا بڑا سخت گناہ ہے، اور زنا کے پاس بھی نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے، اور جس جاندار کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے اسے قتل نہ کرنا، مگر جائز طور پر (یعنی بہ فتوی شریعت) اور جو شخص ظلم سے قتل کیا جائے ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے (کہ ظالم قاتل سے بدلہ لے) تو اس کو چاہئے کہ قتل (کے قصاص) میں زیادتی نہ کرے، وہ منصور اور فتحیاب ہے، اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکنا، مگر ایسے طریقے سے کہ بہت بہتر ہو، یہاں تک وہ جوانی کو پہونچ جائے، اور عہد کو پورا کرو، کہ عہد کے بارے میں ضرور پوچھ ہوگی، اور جب کوئی چیز ناپ کر دینے لگو تو پیمانہ پورا بھرا کرو، اور جب تول کر دو تو ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو، یہ بہت اچھی بات ہے، اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت بہتر ہے، اور اے بندے جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ کہ کان اور آنکھ اور دل ان سب جوارح سے ضرور باز پرس ہوگی، اور زمین پر اکڑ کر اور تن کر مت چل کہ تو زمین کو پھاڑ تو نہیں ڈالے گا، اور نہ لمبا ہو کر پہاڑوں کی چوٹی تک پہنچ جائے گا، ان سب عادتوں کی برائی تیرے پروردگار کے نزدیک بہت ناپسند ہے، اے پیغمبر یہ ان ہدایتوں میں سے ہے جو خدا نے دانائی کی باتیں تمہاری طرف وحی کی ہیں، اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنانا کہ ایسا کرنے سے ملامت زدہ اور درگاہ خدا سے راندہ بنا کر جہنم میں ڈال دئے جاؤ گے۔

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن مجید کا تصورِ انسان

قرآن مجید کی تعلیمات کسی خاص قوم یا زمانہ تک محدود نہیں، اس کی تعلیمات اوراس کا تصورِانسان ہمہ گیراور وسیع ہے۔ اس تصور میں زندگی کے وہ تمام گوشے شامل ہوجاتے ہیں جن پر چل کرانسان، اعلیٰ ومعیاری صفات کاانسان بنتا ہے، مثلاً ظلم کا جواب ظلم سے نہ دینا، دوست تو دوست ہے دشمن کے ساتھ بھی بھلائی کرنا، ریا کاری سے بچنا، بے عملی وبے کاری سے بچنا، بخل سے بچنا، فضول خرچی سے بچنا، غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کی مدد کرنا، بے غرض اور بے لوث ہوکرلوگوں کے کام آنا، صلہ رحمی، ماں باپ کی خدمت کرنا، بچوں سے محبت، چھوٹوں پر شفقت، بڑوں کی عزت، ہمسایوں کے ساتھ سلوک، قناعت اور استغناء کی صفات اختیار کرنا یہ وہ فضائل ہیں جو اسلام کے تصور انسان میں داخل ہیں اور ان کی خالق کائنات رب العالمین نے اپنے کلام مقدس قرآن مجید میں تلقین کی ہے، چنانچہ عہداول کے مسلمانوں نے ان پر بخوبی عمل کیا، انھوں نے قرآن مجید کی تعلیمات کو اپنے دل ودماغ میں اتارا اور اعلیٰ انسانی خصلتوں اور صفات کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ مکہ میں قیام کے دوران ان میں یہ سب خوبیاں ملتی ہیں، اور جب وہ مہاجر بن کر مدینے آئے تو مدینہ کے مسلمان انصار نے خود تکلیفیں اٹھا کر مہاجرین کی مصیبتیں دور کیں، قرآن شریف نے سورۂ حشر میں اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ [سورہ حشر:۹]

’’اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود حاجت مند ہوں۔‘‘

سورۂ دہر میں صحابۂ کرام کی اسی قسم کی انسانی خصوصیات کی تعریف کرتے ہوئے قرآن پاک نے ارشاد فرمایا ہے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِيناً وَيَتِيماً وَأَسِيراً ○

[سورہ دھر:۸]

’’خود کھانے کی خواہش کے باوجود وہ مسکین، یتیم اور قیدیوں کو کھانا کھلا دیتے ہیں۔‘‘

www.abulhasanalinadwi.org

اچھی بات کہنا اور بری بات سے روکنا بھی قرآن کے تصورانسان میں شامل ہے۔ خاص طور پر امت محمدیہ علی صاحبہا السلام پر اس بات کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے، اس کے ساتھ خود نیکی اختیار کرنے اور دوسروں کی بھی راحت کی فکر کرنا اس کے اچھوں کاموں میں قرار دیا گیا ہے اور اس کی تلقین کی گئی ہے۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ [سورہ آل عمران:۱۱۰]۔

''تم لوگ بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

کسی بھولے بھٹکے مسافر کو راستہ دکھانا، راستے سے پتھر، کانٹا اور رکاوٹ دور کرنا بھی انسانیت ہے۔ کسی کے ساتھ نیکی کر کے اس کو یاد نہ دلانا، احسان نہ جتانا، شکریہ کا طالب نہ ہونا، نمود و نمائش سے بچنا یہ سب اسلام کے تصور انسان میں آتا ہے۔ چنانچہ عام مسلمانوں کو تاکید ہے کہ:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تُبْطِلُواْ صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالأذَى

[سورہ بقرہ:۲۶۴]

''اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان رکھ کر اور اس کو جتا کر ضائع نہ کرو۔''

کیونکہ اچھی بات کہنا اور معاف کرنا اس صدقہ وخیرات سے بہتر ہے جو احسان جتا کر اس کے دل کو جس کو دیا جا رہا ہے صدمہ پہنچایا جائے۔ اس لیے صدقہ وخیرات کے لئے یہ زیادہ اچھا قرار دیا گیا ہے کہ اس طرح چھپا کر دیا جائے کہ اس میں ریاکاری کو دخل نہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ صدقہ وخیرات کھلے دل سے ہنسی خوشی ہونا چاہئے۔ جبر وکراہت سے نہ ہو کہ یہ منافقت کی نشانی ہے اور اسلام کے تصور انسان کے منافی ہے۔

ان باتوں سے قرآن کے تصور انسان کی وسعت اور ہمہ گیری کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسلام کا تصور انسان جامع تصور ہے کہ وہ خوبیوں کی مختلف شکلوں کو جمع کرتا ہے، وہ ایک

www.abulhasanalinadwi.org

طرف تواضع وانکساری پر زور دیتا ہے، دوسری طرف وہ خودداری اور عزت نفس کی بھی تعلیم دیتا ہے۔اسی طرح وہ جہاں غریبی، مسکینی کے حالات پر صبر وبرداشت کی تلقین کرتا ہے، وہاں وہ شوکت وسطوت اور جلال وجمال دونوں کو اپنانے کی تلقین کرتا ہے، اسلام کا تصورانسان دنیا کے امن وسلامتی اور ترقی وخوش حالی کے لیے دونوں قسموں کی قوتوں میں امتزاج پیدا کرتا ہے، چنانچہ اسلام کا تصورانسان اپنے ماننے والوں میں صرف عاجزی، انکساری اور مسکینی ہی پیدا نہیں کرتا بلکہ اس کے ساتھ عزم، بلند ہمتی، استقلال، ثبات، عزتِ نفس اور خودداری کے جوہر بھی اجاگر کرتا ہے۔

غرض قرآن مجید کے تصورانسان کی خوبی یہ ہے کہ اس نے دنیا کو انسانی اخلاق کا ایسا جامع نظام دیا جو انسان کے معیار بلند کے مطابق ہے، اسی کے ساتھ اس کو انسانی فطرت اور عمل کی قابلیت کے مطابق قابل عمل اور آسان بنایا کہ ہر شخص، ہر قوم اور ہر زمانے کے لیے قابل عمل ہو، یہ اسلام ہی کے تصورانسان کی دین ہے کہ محکوموں نے حاکموں کی، پست نے بلند کی، ادنیٰ نے اعلیٰ کی اور تنزل نے ترقی کی جگہ حاصل کی، فرمایا:۔

وَأَنتُمُ الأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ٥ [سورہ آل عمران:۱۳۹]

”اور تم ہی غالب ہوگے اگر تم مومن رہے۔“

www.abulhasanalinadwi.org

تیسرا باب

خالق کائنات کی تابعداری

آسمان وزمین اور اس میں پیدا کی گئیں تمام مخلوقات کے خالق ورب، اللہ رب العالمین نے انسانوں کو عقل وعلم کی صلاحیت عطا کر کے اپنی اطاعت اور خیر وصلاح کی زندگی اپنانے کے لیے برابر انبیاء مبعوث کیے اور کتاب ہدایت نازل فرمائی، مزید یہ کہ انسانوں کی دنیاوی زندگی کے اختتامی دور کے لیے آخری نبی کو آخری مکمل وجامع کتاب ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا تا کہ انسان دنیاوی زندگی کے اس آخری دور میں اپنے رب کی تابعداری کا ثبوت دے۔

اللہ رب العزت وخالق کائنات نے اپنی شکر گزاری اور عبادت اپنی مخلوقات کے ذمہ دو شکلوں میں رکھی ہے، ایک فطری جو بلا اختیار کے ہے، دوسری اپنے ارادہ واختیار والی ہے یہ دونوں طرح کی عبادت مخلوقات کی طرف سے ادا ہوتی ہے، اس میں انسان اور جنات کے لئے اختیار والی فرماں برداری مقرر کی گئی ہے، جب کہ دیگر مخلوقات کے لیے فرماں برداری کو انکی فطرت کا جزء بنادیا گیا، وہ مخلوقات جن کی عبادت ان کی فطرت کا جزء ہے، وہ فطری طور پر عبادت انجام دیتے رہتے ہیں۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ٥ [سورہ اسراء:۴۴]

''اس کی پاکی بیان کرتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی بھی ان میں موجود ہیں اور کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو حمد کے ساتھ اس کی پاکی نہ بیان کرتی ہو البتہ تم ہی ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو بے شک وہ بڑا حلم والا ہے بڑا

www.abulhasanalinadwi.org

مغفرت والا ہے۔“

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صَافَّاتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ٥ [سورہ نور:۴۱]

”کیا تجھے معلوم نہیں ہوا کہ اللہ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں جو کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندبھی جو پر پھیلائے ہوئے ہیں ہر ایک کو معلوم ہے اپنی اپنی دعا اور اپنی تسبیح، اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ یہ لوگ کرتے ہیں۔“

لیکن انسان اور جنات کو اللہ تعالیٰ نے دیگر مخلوقات سے مختلف رکھا ہے، ان کو اس بات کی استطاعت دی ہے کہ عبادت کریں یا نہ کریں، اور یہ بتا دیا گیا کہ عبادت کریں تو انعام ملے گا نہ کریں گے تو سزا ہوگی، دیگر مخلوقات تو فطری طور پر ہی عبادت کرتے ہیں، اس لئے ان کے خالق اللہ رب العالمین نے ان کی فطرت ہی ایسی بنادی ہے، کہ وہ ہمہ وقت اپنے خالق ورب کے فرماں بردار ہیں، لیکن انسان اور جن کو اختیار دیا گیا ہے کہ عبادت واطاعت کا جو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کریں یا نہ کریں تا کہ ان کا امتحان لیا جا سکے کہ وہ کرنے نہ کرنے کا اختیار ملنے پر بھی اپنے خالق و مالک کو مانتے اور اس کے حکموں پر چلتے ہیں، یا نہیں چلتے، کیونکہ دوسری زندگی جو آخرت کی زندگی ہوگی، اس میں ان ہی دو مخلوقوں کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا، اور ان کو جو حکم دیا گیا اس پر عمل کرنے نہ کرنے پر ان کی جزا یا سزا ہوگی۔ اور ظاہر ہے کہ اختیار ملنے پر اطاعت شعار ثابت ہونا خالق اور مالک کی رضا کا کام ہے، کہ وہ مجبوری سے نہیں بلکہ اختیار ملنے پر بھی اپنی طبیعت کی مصلحت پر اپنے خالق و مالک کے حکم کو ترجیح دے رہا ہے اور خالق و مالک کو یہ بہت پسند ہے، اس نے دنیا میں انسانوں اور جنوں کو بسایا اور انسانوں کو علم کی نعمت دے کر جنات پر بھی اہمیت دی اور اسی اہمیت کی بنا پر اس کو زمین پر اپنا خلیفہ بنانے کا فیصلہ فرمایا اور انسانوں کو اس کے مطابق عمل کرنے کی طرف متوجہ کیا، وہ چاہتا تو انسانوں اور جنوں دونوں کی فطرت میں بھی عبادت کو شامل کر دیتا، اور ان کی فطرت کا جزء بنا دیتا، لیکن اس سے یہ بات ظاہر نہ ہوتی کہ یہ عبادت اختیار اور ارادہ سے کی جا رہی ہے، یا مجبوری کا نتیجہ ہے، اسی لیے

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ یہ فرمایا کہ:

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ، قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ [سورہ بقرہ:۲۵۶]

''دین میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت تو گمراہی سے صاف صاف کھل چکی ہے، سو جو کوئی طاغوت سے کفر کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے اس نے ایک بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا جس کے لئے کوئی شکستگی نہیں اور اللہ بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔''

طاغوت یعنی نافرمانی اور برے کاموں کو ہی اپنانے کا اختیار بھی رب العالمین ہی کی طرف سے دیا ہوا ہے، اختیار اور اپنی خواہش پر اپنے مالک وخالق کی پسند کو ترجیح دینا اسی وقت ممکن ہے جب طاغوت موجود ہو اور وہ اپنی طرف کھینچ رہا ہو، اپنی طرف بلا رہا ہو، اپنی اپنی پسند کے مطابق عمل کرنے کی طرف راغب کر رہا ہو اور جنات ہی کی ایک شاخ میں سے ابلیس کی نسل کو اختیار دیا گیا کہ وہ بہکائے اور طاغوت کا کام انجام دے، اب انسانوں اور جنوں کو یہ بتا دیا گیا کہ تم کو طاغوت تمہاری ان خواہشات کی طرف راغب کرے گا جو رب العالمین کی پسند کے خلاف ہیں تمہارا امتحان ہے کہ تم رب العالمین کی اطاعت کو ترجیح دو گے یا خواہشات پر عمل کرو گے، اللہ کے نیک بندے جو اس طاغوت کی خلاف ورزی اور اپنے مالک وخالق کی رضامندی چاہتے ہیں، وہ طاغوت کی مخالفت کرتے ہیں اور اطاعت الٰہی کو ترجیح دیتے ہیں۔

چنانچہ اس سلسلہ میں ان دونوں مخلوقات کے عمل کا امتحان رکھا گیا ہے اور اس امتحان کا نتیجہ اس زندگی کے بعد آنے والی زندگی جو نہ ختم ہونے والی زندگی ہوگی طے کیا گیا ہے، کہ اطاعت شعاروں کو جنت جانا ہے اور وہاں کا آرام وعیش اور انعام دیا جانا ہے، اور طاغوت سے متاثر ہو جانے اور نافرمانی کرنے والوں کو ان کی اگلی یعنی آخرت کی زندگی میں آرام وراحت سے محروم بلکہ ان کی نافرمانی کے مطابق سخت سزاؤں کا مستحق بننا ہوگا، چنانچہ انسان کی پیدائش کے وقت سے یہ امتحان شروع ہوا، اور نسلاً بعد نسل یہ جاری ہے، اس میں رب العالمین نے

www.abulhasanalinadwi.org

ہوشیار رہنے اور اپنے اختیاری اعمال کا نتیجہ سامنے رکھنے کی طرف برابر متوجہ فرمایا اور سمجھانے کے لیے انسانوں میں سے مصلح اور متوجہ کرنے والے افراد مقرر کیے جو نبی کہلائے، اور انہوں نے اپنی اپنی قوموں کو سمجھایا، اور اللہ نے اپنا کلام بھی نازل فرمایا، جس میں زیادہ مؤثر انداز میں سمجھایا گیا ہے، تاکہ انسانوں اور جنوں کے پاس اپنی نافرمانی کا کوئی عذر نہ رہے اور یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم کو اچھا اور برا کسی نے بتایا نہیں۔

رُّسُلاً مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنذِرِيْنَ لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزاً حَكِيْماًo [سورہ نساء:۱۶۵]

''اور پیغمبروں کو ہم نے بھیجا خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کرتا کہ لوگوں کو پیمبروں کے آجانے کے بعد اللہ کے سامنے عذر نہ باقی رہ جائے اور اللہ تو ہے ہی بڑا زبردست بڑا حکمت والا''

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اپنی ان نشانیوں کا جگہ جگہ ذکر کیا ہے جن سے رب العالمین کی خالق و مالک اور حاکم ذات بہ آسانی سمجھی جاسکتی ہے اور اس کی قدرت و حاکمیت کا پورا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے، وہی زندگی دیتا ہے وہی موت دیتا ہے، اسی نے زندگی کی راحت و آرام کے سامان مہیا کیے ہیں اور وہ سامان واپس بھی لے سکتا ہے اور اس سے محروم کرسکتا ہے، لہٰذا اس کی خوشی اور ناخوشی کی اہمیت کو سمجھا جاسکتا ہے اور اس کی فرمانبرداری اور نافرمانی کے نتائج کا بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

اَللّٰهُ لاَ إِلَـهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لاَ تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلاَ نَوْمٌ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلاَّ بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلاَ يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلاَّ بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ وَلاَ يَؤُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُo لاَ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىَ لاَ انفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌo اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُواْ يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوُرِ وَالَّذِينَ

www.abulhasanalinadwi.org

كَفَرُوا أَوْلِيَآؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَـٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ٥ [سورہ بقرہ:۲۵۵-۲۵۷]

"اللہ وہ ہے کہ کوئی معبود اس کے سوا نہیں، وہ زندہ جو سب کا سنبھالنے والا ہے، اسے نہ اونگھ آسکتی ہے نہ نیند، اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے، کون ایسا ہے جو اس کے سامنے بغیر اس کی اجازت کے سفارش کر سکے، وہ جانتا ہے جو کچھ مخلوقات کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے اس سب کو، اور وہ اس کے معلومات میں کسی چیز کو بھی گھیر نہیں سکتے سوائے اس کے کہ جتنا وہ خود چاہے، اس کی کرسی نے سمار کھا ہے آسمانوں اور زمین کو، اور اس پر ان کی نگرانی ذرا بھی گراں نہیں، اور وہ عالیشان عظیم الشان ہے، دین میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت تو گمراہی سے صاف صاف کھل چکی ہے، سو جو کوئی طاغوت سے کفر کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے اس نے ایک بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا جس کے لئے کوئی شکستگی نہیں اور اللہ بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے، اللہ ان لوگوں کا حمایتی ہے جو ایمان لے آئے وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے حمایتی طاغوت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں، یہی لوگ اہل دوزخ ہیں اس میں وہ ہمیشہ پڑے رہیں گے۔"

چنانچہ اللہ رب العالمین کے کلام سے اور اس کے بھیجے جانے والے انبیاء کی کوششوں سے بہت سے لوگوں نے اپنے پروردگار کی مرضی پر چلنے کی کوشش کی لیکن زیادہ تر لوگ طاغوت سے متاثر ہو کر اپنی خواہش نفس پر ہی گامزن رہے اور اپنے سمجھانے والوں یعنی انبیاء کی مخالفت تک کرنے لگے جس کے نتیجہ میں متعدد قوموں کو اسی زندگی میں ہلاک وتباہ کر دیا گیا اور آخرت میں تو اور زیادہ سخت کڑی سزا ملے گی۔

راہِ اعتدال

جن قوموں اور لوگوں نے نبیوں کی بات مانی اور اللہ کے کلام سے فائدہ اٹھایا اور احکام الٰہی پر عمل کیا، انہوں نے اپنے پروردگار کو خوش کرنے کی اچھی مثالیں قائم کیں، البتہ

www.abulhasanalinadwi.org

ان میں سے کچھ نے بہت زیادہ غلو کی حد تک اپنے رب کی عبادت کی، یہ انہوں نے اپنے رب کو راضی کرنے کی خاطر محض اپنی رائے سے اختیار کیا اور اس سلسلہ میں تکلیفیں اٹھائیں اور بڑی مشقتیں اٹھائیں جو ہر ایک کے لیے آسان نہیں، انہوں نے اس سلسلہ میں اپنی فطری صلاحیتوں سے بھی آگے بڑھ کر ایسا کرنے کی کوشش کی تو اس سے انہیں معتدل راہ سے بعض وقت ہٹنا پڑا، اور رب العالمین کی طرف سے مقرر کردہ انسانی طاقت اور برداشت سے زیادہ ہوا، جس کی ضرورت نہیں تھی، اس لیے کہ رب العالمین نے اپنی اطاعت وفرمانبرداری کے لیے انسانی فطرت میں جو آسانی کا لحاظ رکھا ہے، اسی کی حد کے اندر رہتے ہوئے عبادت کا حکم دیا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۝ [سورہ حدید: ۲۷]

''اور انہوں نے رہبانیت کو خود ایجاد کرلیا ہم نے اس کو ان پر واجب نہ کیا تھا انہوں نے حق تعالیٰ کی رضا کے واسطے اس کو اختیار کیا تھا، سو انہوں نے اس رہبانیت کی پوری رعایت نہ کی۔''

چنانچہ رب العالمین نے اپنے آخری نبی حضرت رسول اللہ ﷺ پر اپنی اطاعت وفرمانبرداری کے لیے جو ذمہ داری ڈالی ہے اس میں فطری صلاحیتوں کے اندر رہتے ہوئے عمل کا حکم دیا ہے، جیسا کہ رہبانیت کے سلسلہ میں اوپر ذکر کردہ آیت میں وضاحت فرمائی اور اس طریقہ سے قرآن مجید میں متعدد جگہوں پر توجہ دلائی ہے کہ تمہاری جسمانی ضرورت کے جو تقاضے ہیں ان کو تم پورا کرنے کا لحاظ رکھتے ہوئے پروردگار کے حکموں کی تابعداری کرو جیسا کہ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ [سورہ بقرہ: ۲۸۶] (اللہ کسی کو ذمہ دار نہیں بناتا مگر اس کی بساط کے مطابق)۔ اور دونوں کا لحاظ کرنے کی ترتیب بھی بتادی ہے۔ ساتھ میں اس کو شامل رکھو، چنانچہ سورہ جمعہ میں جہاں یہ ذکر آیا ہے کہ جمعہ کی نماز کے موقع پر جب بلایا جائے تو اپنا کاروبار چھوڑ کر آجاؤ، وہاں یہ بھی ذکر ہے کہ نماز کے ختم ہونے پر جاکر کاروبار میں لگ جاؤ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ

www.abulhasanalinadwi.org

فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ o فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيراً لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ o وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْواً انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِماً قُلْ مَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ o [سورہ جمعہ:۹-۱۱]

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز نماز جمعہ کے لئے اذان کہی جایا کرے تو تم اللہ کی یاد (یعنی نماز اور خطبہ) کی طرف فوراً چل پڑا کرو اور خرید وفروخت اور اسی طرح دوسرے مشاغل جو چلنے سے مانع ہوں چھوڑ دیا کرو، یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تم کو کچھ سمجھ ہو، پھر جب نماز پوری ہو چکے تو اس وقت تم کو اجازت ہے کہ تم زمین پر چلو پھرو اور خدا کی روزی تلاش کرو اور اس میں بھی اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو تاکہ تم کو فلاح ہو اور بعض لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ لوگ جب کسی تجارت یا مشغولی کی چیز کو دیکھتے ہیں تو وہ اس کی طرف دوڑنے کے لئے بکھر جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ جو چیز خدا کے پاس ہے وہ ایسے مشغلہ اور تجارت سے بدرجہا بہتر ہے اور اللہ سب سے اچھا روزی پہنچانے والا ہے۔''

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّهِ الَّتِيَ أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالْطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُواْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ o [سورۂ اعراف:۳۲]

''آپ کہئے اللہ کی زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لئے بنائی ہے کس نے حرام کر دیا ہے، اور کھانے کی پاکیزہ چیزوں کو؟ آپ کہہ دیجئے کہ یہ اشیاء ایمان والوں کے لئے دنیا کی زندگی میں ہیں اور قیامت کے دن تو خالص انہی کے لئے، ہم اسی طرح کھول کر آیتوں کو بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں۔''

www.abulhasanalinadwi.org

جامعیت اور وسعت

چنانچہ انسان کو اطاعت وعبادت کا جو حکم دیا گیا ہے اس کے ساتھ اس بات کی بھی وضاحت کردی گئی کہ انسان کے اردگرد جو زمینی فائدے ہیں اور آرام کے جو وسائل ہیں وہ سب انسان کے لیے ہی پیدا کیے گئے ہیں تاکہ اس کو زمین پر زندگی گزارنے اور اس کے ساتھ عبادت کرنے میں آسانی ہو، اس سے انسان اطاعت شعار ہو یا نافرمان ہو فائدہ اٹھا سکتا ہے، نافرمان لوگوں کو اگلی زندگی میں یہ فائدہ مند چیزیں نہیں ملیں گی، اور فرمانبرداروں کو وہاں زیادہ کر کے ملیں گی، دنیاوی زندگی میں حسب ضرورت ان سے فائدہ اٹھانے کی نہ صرف یہ کہ اجازت ہے بلکہ رب العالمین کی طرف سے بطور سہولت یہ عطا کی گئی ہیں، لیکن اس بات کا لحاظ کر کے ان سے فائدہ اٹھانا ہے کہ نبی کے بتائے ہوئے طریقہ کے خلاف نہ ہو، اس طریقہ سے اللہ تعالیٰ نے دین ودنیا کو جمع کردیا ہے کہ دین کے ساتھ دنیا اور دنیا کے ساتھ دین جمع ہوتے ہیں اور اس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور اپنے نبیوں کے ذریعہ سے بتایا ہے۔

اس طریقہ سے اسلام میں جو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی کے ذریعہ مکمل کیا گیا ہے، زندگی کا ایک جامع نظام عمل ہے جس میں دنیا کی صحیح ضرورتوں کا بھی لحاظ ہے، اور عبادت کے مختلف پہلوؤں کی بھی وضاحت ہے، اور ان دونوں کو جمع کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "المؤمن القوي خير وأحب إلى الله من المؤمن الضعيف" (طاقتور مومن کمزور مومن کے مقابلہ میں اللہ کے نزدیک زیادہ بہتر اور محبوب ہے) (مسلم)۔

اور اسی طرح فرمایا:

"إن لجسدك عليك حقا وإن لزوجك عليك حقا" (آپ پر آپ کے جسم کا حق ہے اور آپ پر آپ کی بیوی کا حق ہے)۔ (متفق علیہ)

اور ان تین صحابیوں کا واقعہ جنہوں نے طے کیا تھا کہ برابر روزے کی حالت میں رہیں گے، ایک نے طے کیا تھا کہ شادی نہیں کریں گے، اسی طرح ایک نے پوری رات جاگنے کی بات کہی، یہ تین اشخاص آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، اور ان کے

www.abulhasanalinadwi.org

متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے عہد و قرار کو بتایا گیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ناپسند کیا اور فرمایا کہ میں عبادت بھی کرتا ہوں اور ان سب چیزوں کو بھی اختیار کرتا ہوں جن سے تم لوگ باز رہنا چاہ رہے ہو۔

اس طرح یہ واضح فرمادیا گیا کہ نبی جو ان سب چیزوں کو جمع کر رہا ہے وہی زیادہ بہتر اور اختیار کرنے کی چیز ہے، اس طرح اسلام کو ایک جامع اور متوازن زندگی رکھنے والا مذہب بنایا گیا ہے، اور اس کی تشریح اور رہنمائی اللہ کے کلام سے پوری طرح ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اسی کو معیار قرار دیا ہے اور رہبانیت کے مقابلہ ربانیت کو پسند فرمایا ہے اور فرمایا:۔

كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ ○ [سورہ آل عمران:۷۹]

''تم لوگ اللہ والے بن جاؤ بوجہ اس کے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور بوجہ اس کے کہ پڑھتے ہو''۔

اور فرمایا:

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الإِسْلَامُ [سورہ آل عمران:۱۹]

''بلاشبہ دین حق اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے''۔

اور فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ○ فَإِن زَلَلْتُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○

[سورہ بقرہ:۲۰۸-۲۰۹]

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، وہ تو تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے، پھر اگر تم بعد اس کے کہ تمہارے پاس کھلی ہوئی نشانیاں پہنچ چکی ہیں ڈگمگا گئے تو جانے رہو کہ اللہ بڑا زبردست ہے بڑا حکیم ہے''۔

www.abulhasanalinadwi.org

چوتھا باب

انبیاء کرام کی بعثت

اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات بنانے کے بعد اس کے ارد گرد میں جس کو زمین کہتے ہیں مخلوقات کو پیدا کیا اور اس میں انسانوں کو امتیازی حیثیت عطا فرمائی اور اپنی قدرت کا یہ اظہار خاص طور پر فرمایا کہ انسان بہت ہی گھٹیا چیز ہے، یعنی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے جو ساری مخلوقات کے پیروں تلے روندی جاتی ہے، لیکن اس میں ایسی روح ڈالی کہ اس روح کے ذریعہ سے انسان غیر معمولی بلندی تک پہونچ سکتا ہے، یعنی ایک طرف تو اس کی اصل نہایت حقیر رکھی، دوسری طرف کارکردگی کے اعتبار سے اس کو بہت اعلیٰ خصوصیت عطا فرمائی۔ اس طرح انسان خیر وشر دونوں کا مجموعہ بنا، کہ اس میں جو روح ڈالی گئی اگر اس سے اپنے کو جوڑے رکھے گا تو بڑے بلند کام انجام دے گا اور اگر اپنی اصل سے چمٹا رہا تو بہت بدتر حالت تک پہونچ سکتا ہے۔

چنانچہ انسانی مخلوق میں انسان کی دونوں صفتیں الگ الگ کام کرتی نظر آئیں، کہ وہ بہت ہی بدتر منزل تک پہونچا ہے، اور بہت اعلیٰ کردار والے بھی سامنے آئے ہیں، انسان میں اعلیٰ کردار انجام دینے کی جو صلاحیت اللہ تعالیٰ نے رکھی اس کی بنا پر اس کو اپنا خلیفہ قرار دیا، لیکن اس کے خلیفہ ہونے کو اس روح سے وابستگی کے ساتھ مخصوص رکھا جو اللہ تعالیٰ نے اس میں ڈالی ہے، اور جس نے اپنے کو اس روح سے ہٹایا اور اپنی اصل کی طرف لوٹا تو وہ بہت بدتر حالت تک پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ٥ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ٥ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ٥ لَقَدْ

www.abulhasanalinadwi.org

خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ o ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ o إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ o فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ o أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ o [سورہ التین:۱-۸]

[انجیر اور زیتون کے بکثرت پیدا ہونے اور اس کے علاقہ کے لوگوں کو اس کی اہمیت وضرورت سمجھنے کے تعلق سے جو کہ عموماً شام اور فلسطین کا علاقہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی سکھانے کے لیے بکثرت انبیاء وہاں آئے اس تعلق سے اس علاقہ اور آخری نبی کے مرکزی علاقہ مکہ مکرمہ کے حوالہ سے فرمایا]: انجیر کی قسم اور زیتون کی اور اس امن والے شہر کی، کہ ہم نے انسان کو بہترین فطری خصوصیت والا بنایا ہے پھر اس کی اصل یعنی پست زمینی اصل کی طرف لوٹا دیا ہے، ان میں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے، ان کے لیے بے انتہا اجر ہے، ایسی صورت میں تم کو یوم جزا کے جھٹلانے پر کیا بات آمادہ کرتی ہے، کیا خدا سب سے بڑا حاکم نہیں ہے۔

خلافت کی صلاحیت رکھنے والے افراد کو اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ داری دی کہ وہ انسانوں کے بگڑے ہوئے معاشرہ کو درست کریں اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی فضا بنائیں، سب سے اہم بات یہ ہے کہ انسان یہ تسلیم کرے کہ اللہ رب العالمین ہی اس کا خالق ہے، پیدا کر کے اس نے انسان کو آزاد نہیں چھوڑ دیا ہے، اس نے ایک دن ایسا رکھا ہے جس میں وہ سارے ہی لوگوں کو حاضر کر کے ان سے حساب وکتاب لے گا اور اچھے اعمال والوں کو اچھا بدلہ دے گا اور برے اعمال والوں کو سخت سزا دے گا۔

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا o وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا o وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا o يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا o بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَى لَهَا o يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ، فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ o وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ o [سورہ الزلزال:۱-۸]

www.abulhasanalinadwi.org

''جب زمین میں زبردست بھونچال سے ٹوٹ پھوٹ کردی جائے گی، اور زمین اپنے اندر کے بوجھ نکال باہر کرے گی، اور انسان [تعجب سے] کہے گا کہ یہ کیا ہے؟ اس روز وہ یعنی زمین اپنے حالات بیان کرے گی کیونکہ تمہارے پروردگار نے اس کو اس بات کا حکم بھیجا (ہوگا)۔ اس دن لوگ گروہ گروہ ہوکر آئیں گے تاکہ ان کو ان کے اعمال دکھائے جائیں، تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔''

اچھے اعمال والوں کے متعلق ارشاد ہے:

وَأَن لَّيْسَ لِلإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَى ٥ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَى ٥ ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاء الْأَوْفَى ٥ وَأَنَّ إِلَى رَبِّكَ الْمُنتَهَى ٥

[سورہ نجم: ۳۹-۴۲]

''اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور یہ کہ اس کی کوشش دیکھی جائے گی، پھر اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور یہ کہ تمہارے پروردگار ہی کے پاس پہنچنا ہے۔''

ایک دوسری جگہ برے اور اچھے اعمال کے متعلق ارشاد ہے:

مَن يَعْمَلْ سُوءاً يُجْزَ بِهِ وَلاَ يَجِدْ لَهُ مِن دُونِ اللّهِ وَلِيّاً وَلاَ نَصِيراً ٥ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتَ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُوْلَـئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلاَ يُظْلَمُونَ نَقِيراً ٥ وَمَنْ أَحْسَنُ دِيناً مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لله وَهُوَ مُحْسِنٌ واتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفاً وَاتَّخَذَ اللّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلاً ٥

[سورہ نساء: ۱۲۳-۱۲۶]

''اور جو شخص برے عمل کرے گا اسے اسی طرح کا بدلہ دیا جائے گا، اور وہ خدا کے سوا نہ کسی کو حمایتی پائے گا اور نہ مددگار، اور جو نیک کام کرے گا مرد

www.abulhasanalinadwi.org

ہو یا عورت اور صاحب ایمان بھی ہوگا تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کی تِل برابر بھی حق تلفی نہ کی جائے گی، اور اس شخص سے کس کا دین اچھا ہوسکتا ہے جس نے حکمِ خدا کو قبول کیا اور وہ نیکو کار بھی ہے، اور ابراہیم کے دین کا پیرو ہے جو یکسو مسلمان تھے اور خدا نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تھا۔''

اس زمین پر نظام چلانے میں عقل وتدبیر کی جو صلاحیتیں ضروری تھیں انسانی علم وتدبیر کے دائرہ میں پروردگار عالم نے انسان کو اس کا اختیار دیا اور جو ان کی عقل وتدبیر کے دائرہ میں نہیں تھیں، ان کی وضاحت اور ان کے صحیح طور وطریق اختیار کرنے کی ہدایت وحی کی صورت میں نبیوں کے ذریعہ انسانوں کو دی، یہ وضاحت وتلقین انبیائے کرام پر اتاری گئی کتابوں کے ذریعہ اور بعض دوسرے ذریعہ سے کی گئی، اور یہ اس طرح ہوا کہ نسل آدم کے اس زمین پر بسنے پر دنیا کی رونق اور دل پسند چیزوں اور خواہش نفس کے اثر سے انسانی نسلوں میں راہ حق سے انحراف، بگاڑ اور فساد بڑھا، تو اللہ تعالیٰ نے ان ہی میں سے کسی اعلیٰ کردار والے کو اس کام کے لیے منتخب فرمایا کہ وہ سمجھائے اور اصلاح کرے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کا درجہ عطا کیا، فرشتوں کے ذریعہ اس کے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام آتا اور وہ اپنی قوم کے بگڑے ہوئے لوگوں کو پہونچاتا، اس طرح عہد بعہد نسل آدم بڑھتی رہی، اور زندگی کی سہولتوں کی طلب اور شیطان کے اثرات کے نتیجہ میں راہ حق سے جب جب دوری ہوجاتی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قوم میں سے کسی کو نبی حق مقرر کیا جاتا اور اس کی ساری کوششوں کے باوجود اگر اچھے نتائج نہ نکلتے جس کے لیے انہوں نے پوری کوشش کی ہوتی تھی تو ان قوموں پر اللہ کا غضب نازل ہوتا، اس طرح وہ قومیں ختم کردی گئیں جنہوں نے نبیوں کی بات بالکل نہیں مانی۔

حضرات انبیاء کرام جزا وسزا کے دن سے ڈراتے اور اس کا خیال رکھ کر زندگی گزارنے کی طرف توجہ دلاتے تھے اور جب جب سماج میں خرابیاں بڑھتیں ان کو ختم کرنے کی وہ کوشش کرتے، انہوں نے ہمیشہ یہ پیغام انسانوں کو دیا کہ وہ یہ عقیدہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا خالق

ومالک اور تنہا پروردگار و پالنہار ہے، کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں، اور اس کو جو فائدے پہونچ رہے ہیں ان کو وہ اپنے رب اللہ تعالیٰ ہی کا احسان مانیں اور اپنے عمل سے شکر کا اظہار کریں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کا مقصد حیات بتاتے ہوئے صاف طور پر فرمادیا ہے ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ صرف میری ہی عبادت واطاعت کریں۔ اور یہ بھی واضح فرمادیا: ﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ﴾ [سورہ مؤمنون: ۱۱۵] (کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آوگے؟)۔

حضرت نوح علیہ السلام

قرآن مجید نے متعدد نبیوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے اپنی اپنی قوموں کو بہت سمجھایا بجھایا، ان میں حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھانے کی کوشش میں ساڑھے نوسو سال صرف کیے، پھر بھی صرف چند گنے چنے لوگوں نے بات مانی اور باقی نافرمانی کرتے رہے، بالآخران کو سزا ملی، وہ سب کے سب جنہوں نے بات نہیں مانی پانی کے عذاب میں غرق کردیے گئے۔

قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ اس طرح آیا ہے:

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَن لَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ ۝ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَآتَانِي رَحْمَةً مِّنْ عِندِهِ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنتُمْ لَهَا كَارِهُونَ ۝ وَيَا قَوْمِ لَا

www.abulhasanalinadwi.org

اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۝ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا
تَجْهَلُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ، اَفَلَا
تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ
الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّ لَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ
اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا، اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ،
اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ
جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَا
يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ وَلَا يَنْفَعُكُمْ
نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ
يُّغْوِيَكُمْ، هُوَ رَبُّكُمْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ، قُلْ
اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ، وَ
اُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا
تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا
وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ وَيَصْنَعُ
الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ، قَالَ اِنْ
تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝ فَسَوْفَ
تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ
مُّقِيْمٌ ۝ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ
كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ
اٰمَنَ، وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ
مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا، اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ
فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ
ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ

www.abulhasanalinadwi.org

يَعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ، قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ○ وَ قِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَ يٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَ قُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَ قِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَ نَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ○ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ○ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ○ قَالَ رَبِّ اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ، وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَ تَرْحَمْنِيْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ، قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ، وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَاۤ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا، فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ [سورہ ہود: ۲۵-۴۹]

”یقیناً ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا کہ میں تمہیں صاف صاف ہوشیار کر دینے والا ہوں، کہ تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو، مجھے تو تم پر دردناک دن کے عذاب کا خوف ہے، اس پر ان کی قوم میں جو سردار تھے وہ بولے کہ ہم تو تم کو اپنا ہی جیسا ایک انسان دیکھتے ہیں، اور ہم تو بس یہی دیکھتے ہیں کہ تمہارے پیرو وہی ہوئے ہیں جو ہم میں سے بالکل رذیل ہیں، اور وہ بھی سرسری رائے سے، اور ہم تم لوگوں میں کوئی بات اپنے سے زیادہ نہیں مانتے، بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا ہی سمجھتے ہیں، نوح نے کہا کہ اے میری قوم والو! یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے ایک روشن دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھے رحمت اپنے پاس سے عطا کی ہے اور وہ تمہیں نہ سوجھتی تو کیا ہم اسے تمہارے سر چپکا دیں، درآنحالیکہ

www.abulhasanalinadwi.org

تم اس سے نفرت کیے چلے جاؤ، اور میری قوم والو! میں تم سے اس تبلیغ پر کچھ مال تو نہیں مانگتا، میرا معاوضہ بس اللہ ہی کے ذمہ ہے اور میں ان لوگوں کو جو ایمان لے آئے ہیں نکالنے والا نہیں، یہ لوگ اپنے پروردگار کے پاس حاضر ہونے والے ہیں البتہ تم ہی لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ جہالت کیے جارہے ہو، اور میری قوم والو! کون میری حمایت کرے گا اللہ کے مقابلہ میں اگر میں انہیں نکال بھی دوں، کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے؟ اور میں تم سے یہ تو کہتا نہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ میں ان لوگوں کے لئے کہہ سکتا ہوں جو تمہاری نگاہوں میں حقیر ہیں کہ انہیں اللہ بھلائی دے گا ہی نہیں، اللہ ہی خوب جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے ورنہ میں ہی ظالم ٹھہروں گا، وہ بولے اے نوح! تم ہم سے بحث کر چکے پھر بحث بھی خوب کر چکے، اب لے آؤ ہمارے سامنے وہ چیز جس سے تم ہم کو دھمکایا کرتے ہو اگر تم سچے ہو، نوح نے کہا اسے تو بس اللہ ہی تمہارے سامنے لائے گا، اگر اس کی مشیت ہوئی اور تم اسے ہرا نہیں سکتے اور میری خیر خواہی تمہیں نفع نہیں پہنچا سکتی گو میں تمہارے ساتھ کیسی ہی خیر خواہی کرنا چاہوں جبکہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو، وہی تمہارا مالک و پروردگار ہے اور اسی کی طرف تم واپس جاؤ گے، کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے یعنی قرآن کو گڑھ لیا ہے، آپ کہہ دیجئے کہ اگر میں نے گڑھ لیا ہے تو میرے ہی اوپر میرا یہ جرم رہے گا اور تم جو جرم کررہے ہو میں اس سے بری رہوں گا، اور نوح کے پاس وحی بھیجی گئی کہ تمہاری قوم میں سے اب اور کوئی ایمان نہیں لائے گا بجز ان کے جو اب تک ایمان لا چکے، سو جو کچھ یہ لوگ کرتے رہے ہیں اس پر کچھ غم نہ کرو، اور تم کشتی ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے تیار کرو، اور مجھ سے ان لوگوں کے باب میں گفتگو نہ کرنا جنہوں نے ظلم کیا ہے، وہ ڈوب کر رہیں گے، اور نوح کشتی بنانے لگے اور جب جب ان کی قوم کے سرداران کے

www.abulhasanalinadwi.org

پاس سے گذرتے تھے تو ان سے تمسخر کرتے، نوح بولے اگر تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو ہم بھی تم پر ہنستے ہیں جیسا تم ہنستے ہو، سو ابھی تمہیں معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون ہے جس پر ایسا عذاب آنے کو ہے جو اسے رسوا کردے گا اور اس پر دائمی عذاب نازل ہوتا ہے، یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آپہنچا اور زمین میں سے پانی ابلنا شروع ہوا ہم نے کہا کہ اس کشتی میں ہر قسم کے جوڑوں میں سے دو دو کو چڑھالو اور اپنے گھر والوں کو بھی بجز ان کے جن پر حکم نازل ہو چکا ہے اور ہاں دوسرے ایمان والوں کو بھی، اور ایمان ان کے ساتھ بہت ہی کم لوگ لائے تھے، اور نوح نے کہا آؤ، اس میں سوار ہو جاؤ، اللہ ہی کے نام سے اس کا چلنا ہے، اور اس کا ٹھہرنا، بیشک میرا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا رحمت والا ہے، اور وہ کشتی انہیں لے کر چلنے لگی پہاڑ جیسی موجوں میں، اور نوح نے اپنے لڑکے کو پکارا اور وہ کنارے پر تھا اے میرے پیارے بیٹے! سوار ہو جاؤ ہمارے ساتھ، اور کافروں کے ساتھ مت رہ، وہ بولا میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لیے لیتا ہوں، وہ مجھے پانی سے بچالے گا، نوح نے کہا آج کے دن کوئی بچانے والا نہیں اللہ کے حکم سے، البتہ وہی جس پر رحم کردے، اور دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی، سو وہ ڈوبنے والوں میں ہو گیا اور ارشاد ہوا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا، اور پانی گھٹ گیا اور کام پورا ہو گیا اور کشتی آٹھہری جودی پر، اور کہہ دیا گیا کہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے لوگ رحمت سے دور ہو گئے اور نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا کہ اے میرے پروردگار! میرا بیٹا تو میرے گھر والوں ہی میں ہے اور تیرا وعدہ بھی بالکل سچا اور تو ہر حاکم کے اوپر حاکم ہے، اللہ نے فرمایا اے نوح! یہ تمہارے گھر والوں میں سے نہیں، یہ ایک تباہ کار شخص ہے، سو مجھ سے ایسی چیز کی درخواست نہ کرو جس کی تمہیں خبر نہ ہو، میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم آئندہ کہیں نادان نہ بن جاؤ، نوح بولے اے میرے پروردگار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں آئندہ تجھ سے ایسی چیز کی

www.abulhasanalinadwi.org

درخواست کروں جس کی مجھے خبر نہ ہو، اور اگر تو میری مغفرت نہ کرے اور مجھ پر رحم نہ کرے تو میں نقصان اٹھانے والوں میں آجاؤں گا اور ارشاد ہوا کہ اے نوح اترو ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں لے کر اپنے اوپر بھی اور ان جماعتوں پر بھی جو تمہارے ساتھ ہیں، اور جماعتیں تو ایسی بھی ہوں گی کہ ہم انہیں چندروزہ عیش دیں گے پھر ان پر ہماری طرف سے عذاب دردناک ہوگا، یہ قصہ اخبارِ غیب میں سے ہے، ہم نے اسے وحی کے ذریعہ سے آپ تک پہنچادیا، اس کو اس بتانے سے قبل نہ آپ ہی جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم، سو صبر کیجئے، یقیناً نیک انجامی پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔

دیگر انبیائے کرام

قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے تذکرہ کے بعد حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب علیہم السلام کا ذکر ہے جنہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں اور اپنی اپنی قوموں، عاد، ثمود اور قوم لوط اور قوم مدین میں حق کی آواز بلند کی، قوم عاد شرک، تکبر اور دیگر خرابیوں میں، قوم ثمود شرک، سرکشی اور دیگر گمراہیوں میں، قوم لوط ہم جنسی اور دیگر بدمعاشیوں اور قوم مدین شرک اور ناپ تول میں کمی بیشی اور مختلف زیادتیوں میں مبتلا تھی۔ ان سب قوموں نے اپنے اپنے نبیوں کی نصیحتوں کو برابر نظر انداز کیا اور اپنی گندگی اور سرکشی کی باتوں پر قائم رہیں اور اپنے اپنے نبیوں کا مذاق اڑاتی اور ان کو تکلیفیں دیتی رہیں، بالآخر عذاب میں مبتلا کر کے تباہ کردی گئیں، ان قوموں کے تذکرہ کے بعد اور مستقل طور پر بھی فرعون مصر اور اس کی قوم کا ذکر جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور شرک سے باز آجائے اور یہ کہ ماتحت اقلیتی آبادی بنی اسرائیل پر ظلم و ستم کو چھوڑ کر اس کو ملک سے جانے دے، لیکن فرعون کی طرف سے خدائی کا دعویٰ اور بنی اسرائیل کے ساتھ ظلم برابر قائم رہا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو سمجھانے کے طرح طرح کے طریقے اختیار کیے اور فرعون کو اپنا طریقہ صحیح کرنے کی تلقین کی، چنانچہ بات نہ ماننے پر عذاب آیا، جو سمندر میں غرق

www.abulhasanalinadwi.org

کر دیے جانے کا تھا، بہرحال تاریخ انسانی میں انسانوں کی جن جن نسلوں اور قوموں میں جب جب گمراہی اور دینی واخلاقی بگاڑ بڑھا اور نبیوں کے بہت بہت سمجھانے کے باوجود انہوں نے نہ مانا تو وہ سب قومیں اللہ کے غضب کا شکار ہوئیں، اور وہ اپنے کو اللہ کی پکڑ سے بچا نہ سکیں۔

مذکورہ بالا انبیاء کرام اور ان کی قوموں کا تذکرہ سورہ ہود سے بطور مثال پیش ہے:

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا، قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ، اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ○ یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا، اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ○ وَیٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا وَّ یَزِدْکُمْ قُوَّۃً اِلٰی قُوَّتِکُمْ وَ لَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ○ قَالُوْا یٰھُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَۃٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِکِیْٓ اٰلِھَتِنَا عَنْ قَوْلِکَ وَمَا نَحْنُ لَکَ بِمُؤْمِنِیْنَ، اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰکَ بَعْضُ اٰلِھَتِنَا بِسُوْٓءٍ، قَالَ اِنِّیْٓ اُشْھِدُ اللّٰہَ وَاشْھَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ، مِنْ دُوْنِہٖ فَکِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ○ اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ، مَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا، اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِہٖٓ اِلَیْکُمْ، وَ یَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَہٗ شَیْئًا، اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ○ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا ھُوْدًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ بِرَحْمَۃٍ مِّنَّا وَنَجَّیْنٰھُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ○ وَتِلْکَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ وَ عَصَوْا رُسُلَہٗ وَ اتَّبَعُوْٓا اَمْرَ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ○ وَ اُتْبِعُوْا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا لَعْنَۃً وَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ، اَلَآ اِنَّ عَادًا کَفَرُوْا رَبَّھُمْ، اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ ھُوْدٍ○ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ، ھُوَ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ

www.abulhasanalinadwi.org

الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ، اِنَّ
رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ٥ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا
قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا
تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ٥ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ
مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ
عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ٥ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ
لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ
فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ٥ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ
دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ، ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ، فَلَمَّا جَآءَ
اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ
خِزْيِ يَوْمِئِذٍ، اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ٥ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ٥ كَاَنْ لَّمْ
يَغْنَوْا فِيْهَا، اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ، اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ،
وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا، قَالَ
سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ، فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ لَا
تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً، قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ
اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ٥ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا
بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ٥ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ
وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا، اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ٥
قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ
اَهْلَ الْبَيْتِ، اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ٥ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ
الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ٥ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ
لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ٥ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ
اَمْرُ رَبِّكَ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ٥ وَلَمَّا جَآءَتْ

www.abulhasanalinadwi.org

رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ۝ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ، وَ مِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ، قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ، اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ۝ قَالَ لَوْاَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۝ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ، اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ، اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ، اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ، مُسَوَّمَةً عند ربّك وما هي من الظالمين ببعيد، وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا، قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ، وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰكُمْ بِخَيْرٍ وَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ۝ وَ يٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَ مَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا، اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا، وَ مَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ، اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ، وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝ وَ يٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ

www.abulhasanalinadwi.org

اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ، وَ مَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ٥ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا وَ لَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ٥ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ، وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا، اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ٥ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ، سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ، وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ٥ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ اَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ٥ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا، اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ٥ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ٥ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ وَ مَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ٥ يقدم قومه يوم القيامة فاوردهم النار وبئس الورد المورود ٥ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ، بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ٥ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّ حَصِيْدٌ ٥ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ، وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ٥

(سورۃ ہود: ۵۰-۱۰۱)

’’اور قوم عاد کی طرف سے ان کے بھائی ہود کو ہم نے بھیجا، انہوں نے کہا میری قوم والو! اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تم صرف بہتان باندھ رہے ہو، اے میری قوم! میں تم سے اس کی کوئی اُجرت نہیں مانگتا، میرا اجر اس کے ذمے ہے جس نے مجھے پیدا کیا تو کیا پھر بھی تم

www.abulhasanalinadwi.org

عقل سے کام نہیں لیتے، اے میری قوم کے لوگو! تم اپنے پالنے والے سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو اور اس کی جناب میں توبہ کرو، تاکہ وہ برسنے والے بادل تم پر بھیج دے اور تمہاری طاقت پر اور طاقت قوت بڑھا دے، تم جرم کرتے ہوئے روگردانی نہ کرو، وہ بولے: اے ہود! تم ہمارے پاس کوئی دلیل تو لائے نہیں اور ہم صرف تمہارے کہنے سے اپنے دیوتاؤں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہم تم پر کسی طرح ایمان لانے والے ہیں، بلکہ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی معبود نے تم کو شامت میں مبتلا کر رکھا ہے، ہود نے کہا کہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں اللہ کے سوا ان سب سے بیزار ہوں، جنہیں تم شریک بنا رہے ہو، اچھا اللہ کے علاوہ تم سب مل کر میرے خلاف چالیں چل لو مجھے بالکل مہلت بھی نہ دو، میرا بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر ہے جو میرا اور تم سب کا پروردگار ہے، جتنے بھی جاندار ہیں سب کی پیشانی وہی تھامے ہوئے ہے، یقیناً میرا رب بالکل صحیح راہ پر ہے، پس اگر تم روگردانی کرو تو کرو میں تمہیں وہ پیغام پہنچا چکا جو دے کر مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا تھا، میرا رب تمہاری جگہ تمہارے سوا کسی قوم کو آباد کر دے گا اور تم اس کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکو گے، یقیناً میرا پروردگار ہر چیز پر نگہبان ہے، اور جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے ہود کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی خاص رحمت سے نجات عطا فرمائی، اور ہم نے ان سب کو ایک سخت عذاب سے بچا لیا، یہ تھی قوم عاد، جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر ایک سرکش نافرمان کے حکم کی تابعداری کی، دنیا میں بھی ان کے پیچھے لعنت لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی، دیکھ لو قوم عاد نے اپنے رب سے کفر کیا، خوب سن لو ہود کی قوم عاد کو دوری نصیب ہوئی، اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا، انہوں نے کہا کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اسی نے اس زمین میں تمہیں بسایا ہے، پس تم اس سے معافی طلب کرو اور

www.abulhasanalinadwi.org

اس کی طرف رجوع کرو۔ بے شک میرا رب قریب اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے، وہ بولے اے صالح! اس سے پہلے تو ہم تجھ سے بہت کچھ امیدیں لگائے ہوئے تھے، کیا تم ہمیں ان کی عبادت سے روک رہے ہو جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے، ہمیں تو اس دین میں حیران کن شک ہے جس کی طرف تم ہمیں بلا رہے ہو، صالح نے جواب دیا کہ اے میری قوم کے لوگو! ذرا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے کسی مضبوط دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس کی رحمت عطا کی ہو پھر اگر میں نے اس کی نافرمانی کر دی تو کون ہے جو اس کے مقابلے میں میری مدد کرے گا؟ سو تم تو میرا سراسر نقصان ہی کر رہے ہو، اور اے میری قوم والو! یہ اللہ کی بھیجی ہوئی اونٹنی ہے جو تمہارے لئے ایک نشانی ہے، سو تم اسے اللہ کی زمین پر چھوڑ دو کہ چرتی کھاتی پھرے اور اسے کسی طرح کی ایذا نہ پہنچاؤ ورنہ فوری عذاب تمہیں آ پکڑے گا، پھر بھی لوگوں نے اس اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے، اس پر صالح نے کہا کہ اچھا تم اپنے گھروں میں تین دن اور رہ لو یہ ایسا وعدہ ہے جس میں ذرا بھی جھوٹ نہیں، پھر جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے صالح کو اور ان پر ایمان لانے والوں کو بھی اپنی رحمت سے بچا لیا اور اس دن کی رسوائی سے بھی، یقیناً تمہارا پروردگار بڑا قوت والا ہے بڑا غلبہ والا ہے، اور ظالموں کو ایک چیخ نے آ پکڑا، پھر وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے، ایسے کہ گویا وہ وہاں کبھی آباد ہی نہ تھے، خوب سن لو کہ قوم ثمود نے اپنے رب سے کفر کیا۔ خوب سن لو قوم ثمود پر پھٹکار ہے۔ اور ہمارے بھیجے ہوئے فرستادے ابراہیم کے پاس خوش خبری لے کر پہنچے اور سلام کیا، انہوں نے بھی جوابِ سلام دیا، اور بغیر کسی تاخیر کے بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت لے آئے، اب جو دیکھا کہ ان کے تو ہاتھ بھی اس کی طرف نہیں پہنچ رہے تو ان سے اجنبیت محسوس کر کے دل ہی دل میں ان سے خوف کرنے لگے، وہ بولے کہ ڈرو نہیں، ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں، ان کی بیوی کھڑی تھیں، پس وہ ہنسیں، تو ہم نے

www.abulhasanalinadwi.org

انہیں اسحاق کی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی خوشخبری دی۔ وہ کہنے لگیں ہائے میری کم بختی! میرے ہاں اولاد کیسے ہوسکتی ہے حالانکہ میں بوڑھی ہوچکی ،اور یہ میرے خاوند بھی بالکل بوڑھے، یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے، فرشتوں نے کہا: ارے تم تعجب کرتی ہو اللہ کے کام میں؟ تم پر اے اس گھر کے لوگو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں، بیشک اللہ حمد وثنا کا سزاوار اور بڑی شان والا ہے۔ پھر جب ابراہیم کا ڈر خوف جاتا رہا اور انہیں بشارت بھی پہنچ چکی تو ہم سے قوم لوط کے بارے میں کہنے سننے لگے، یقیناً ابراہیم بہت تحمل والے نرم دل اور اللہ کی جانب جھکنے والے تھے۔ اے ابراہیم! اس خیال کو چھوڑ دیجئے، آپ کے رب کا حکم آپہنچا ہے، اور ان پر نہ ٹلنے والا عذاب ضرور آنے والا ہے، جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط کے پاس پہنچے تو وہ ان کی وجہ سے بہت غمگین ہوگئے اور دل ہی دل میں کڑھنے لگے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بڑی مصیبت کا دن ہے، اور ان کی قوم دوڑتی ہوئی ان کے پاس آپہنچی وہ تو پہلے ہی سے بدکاریوں میں مبتلا تھی، لوط نے کہا اے قوم کے لوگو! یہ میری بیٹیاں ہیں جو تمہارے لئے بہت ہی پاکیزہ ہیں، اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں ایک بھی بھلا آدمی نہیں، وہ بولے کہ تم تو بخوبی جانتے ہو کہ ہم کو تمہاری بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں، اور تم وہ بھی خوب جانتے ہو جو کچھ ہم ارادہ رکھتے ہیں۔ لوط نے کہا کاش مجھ میں تم سے مقابلہ کرنے کی قوت ہوتی یا میں کسی زبردست کی پناہ لیتا۔ اب فرشتوں نے کہا اے لوط! ہم تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں، ناممکن ہے کہ یہ تجھ تک پہنچ جائیں، پس آپ اپنے گھر والوں کو لے کر کچھ رات رہے نکل جائیے تم میں سے کسی کو مڑ کر بھی نہ دیکھنا چاہیے، بجز تیری بیوی کے، اس لئے کہ اسے بھی وہی پہنچنے والا ہے جو ان سب کو پہنچے گا، یقیناً ان کے وعدے کا وقت صبح کا ہے، اور صبح میں اب دیر ہی کیا ہے؟ پھر جب ہمارا حکم آپہنچا، ہم نے اس بستی کو زیر زبر کر دیا اوپر کا حصہ نیچے کر دیا اور ان پر کنکریلے پتھر برسائے جو تہ

www.abulhasanalinadwi.org

بہ تہ تھے۔ تیرے رب کی طرف سے نشان دار تھے اور وہ (مقام) ان ظالموں سے کچھ بھی دور نہیں، اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا، انہوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، اور تم ناپ تول میں کمی نہ کرو، میں تمہیں آسودہ حال دیکھ رہا ہوں، اور مجھے تم پر گھیرنے والے دن کے عذاب کا خوف ہے۔ اے میری قوم! ناپ تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کرو، لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد اور خرابی نہ مچاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا حلال کیا ہوا جو بچ رہے تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو، میں تم پر کوئی پاسبان تو ہوں نہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں یہی حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادوں کے معبودوں کو چھوڑ دیں اور ہم اپنے مالوں میں جو کچھ چاہیں اس کا کرنا بھی چھوڑ دیں، واقعی تم ہی بڑے عقل مند بڑے دین دار ہو۔ شعیب نے کہا اے میری قوم! بھلا یہ تو بتلاؤ کہ میں اگر اپنے رب کی طرف سے دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے بہترین روزی دے رکھی ہو، اور میرا یہ ارادہ بالکل نہیں کہ تمہارے خلاف کر کے خود اس چیز کی طرف جھک جاؤں جس سے تمہیں روک رہا ہوں، میرا ارادہ تو اپنی طاقت بھر اصلاح کرنے کا ہی ہے، اور مجھے جو کچھ توفیق ہوتی ہے اللہ ہی کی طرف سے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔ اور اے میری قوم کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کو میری مخالفت ان عذابوں کا مستحق بنا دے جو قوم نوح اور قوم ہود اور قوم صالح کو پہنچے ہیں اور قوم لوط تو تم سے زیادہ دور بھی نہیں ہوئی اور اپنے پروردگار سے اپنے گناہ معاف کراؤ پھر اس کی طرف توجہ کرو بیشک میرا پروردگار بڑا رحمت والا ہے بڑا محبت والا ہے، ان لوگوں نے کہا اے شعیب! تمہاری اکثر باتیں تو ہماری سمجھ میں ہی نہیں آتیں اور ہم تمہیں اپنے اندر بہت کمزور پاتے ہیں، اگر تمہارے قبیلے کا خیال نہ ہوتا تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے اور ہم تمہیں کوئی حیثیت والی ہستی نہیں گنتے۔ انہوں نے جواب دیا

www.abulhasanalinadwi.org

کہ اے میری قوم کے لوگو! کیا تمہارے نزدیک میرے قبیلے کے لوگ اللہ سے بھی زیادہ عزت والے ہیں کہ تم نے اسے پس پشت ڈال دیا ہے، یقیناً میرا رب جو کچھ تم کر رہے ہو سب کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور اے میری قوم کے لوگو! اب تم اپنی جگہ عمل کیئے جاؤ میں بھی عمل کر رہا ہوں، تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کس کے پاس وہ عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کر دے اور کون ہے جو جھوٹا ہے، تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے شعیب کو اور ان کے ساتھ (تمام) مومنوں کو اپنی خاص رحمت سے نجات بخشی اور ظالموں کو سخت چنگھاڑ کے عذاب نے دھر دبوچا جس سے وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے ہو گئے۔ گویا کہ وہ ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے، خوب سن لو مدین کو رحمت سے دوری ہوئی جیسی دوری ثمود کو ہوئی۔ اور یقیناً ہم نے ہی موسیٰ کو اپنی آیات اور روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا تھا، وہ لوگ فرعون ہی کے حکم پر چلتے رہے اور فرعون کا حکم ذرا بھی درست نہ تھا، وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا پھر ان کو دوزخ میں جا اتارے گا، اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے جہاں یہ اتارے جائیں گے، اس دنیا میں بھی لعنت ان کے پیچھے لگی رہی اور قیامت کے دن بھی لگی رہے گی، بری ہے وہ بخشش جو ان کے اوپر کی جائے گی، بستیوں کی یہ بعض خبریں جنہیں ہم تمہارے سامنے بیان کر رہے ہیں ان میں سے بعض تو موجود ہیں اور بعض تو ختم ہی ہو گئیں۔ ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا، بلکہ خود انہوں نے ہی اپنے اوپر ظلم کیا اور انہیں ان کے معبودوں نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے، جب کہ تمہارے پروردگار کا حکم آپہنچا، بلکہ وہ ان کا نقصان ہی بڑھاتے رہے۔"

اور سورہ یونس میں اجمالی طور پر تذکرہ آیا ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يٰقَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ

www.abulhasanalinadwi.org

فَاَجۡمِعُوۡٓا اَمۡرَكُمۡ وَشُرَكَآءَكُمۡ ثُمَّ لَا يَكُنۡ اَمۡرُكُمۡ عَلَيۡكُمۡ غُمَّةً ثُمَّ اقۡضُوۡٓا اِلَىَّ وَلَا تُنۡظِرُوۡنِ، فَاِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ فَمَا سَاَلۡتُكُمۡ مِّنۡ اَجۡرٍ، اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ۝ فَكَذَّبُوۡهُ فَنَجَّيۡنٰهُ وَمَنۡ مَّعَهٗ فِى الۡفُلۡكِ وَجَعَلۡنٰهُمۡ خَلٰٓئِفَ وَاَغۡرَقۡنَا الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ ۝ ثُمَّ بَعَثۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوۡمِهِمۡ فَجَآءُوۡهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوۡا لِيُؤۡمِنُوۡا بِمَا كَذَّبُوۡا بِهٖ مِنۡ قَبۡلُ، كَذٰلِكَ نَطۡبَعُ عَلٰى قُلُوۡبِ الۡمُعۡتَدِيۡنَ ۝ ثُمَّ بَعَثۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ مُّوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَكَانُوۡا قَوۡمًا مُّجۡرِمِيۡنَ ۝ [سورۃ یونس: ۷۱-۷۵]

"آپ انہیں نوح کا قصہ پڑھ کر سنایئے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم اگر تم پر میرا قیام تمہارے درمیان میری وعظ گوئی اللہ کے احکام کے ذریعہ سے بہت ہی گراں گذر رہی ہے تو میں اللہ پر بھروسہ کر چکا، تم اپنی تدبیر پختہ کرلو مع اپنے شرکاء کے، پھر وہ تدبیر تم میں سے کسی پر پوشیدہ نہ رہے، پھر میرے ساتھ کر گذرو، مجھے مہلت نہ دو، اور اگر تم اعراض ہی کیے جاؤ تو سن لو! میں تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، میرا معاوضہ تو بس اللہ ہی کے ذمہ ہے اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں رہوں، بہ ایں ہمہ وہ لوگ نوح کو جھٹلاتے رہے، پھر ہم نے نوح کو اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں تھے نجات دی اور ہم نے انہیں آباد کیا، اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا انہیں ہم نے غرق کر دیا، سو دیکھ کہ جو ڈرائے جاچکے تھے ان کا کیا انجام ہوا، پھر ہم نے نوح کے بعد اور پیمبروں کو ان کی قوم کی طرف بھیجا سو وہ ان کے پاس روشن دلائل لے کر آئے، مگر یہ نہ ہوا کہ جس چیز کو انہوں نے پہلے جھٹلا دیا تھا اس پر ایمان

www.abulhasanalinadwi.org

لے آتے، ہم اسی طرح بند لگا دیتے ہیں حد سے نکل جانے والوں کے دلوں پر، پھر ہم نے ان پیمبروں کے بعد موسیٰ اور ھارون علیہما السلام کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا، سوانہوں نے تکبر کیا اور وہ لوگ تھے ہی جرم کرنے والے"۔

قرآن مجید میں ان قوموں اوران کے نبیوں کی کوششوں کے تذکرہ کے سلسلہ میں یہ بات واضح کردی گئی کہ نبیوں کے خوب خوب سمجھا دینے کے باوجود جب وہ اپنے رب کی نافرمانی سے باز نہیں آتیں تو پھر اللہ کی پکڑ آجاتی ہے اور جرم وسرکشی کی سزا ملتی ہے، قرآن میں ارشاد ہے:

وَلَا تَرْكَنُوٓا۟ إِلَى ٱلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ فَتَمَسَّكُمُ ٱلنَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ مِنْ أَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ۝ [سورۃ ھود:۱۱۳]

"اور جو لوگ ظالم ہیں، ان کی طرف مائل نہ ہونا، نہیں تو تمہیں [دوزخ] کی آگ آلپٹے گی اور خدا کے سوا تمہارے اور دوست نہیں ہیں، [اگر تم ظالموں کی طرف مائل ہوگئے] تو پھر تم کو [کہیں سے] مدد نہ مل سکے گی۔"

حضرت ابراھیم علیہ السلام

نبیوں میں نبیوں کے سرتاج حضرت ابراھیم علیہ السلام کا تذکرہ قرآن مجید میں مختلف جگہوں میں اور مختلف انداز میں کیا گیا ہے، انہوں نے اپنے پروردگار کی فرمانبرداری میں ایسا عظیم رکارڈ قائم کر دیا تھا کہ وہ اطاعت الٰہی میں ضرب المثال کی حیثیت رکھتا ہے، انہوں نے بچپنے ہی میں اپنے خالق ومالک کو اپنی فطری سمجھ سے تسلیم کیا اور پھر اس کی زوردار دعوت دی، اور اس کے لئے بڑی عظیم قربانیاں انجام دیں، جو اپنے رب کی اطاعت گزاری اور وفاداری کی اعلیٰ ترین مثال ثابت ہوئیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کو رب العالمین اور الہ واحد کہنے پر اصرار کرنے کے نتیجہ میں آگ میں ڈالا گیا اور انہوں نے آگ میں جانا قبول کیا، اور توحید الٰہی کے کہنے پر قائم رہے، پھر ان کو اپنے وطن سے نکالا گیا اور انہوں نے حق کی راہ میں وطن عزیز کو خیر باد کہا، پھر بڑے انتظار اور تاخیر سے پیدا ہونے والے شیر خوار بچہ کو جوان کو بہت عزیز تھا مع

www.abulhasanalinadwi.org

ان کی والدہ کے صرف رب کے حکم کی اطاعت میں سیکڑوں میل دور بے آب وگیاہ اور غیر آباد مقام پر لے جا کر چھوڑنے کو قبول کیا اور اپنے محبوب اور یکلوتے بچہ کی محبت کو مع اس کی ماں کے قربان کرنے پر بخوشی تیار ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اطاعت گزاری کا پھر امتحان لیا کہ یہی بیٹا اسمٰعیل جس کو ایک بے آب وگیاہ اور غیر آباد مقام پر لے جا کر ڈلوا دیا گیا، اللہ کے حکم سے زندہ رہا اور بڑا ہوا اور ایک نوخیز فرد کے اپنے ماں باپ کا فرمانبردار اور نیک مزاج انسان بنا، تو اللہ تعالیٰ کا حکم آیا کہ اس کو ذبح کر دو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر بھی عمل کیا اور اپنے بیٹے کی محبت کی دوبارہ قربانی دی، لیکن ذبح شروع کرتے وقت ان کو قبولیت کی اطلاع دی گئی اور ایک مینڈھا آیا اور عملاً قربانی مینڈھے کی ہوئی، یہ فرمانبرداری ایسی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیگر سابقہ انبیاء کے معاملہ میں زیادہ پسندیدہ نبی قرار دیا، اس سلسلہ میں ان کی قربانیوں کو وہ مقام عطا فرمایا جو دوسرے انبیاء کی قربانیوں کے مقابلہ میں زیادہ بالا اور برتر تھیں اور ان کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کو تمغۂ خلیلی عطا فرمایا، جس کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا:

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ○ [النساء:۱۲۵]

’’اور ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنا لیا ہے۔‘‘

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی اس پسندیدگی کو ان کی اولاد تک منتقل فرمایا، جس کی دعا خود ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول کرتے ہوئے یہ بھی فرما دیا کہ یہ پسندیدگی صرف ان کی ان ہی اولاد تک محدود رہے گی جو صحیح راستے پر رہیں گے اور اپنے کو اس کا اہل بنائیں گے:

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ○ [البقرة:۱۲۴]

’’جب ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے کئی کئی باتوں سے آزمایا اور

انہوں نے سب کو پورا کر دیا تو اللہ نے فرمایا کہ میں تمہیں لوگوں کا امام بنادونگا،
عرض کرنے لگے: اور میری اولاد کو، فرمایا میرا وعدہ ظالموں سے نہیں۔"

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَـٰذَا الْبَلَدَ آمِناً وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الأَصْنَامَ، رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيراً مِّنَ النَّاسِ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ رَّبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُواْ الصَّلاَةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ۝ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَـٰذَا الْبَلَدَ آمِناً وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الأَصْنَامَ، رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيراً مِّنَ النَّاسِ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ رَّبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُواْ الصَّلاَةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ۝ [ابراہیم: ۳۵۔۳۷]

"اور جب ابراہیم نے اپنے پروردگار سے یہ دعا کی کہ اے میرے پروردگار اس شہر کو یعنی مکہ کو جہاں کے بے آب و گیاہ اور غیر آباد حصہ زمین ہوتے ہوئے اپنے شیر خوار بچہ کو اس کی ماں کے ساتھ لے جا کر چھوڑ آئے تھے، امن والا بنادے، اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے پناہ دے، اے میرے پالنے والے معبود! انہوں نے (یعنی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کے لیے اختیار کیے گئے دوسرے معبودوں نے) بہت سے لوگوں کو راہ سے بھٹکا دیا ہے، پس میری توحید واطاعت الٰہی کی بات ماننے والا میرا ہے اور جو میری یہ بات نہ مانے تو تو بہت ہی معاف اور کرم کرنے والا ہے، اے میرے پروردگار! میں نے اپنی اولاد کو اس بے کھیتی کی وادی میں تیرے حرمت والے

www.abulhasanalinadwi.org

گھر کے پاس لا بسایا ہے، اے ہمارے پروردگار! یہ اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں، تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ ان کی طرف جھکے رہیں، اور ان کو میووں سے روزی دے تا کہ تیرا شکر کریں۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کی رضا کی طلب میں اس کے نہایت مشکل ترین حکم کو پوری وفاداری کے ساتھ انجام دیا تھا اور اس کی بنا پر آپ کو آپ کے رب کی طرف سے خلیل اللہ کا خطاب ملا اور آپ اپنے پروردگار کے بہت محبوب نبی ہوئے اور آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل کی نسل سے ہی آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔

حضرت اسماعیل کے علاوہ دوسرے بیٹے حضرت اسحاق کو بھی مقام بلند عطا فرمایا، وہ اور ان کے بیٹے یعقوب اور ان کے بیٹے حضرت یوسف (علیہم السلام) یہ سب نبی ہوئے، اور حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں جو بنی اسرائیل کہلائی برابر نبی پیدا ہوتے رہے، البتہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے عظیم تر اور آخری نبی بنانا طے فرمایا، جس کو ان حالات میں ہدایت اور رہنمائی کا کام سپرد کرنا تھا جب کہ دنیا اپنے بگاڑ اور گراوٹ کی بہت نچلی سطح تک پہنچنے والی تھی اور دنیا کا آخری دور شروع ہونے والا تھا، لہٰذا آپ کی نبوت تا قیامت رکھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی نسل میں بنی اسرائیل میں جو حضرت یعقوب کی اولاد تھی ایک بڑے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوئے، ان کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں قابل قدر اولوالعزم نبی و رسول کی حیثیت سے آتا ہے۔

بنی اسرائیل کا خاندان مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے حاکم ہونے کے بعد مصر منتقل ہو گیا تھا اور وہاں عرصہ تک رہا، بعد میں اقلیت میں ہونے کی وجہ سے مصر کے مشرک حکمران فرعون کے ظلم و جبر کا شکار ہوا، بنی اسرائیل کو اس ظلم سے نجات دلانے کے لیے حضرت موسیٰ کو نبی مبعوث فرمایا، انہوں نے اپنے زمانہ کے ظالم و جابر بادشاہ فرعون کو سمجھانے کی کوشش کی اور فرعون کو شرک چھوڑنے اور توحید قبول کرنے کی دعوت دی، اور اس کے ظلم و جبر کا مقابلہ

www.abulhasanalinadwi.org

کرنے کا کارنامہ انجام دیا اور اس کے بعد اپنی قوم یعنی بنی اسرائیل جس کو فرعون کے ظلم سے بچا کر وہ مصر سے باہر لائے تھے اس میں نبی کی حیثیت سے کام کیا، اور رہنمائی اور عقیدہ وعمل کی درستگی کی برابر کوششیں جاری رکھیں، آپ کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو براہ راست خطاب کیا، اس لئے آپ کو "کلیم اللہ" کا خطاب ملا اور ان پر دوسری آسمانی کتاب توریت نازل فرمائی جس میں ہدایت اور اطاعت الٰہی کے احکام وہدایات تھیں۔

مصر میں فرعون اور اس کی قوم نے بہت ادھم مچایا تھا، وہاں بنی اسرائیل اقلیت میں تھے، ان میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اس کو ماردیا جاتا اور لڑکی پیدا ہوتی تو اس کو باقی رکھا جاتا تاکہ فرعون کی قوم کے گھروں میں ان سے خدمت لی جایا کرے اور ملک کی کمزور نسل کے لوگوں کے ساتھ بڑا ظلم کیا جاتا تھا، پھر اسی کے ساتھ ساتھ فرعون خود اپنے کو خدا قرار دے کر اپنی پوجا کراتا تھا، اور صاف صاف کہتا تھا کہ میرے علاوہ کوئی دوسرا تمہارا خدا نہیں، بنی اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے بہت سمجھایا، اور سمجھاتے سمجھاتے جب ایک عرصہ دراز گزر گیا، اور فرعون کی زیادتی اور ظلم نہیں رکا تو اللہ کا غضب آیا اور فرعون اور اس کے حواری موالی سمندر میں ڈبو دیئے گئے، اور اس طرح بنی اسرائیل کو ظلم سے نجات ملی اور بنی اسرائیل پر بڑا فضل ہوا اور ان کو تمام اقوام میں بلند مرتبہ عطا کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ان کی قوم بنی اسرائیل میں ہدایت کا کام لیا اور اس میں بڑی برکت دی، ان کی تعلیمات کو قبول کرنے والے یہود کہلائے، لیکن بعد میں یہود (بنی اسرائیل) ایک عرصہ گزر جانے پر اپنے نبیوں کی رہنمائی سے روگردانی کرنے لگے حتی کہ شرک کی باتوں تک میں مبتلا ہوئے اور اپنی اخلاقی برائیوں پر اڑے اور دھاندلی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو غیروں کے ذریعہ مصیبتوں میں مبتلا کیا، لیکن انہوں نے اپنی بدعملیوں اور زیادتیوں کو ترک نہیں کیا اور حد یہ کہ نبیوں کو ستایا اور کسی کو قتل بھی کر دیا اور آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی قتل کروانے کا پورا انتظام کر دیا تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے ناکام بنا دیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُواْ وَالَّذِينَ هَادُواْ وَالصَّابِؤُونَ وَالنَّصَارَى مَنْ آمَنَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وعَمِلَ صَالِحاً فَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُلاً كُلَّمَا جَاءهُمْ رَسُولٌ بِمَا لاَ تَهْوَى أَنْفُسُهُمْ فَرِيقاً كَذَّبُواْ وَفَرِيقاً يَقْتُلُونَ ۝ وَحَسِبُواْ أَلاَّ تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُواْ وَصَمُّواْ ثُمَّ تَابَ اللّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُواْ وَصَمُّواْ كَثِيرٌ مِّنْهُمْ وَاللّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝ [سورہ مائدہ:۶۹-۷۱]

''بلاشبہ اہل ایمان اور یہودی اور فرقۂ صابئین اور نصاریٰ میں سے جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور اچھا کام کرے تو ایسوں پر نہ کسی طرح کا اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے، ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا، اور ہم نے ان کے پاس بہت سے پیغمبر بھیجے، جب کبھی ان کے پاس کوئی پیغمبر کوئی حکم لایا جس کو ان کا جی نہ چاہتا تھا سو انہوں نے بعضوں کو جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو قتل ہی کر ڈالتے تھے، اور یہی گمان کیا کہ کچھ سزا نہ ہوگی تو وہ اس سے اور بھی اندھے اور بہرے بن گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی، پھر بھی ان میں سے بہت سے اندھے اور بہرے بنے رہے، اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والے ہیں''۔

يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَن تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَاباً مِّنَ السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُواْ مُوسَى أَكْبَرَ مِن ذَلِكَ فَقَالُواْ أَرِنَا اللّهِ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُواْ الْعِجْلَ مِن بَعْدِ مَا جَاءتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَن ذَلِكَ وَآتَيْنَا مُوسَى سُلْطَاناً مُّبِيناً ۝ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِمِيثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُواْ الْبَابَ سُجَّداً وَقُلْنَا لَهُمْ لاَ تَعْدُواْ فِي السَّبْتِ وَأَخَذْنَا مِنْهُم

www.abulhasanalinadwi.org

مِّيثَاقاً غَلِيظاً ٥ فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِم بَآيَاتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقًّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلاَ يُؤْمِنُونَ إِلاَّ قَلِيلاً ٥ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَى مَرْيَمَ بُهْتَاناً عَظِيماً ٥ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَـكِن شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُواْ فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلاَّ اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِيناً، بَل رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزاً حَكِيماً ٥ وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيداً ٥ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُواْ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللّٰهِ كَثِيراً ٥ وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُواْ عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَاباً أَلِيماً ٥

[سورہ نساء:۱۵۳-۱۶۱]

"آپ سے اہل کتاب فرمائش کرتے ہیں کہ آپ ان کے اوپر ایک نوشتہ آسمان سے اتروادیں، سو یہ تو موسیٰ سے اس سے بھی بڑی فرمائش کر چکے ہیں، ان سے یہ بولے تھے کہ ہمیں اللہ کو کھلم کھلا دکھادو، اس زیادتی پر انہیں کڑک بجلی نے آپکڑا، پھر بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی ہوئی نشانیاں آچکی تھیں انہوں نے گوسالہ کو معبود تجویز کرلیا، لیکن ہم نے اس سے بھی درگزر کیا اور ہم نے موسیٰ کو ایک صریح اقتدار عطا کیا، اور ہم نے ان کے اوپر طور کو معلق کردیا تھا ان سے قول وقرار کے لیے، اور ہم نے ان سے کہا کہ دروازہ (شہر) میں داخل ہو عاجزی کے ساتھ، اور ہم نے ان سے کہا کہ سبت کے بارہ میں زیادتی نہ کرنا اور ہم نے ان سے سخت قول وقرار لیا، سو ہم نے ان کو سزا میں مبتلا کیا ان کی عہد شکنی کی وجہ سے، اور ان

www.abulhasanalinadwi.org

کے کفر کی وجہ سے احکام الٰہیہ کے ساتھ، اوران کے قتل کرنے کی وجہ سے انبیاء کو ناحق، اوران کے اس مقولہ کی وجہ سے کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں (محفوظ نہیں) بلکہ ان کے کفر کے سبب ان کے قلوب پر اللہ تعالیٰ نے بند لگادیا ہے، سووہ ایمان نہیں لاتے مگر بہت تھوڑا سا، نیز بہ سبب ان کے کفر کے اور بہ سبب ان کے مریم پر بہتان عظیم رکھنے کے، اور نیز بہ سبب ان کے اس قول کے کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو مارڈالا جو مسیح اور اللہ کے پیمبر تھے، حالانکہ نہ وہ آپ کو قتل کرسکے اور نہ ہی آپ کو سولی پر چڑھا پائے، بلکہ ان پر شبہ ڈال دیا گیا، اور یہ لوگ آپ کے بارے میں اختلاف کررہے ہیں، وہ آپ کی طرف سے شک میں پڑے ہوئے ہیں، ان کے پاس کوئی علم تو ہے نہیں، ہاں بس گمان کی پیروی ہے، اور یقینی بات ہے کہ انہوں نے آپ کو قتل نہیں کیا، البتہ اللہ نے آپ کو اپنی طرف اٹھالیا، اور اللہ بڑا قوت والا ہے بڑا حکمت والا ہے، اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں، جو آپ پر اپنے مرتے وقت ایمان نہ لائے، اور آپ قیامت کے دن ان پر گواہ کی حیثیت سے پیش ہوں گے، سو یہود کی ایسی ہی زیادتوں کے باعث ہم نے ان پر بہت سی چیزیں جو ان پر حلال تھیں، حرام کردیں، اور اس سبب سے بھی کہ وہ اللہ کی راہ سے بہت روکتے تھے اور اس سبب سے بھی کہ وہ سود لیتے تھے، حالانکہ وہ اس سے منع کردیے گئے تھے، اور اس سبب سے بھی کہ وہ دوسروں کا مال ناحق کھالیتے تھے اور ان میں سے جو کافر ہیں، ان کے لیے ہم نے عذاب دردناک تیار کررکھا ہے۔

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جب بنی اسرائیل (یہودیوں) میں انحراف پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اصلاح وارشاد کے لئے مبعوث فرمایا، اوران کو یہ خصوصیت عطا کی کہ بچپن سے ان کو بات کرنے کی قوت عطا کی اور حق کہنے کی صلاحیت

www.abulhasanalinadwi.org

واستعداد دی، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ حضرت مریم علیہا السلام کو جنہیں حضرت عیسیٰ کی ماں بننا تھا ان کی ولادت کی بشارت دی، حضرت مریم کو استعجاب ہوا کہ بغیر نکاح کے ولادت کیسے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے استعجاب کو دور فرمایا، قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ تفصیل سے آیا ہے جس میں ان کی بعثت، خصوصیات اور امتیازات، تعلیم اخلاق، تفہیم آیات الٰہی، اور دیگر معجزات کا خاص طور پر ذکر ہے:

إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ
الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ
الْمُقَرَّبِيْنَ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ
الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَتْ رَبِّ أَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ
بَشَرٌ، قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ، إِذَا قَضٰٓى أَمْرًا فَإِنَّمَا
يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰةَ
وَالْإِنْجِيْلَ، وَرَسُوْلًا إِلٰى بَنِيْٓ إِسْرَآئِيْلَ أَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ
مِّنْ رَّبِّكُمْ أَنِّيْٓ أَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيْهِ
فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِ
الْمَوْتٰى بِإِذْنِ اللّٰهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ
بُيُوْتِكُمْ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَلِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ
حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ۝
إِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ، هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ، فَلَمَّآ
أَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِيْٓ إِلَى اللّٰهِ، قَالَ
الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا
مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا
مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ، وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ إِذْ

www.abulhasanalinadwi.org

قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ مِنَ
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا
کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ٥ فَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا
شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نّٰصِرِیْنَ ٥ وَ اَمَّا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَاللّٰهُ لَا
یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ٥ ذٰلِکَ نَتْلُوْهُ عَلَیْکَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ
الْحَکِیْمِ ٥ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ
تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ٥ [سورآل عمران:۴۵-۵۹]

''وہ وقت یاد کرو جب فرشتوں نے کہا کہ اے مریم! اللہ آپ کو خوشخبری دے رہا ہے اپنی طرف سے ایک کلمہ کی، ان کا نام ولقب مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا، دنیا اور آخرت دونوں میں معزز اور مقربوں میں سے، اور وہ لوگوں سے گفتگو کریں گے گہوارہ میں بھی اور پختہ عمر میں بھی، اور صالحین میں سے ہوں گے، وہ بولیں اے میرے پروردگار! میرے لڑکا کس طرح ہوگا، درآنحالیکہ مجھے کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا ہے، ارشاد ہوا ایسے ہی اللہ تعالیٰ پیدا کر دیتا ہے جو کچھ وہ چاہتا ہے، جب وہ کسی بات کو پورا کرنا چاہتا ہے تو بس اس سے کہتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے، اور اللہ اسے کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل سکھا دے گا، اور وہ پیغمبر ہوگا بنی اسرائیل کے لیے اور کہے گا کہ میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں، میں تمہارے لیے مٹی سے پرندوں کی مانند صورت بنا دیتا ہوں، تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں اور میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیتا ہوں، اور تم جو کچھ کھاتے ہو اور جو کچھ اپنے گھروں میں ذخیرہ جمع کرتے ہو، وہ تمہیں بتلا دیتا ہوں، بے شک ان سارے واقعات میں تمہارے لیے ایک نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو،

www.abulhasanalinadwi.org

اور میں تصدیق کرنے والا ہوں اپنے سے پیشتر آئی ہوئی توریت کی اور اس لیے آیا ہوں کہ تم پر جو کچھ حرام کر دیا گیا تھا اس میں سے تم پر کچھ حلال کر دوں، اور میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کے پاس سے نشان لے کر آیا ہوں، سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، بے شک اللہ میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے، سو اس کی عبادت کرو، یہی سیدھی راہ ہے، پھر جب عیسیٰ نے ان کی طرف سے انکار ہی پایا، تو بولے میرا کون مددگار ہوگا اللہ کے لیے، حواری بولے ہم ہیں اللہ کے مددگار، ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر، اور آپ گواہ رہیے گا کہ ہم فرمابردار ہیں، اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے ہیں اس پر جو کچھ تو نے نازل کیا ہے، اور ہم نے پیروی اختیار کر لی رسول کی، سو ہم کو بھی گواہوں کے ساتھ لکھ لے، اور انہوں نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ سب خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر ہے، اور وہ وقت قابل ذکر ہے، جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تم کو موت دینے والا ہوں اور تم کو اپنی طرف اٹھا لینے والا ہوں، اور ان لوگوں سے جو کافر ہیں تمہیں پاک کرنے والا ہوں، اور جو تمہارے پیرو ہیں انہیں قیامت تک ان لوگوں پر غالب رکھنے والا ہوں جو منکر ہیں، پھر تم سب کی واپسی میری طرف ہوگی، سو میں تمہارے درمیان اس باب میں فیصلہ کروں گا جس میں تم باہم اختلاف کرتے رہتے تھے، سو جن لوگوں نے کفر اختیار کیا، انہیں دنیا اور آخرت میں سخت سزا دوں گا، اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا، اور جو لوگ ایمان لائے، اور انہوں نے نیک عمل بھی کیے، سو اللہ انہیں ان کے پورے پورے صلے دے گا اور اللہ ناانصافوں کو دوست نہیں رکھتا، یہ جسے ہم آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں نشانیوں میں سے ہے اور پر حکمت مضمون میں سے، بے شک عیسیٰ کا حال اللہ کے نزدیک مثل آدم کے حال کے ہے، اللہ نے ان کو مٹی سے بنایا، پھر ان سے کہا وجود میں آجاؤ، چنانچہ وہ وجود میں آگئے۔"

جب حضرت مریم پر بعض اوباش قسم کے لوگ تہمت لگا رہے تھے تو انہوں نے بچہ

www.abulhasanalinadwi.org

سے ہی حق بات معلوم کر لینے کا اشارہ کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماں کی گود میں حق کے اظہار کے واقعہ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَن كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيّاً ٥ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيّاً ٥ وَجَعَلَنِي مُبَارَكاً أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيّاً ٥ وَبَرّاً بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّاراً شَقِيّاً ٥ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيّاً ٥ ذَلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ٥ مَا كَانَ لِلَّهِ أَن يَتَّخِذَ مِن وَلَدٍ سُبْحَانَهُ إِذَا قَضَى أَمْراً فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ٥ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ٥ [سورہ مریم: ۲۹-۳۶]۔

''پس مریم نے اس بچہ کی طرف اشارہ کر دیا، وہ لوگ کہنے لگے بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے، وہ بچہ خود ہی بول اٹھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھ کو کتاب یعنی انجیل دی، اور اس نے مجھ کو نبی بنایا (یعنی بنا دے گا)، اور مجھ کو برکت والا بنایا میں جہاں کہیں بھی ہوں، اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں، اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گذار بنایا، اور اس نے مجھ کو سرکش اور بدبخت نہیں بنایا، اور مجھ پر اللہ کی جانب سے سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں رحلت کرونگا اور جس روز زندہ کر کے اٹھایا جاؤنگا، یہ ہیں عیسیٰ ابن مریم، میں بالکل سچی بات کہہ رہا ہوں جس میں یہ لوگ جھگڑ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو اولاد اختیار کرے، وہ بالکل پاک ہے، وہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو بس اس کو ارشاد فرما دیتا ہے کہ ہو جا، سو وہ ہو جاتا ہے، اور بیشک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، سو صرف اس کی عبادت کرو، یہی دین کا سیدھا راستہ ہے''۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کام اور پیغام کو ان کی قوم نے اس طرح نہیں مانا جس طرح ماننا چاہئے تھا، لیکن دیگر قوموں میں ان کی نبوت کو تسلیم کیا گیا اور یہ تسلیم کرنے والے مسیحی اور عیسائی کہلائے، اور حضرت عیسیٰ کے وطن ناصرہ کی طرف نسبت سے نصرانی کے لقب سے بھی معروف ہوئے، حضرت عیسیٰ بن مریم کے متعلق ان کے بعض عقیدت مندوں نے غلو سے کام لیا اور وہ راستہ سے ہٹ گئے اور انہوں حضرت عیسیٰ کو اللہ کے بندہ اور رسول سے اوپر سمجھ لیا اور اللہ کا بیٹا کہنے لگے، یہ اتنی سخت بات تھی کہ اس پر اللہ کا عتاب نازل ہوا۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَداً لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئاً إِدّاً ٥ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدّاً، أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَنِ وَلَداً ٥ وَمَا يَنبَغِي لِلرَّحْمَنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَداً ٥ إِن كُلُّ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَنِ عَبْداً ٥ [سورہ مریم: ۸۸-۹۳]

''اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی اختیار کر رکھی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم نے جو یہ بات کہی تو ایسی سخت حرکت کی ہے کہ اس کے سبب کچھ بعید نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین کے ٹکڑے اڑ جائیں اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں اس بات سے کہ یہ لوگ خدائے رحمان کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں، حالانکہ خدائے رحمان کی شان نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے، کیونکہ جتنے بھی کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب خدائے رحمان کے روبرو غلام ہو کر حاضر ہوتے ہیں''۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے گمراہ ہونے والوں کا حال اس طرح بیان کیا ہے:

وَإِذْ قَالَ اللّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَـهَيْنِ مِن دُونِ اللّهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلاَ أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنتَ

www.abulhasanalinadwi.org

عَلَّامُ الْغُيُوبِ ○ [سورہ مائدۃ:۱۱۶]

''اور وہ وقت قابل ذکر ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی خدا کے علاوہ دو معبود قرار دے لو، عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں تو آپ کو منزہ سمجھتا ہوں، اور مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں، اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو آپ کو اس کا علم ہوگا اور آپ کے علم میں جو کچھ ہے میں اس کو نہیں جانتا، آپ ہی تمام غیبوں کے جاننے والے ہیں''۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو حق کی طرف بلاتے رہے اور اللہ کی طرف دعوت دیتے رہے، کچھ نے مانا اور کچھ نے نہیں مانا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت طَّائِفَةٌ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَى عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ○

[سورہ صف:۱۴]

''اے ایمان والو! تم اللہ کے دین کے مددگار ہو جاؤ، جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے ان حواریوں سے فرمایا کہ اللہ واسطے میرا کون مددگار ہوتا ہے، وہ حواری بولے ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں، سو بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگ ایمان لائے، اور کچھ لوگ منکر رہے، سو ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں تائید کی، سو وہ غالب ہو گئے''۔

بنو اسرائیل (یہود) نے جب حق ادا نہیں کیا تو نبوت اور انبیاء کی خصوصیت حضرت ابراہیم کے دوسرے خاندان میں اللہ تعالیٰ نے منتقل کر دی اور اسی میں نبی آخر الزماں حضرت محمد

www.abulhasanalinadwi.org

مصطفیٰ ﷺ نبی مقرر ہوئے اوران کو پورے آخری دور کے نبی ہونے کی بنا پر سارے نبیوں کا قائم مقام اوران کی لائی ہوئی شریعت کو سابقہ احکام کا جامع قرار دیا گیا اوراس پورے زمانہ میں کسی اورکو نبی قرار دینا ممنوع کردیا گیا، اس طرح آپ قیامت تک کے لئے نبی ہوئے اور ان کو پروردگار کے احکام بھی مکمل طریقہ سے بتادئے گئے اورآپ کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرنا لازمی قرار دیا گیا، ان کو پروردگار کی آخری اتاری ہوئی کتاب قرآن بھی عطا ہوا، جس میں سب انسانوں کے لئے ہدایت اورکامیابی کی باتیں بیان کی گئیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تقریباً چھ سوسال بعد اللہ تعالیٰ نے ان آخری نبی کومقرر فرمایا اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان آخری نبی کی بشارت دی تھی، اس کا تذکرہ قرآن مجید میں اس طرح کیا گیا ہے:۔

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّراً بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ [سورہ صف:٦]

''اوروہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ عیسیٰ بن مریم نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں، کہ مجھ سے پہلے جو توریت آچکی ہے میں اس کی تصدیق کرنیوالا ہوں، اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں، جن کا نام احمد ہوگا میں ان کی بشارت دینے والا ہوں''۔

لیکن جب یہ آخری نبی اپنی غیر معمولی اثر انگیز صفات کے ساتھ مبعوث ہوئے اور ان سے پہلے انبیائے حق کی جن تعلیمات پر عمل ہورہا تھا ان میں اضافہ کرکے مکمل اوردائمی دین وشریعت کی تعلیمات کے ساتھ سامنے آئے تو انہیں بھی سخت مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ٥﴾۔ [سورہ صف:٦] (پھر جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی دلیلیں لائے تو وہ لوگ ان دلائل کی نسبت کہنے لگے کہ یہ صریح جادو ہے)۔

لیکن پھر ان آخری نبی کو ماننے میں لوگ جوق درجوق آگے بڑھے اورآپ کی

www.abulhasanalinadwi.org

امت سب سے بڑی امت بنی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے جانے والے دین کو اسلام کا نام عطا کیا گیا جس کا اعلان ابوالأنبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا، قرآن مجید کہتا ہے۔

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيداً عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُo [سورہ حج:۷۸]

''اور اللہ کے کام میں کوشش کرتے رہو جو اس کی کوشش کا حق ہے، اس نے تمہیں برگزیدہ کیا اور اس نے تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں کی، تم اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر قائم رہو، اسی نے تمہیں مسلم قرار دیا، پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی تاکہ رسول تمہارے اوپر گواہ ہوں، اور تم سب لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ٹھہرو، سو تم لوگ نماز کی پابندی رکھو اور زکوۃ دیتے رہو اور اللہ ہی کو مضبوط پکڑے رہو وہی تمہارا کارساز ہے، سو کیسا اچھا کارساز ہے اور کیسا اچھا مددگار''۔

اور کہتا ہے کہ:

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلَامِ دِيناً فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَo [آل عمران:۸۵]

''جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کریگا سو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ شخص آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا''۔

www.abulhasanalinadwi.org

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ رب العالمین نے سرور کائنات خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں کے اس آخری عہد کے لیے جو دنیا کے خاتمہ تک جاری رہے گا راہ ہدایت اختیار کرنے اور رب العالمین کے دیے ہوئے حکموں پر چلنے کی تلقین کے لئے مبعوث فرمایا آپ ﷺ سے پہلے کے زمانوں میں انسانوں کی ہدایت کے لئے برابر جو رسول و نبی مبعوث کیے جاتے رہے تھے، ان کا سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر رک گیا تھا، کیونکہ ان کے ساتھ ان کی قوم نے ایسا نامناسب رویہ اختیار کیا کہ اس کی بے برکتی سے انبیاء کے آتے رہنے کی نعمت رک گئی اور چھ سو سال تک رکی رہی اور جن کے پاس وحی الٰہی کے ذریعہ اللہ رب العالمین کا پیغام آتا اور وہ اس پیغام کو اپنی قوم کو پہونچاتے اور حق باتوں کی طرف رہنمائی کرتے، اس مبارک سلسلہ کی ناقدری کرنے پر انسانوں کو کچھ مدت تک اس سے محروم کر دیا گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے خصوصی کرم فرمایا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری طور پر اور ہدایت کے پہلوؤں کی جامع خصوصیت کے ساتھ مبعوث فرما کر آپ ﷺ پر نبوت کے سلسلہ کو پورا کر کے آپ کی نبوت کو نبوی سلسلہ کی آخری کڑی قرار دیا، آپ سے قبل آنے والے نبیوں کے لائے جانے والے احکام میں اپنے اپنے عہد اور ضرورت کے تقاضہ سے جو جزوی فرق کیا جاتا رہا تھا اس کا سلسلہ آپ ﷺ پر ختم کر دیا گیا اور دینی احکام کو جامع اور مکمل صورت دیدی گئی۔ یہ ایسی خصوصیت ہے جو آپ سے قبل کسی نبی کو نہیں دی گئی۔ فرمایا:۔

اَلْیَوْمَ أَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ
وَرَضِیْتُ لَکُمُ الإِسْلَامَ دِیْناً [سورہ مائدہ:۳]

www.abulhasanalinadwi.org

''آج تمہارے دین کو تمہارے لئے میں نے مکمل کر دیا اور تم کو میں نے
اپنی نعمت پوری پوری عطا کی اور تم کو اپنی رضا و پسند دین اسلام میں دی۔''

دوسری عظیم خصوصیت آپ کو یہ عطا ہوئی کہ آپ ﷺ کو وحی کے ذریعہ جس سیرت و اخلاق اور طرز حیات پر چلایا گیا اس کو تمام نوع انسانی کے لئے بہترین اور صالح ترین طرز حیات کے طور پر تا قیامت نمونہ اور واجب الاتباع قرار دے دیا گیا، کہ اس طرز حیات پر چلنے ہی میں کامیابی ہے، سب اپنی زندگی کو اسی کا تابع بنائیں اور چونکہ آپ کی حیات طیبہ کو انسانی زندگی کا دائمی اسوہ و نمونہ بنانا تھا، لہٰذا اللہ رب العالمین نے آپ کی ولادت سے لے کر وفات تک زندگی کے ہر مرحلہ میں آپ کو ایسے حالات سے گزارا جس سے آپ کے مثالی انسان بننے کا نمونہ سامنے آئے اور آپ کامل ترین اور صالح ترین انسان اور اعلیٰ درجہ کے مرد مومن قرار پائیں اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کا عمل قابل استفادہ ہو سکے، اور نبوت ملنے کے بعد تو باقاعدہ وحی الٰہی کے ذریعہ آپ کی تعلیم و تربیت کی جاتی رہی، آپ کے امی ہونے اور امی قوم کے فرد ہونے کی بنا پر آپ کے ذہن و طبیعت کی تختی بالکل فطری اور سادہ تھی، اس پر کسی پڑھانے یا سکھانے کا اثر نہ تھا، اس سادہ تختی پر اثر وحی الٰہی کے ذریعہ ڈالا گیا۔

قرآن مجید اور حدیث نبوی میں دی گئی بعض مثالوں میں دیکھا جا سکتا ہے کہ وحی الٰہی کے ذریعہ کس طرح آپ کو تلقین و تربیت کی جاتی رہی، مثلاً ایک مرتبہ آپ ﷺ ایک اہم سردار قریش کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے، اسی درمیان ایک مخلص مومن جو نابینا تھے اس مجلس میں آئے، آپ نے دعوتی مصلحت کے تحت یہ خیال کیا کہ یہ سردار قریش اس وقت بات سننے کے لیے تیار ہوئے، لہٰذا اس کی طرف زیادہ توجہ رکھی جائے، لہٰذا ان نابینا صحابی کی طرف جو کہ مومن تھے اور اپنے تھے خاص توجہ نہ کی، اللہ رب العالمین نے اس بات پر اپنی ناپسندیدگی ظاہر کی کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ کا ماننے والا اور مومن شخص ہے دوسری طرف اللہ تعالیٰ سے منحرف ہے اس کو نیک شخص پر ترجیح دینا مناسب نہیں اور اس آیت کا نزول ہوا۔

عَبَسَ وَتَوَلَّىٰ ٥ أَن جَاءَهُ الْأَعْمَىٰ ٥ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّىٰ ٥

www.abulhasanalinadwi.org

أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنفَعَهُ الذِّكْرَىٰ o أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَىٰ o فَأَنتَ لَهُ تَصَدَّىٰ o
وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّىٰ o وَأَمَّا مَن جَاءَكَ يَسْعَىٰ o وَهُوَ يَخْشَىٰ o
فَأَنتَ عَنْهُ تَلَهَّىٰ o كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ o [سورہ عبس:۱-۱۱]

''پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) چیں بجبیں ہوگئے اور متوجہ نہ ہوئے، اس بات سے کہ ان کے پاس نابینا آیا، اور آپ کو کیا خبر کہ شاید نابینا آپ کی تعلیم سے پورے طور پر سنور جاتا یا کسی خاص امر میں نصیحت قبول کرتا، سو اس کو نصیحت کرنا کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچاتا تو جو شخص دین سے بے پرواہی کرتا ہے، آپ اس کی تو فکر میں پڑتے ہیں، حالانکہ آپ پر کوئی الزام نہیں کہ وہ نہ سنورے، اور جو شخص آپ کے پاس دین کے شوق میں دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ خدا سے ڈرتا ہے، آپ اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں، آپ آئندہ ہرگز ایسا نہ کیجئے قرآن محض ایک نصیحت کی چیز ہے''۔

اسی طرح غزوہ بدر میں کامیابی کے بعد قیدیوں کے سلسلہ میں آپ کو توجہ دلائی گئی، اور آپ ﷺ نے اپنے خیال سے جو رائے قائم کی تھی اس کو مناسب نہیں قرار دیا گیا، اسی طرح اور متعدد ایسے مواقع آئے جن میں آپ کو اپنی رائے تبدیل کرنے کا حکم دیا گیا اس طرح نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو شروع ہی سے ہر موقع پر تربیت الٰہی اور خدائی رہنمائی حاصل رہی اور آپ ﷺ کو اعلیٰ درجہ کا نمونہ بنایا گیا۔

اسی طرح آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت بطور خصوصی اللہ رب العالمین کی طرف سے کی جانے کی مثال سورہ والضحیٰ سے واضح ہوتی ہے، آپ ﷺ کو ایک موقع پر غالباً یہ احساس ہوا کہ رب العالمین کی توجہ شاید کم ہونے لگی ہے، اس پر فرمایا گیا:

وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ o مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ o
وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ o وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ
فَتَرْضَىٰ o أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ o وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ o
وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ o فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ o وَأَمَّا السَّائِلَ

www.abulhasanalinadwi.org

فَلَا تَنْهَرْo وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْo [سورہ ضحیٰ]

"اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں صبح وشام کے حوالہ سے حضور ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

تم کو تمہارے رب نے چھوڑا نہیں ہے، اور نہ تم کو ناپسند کیا، اور آخرت آپ کے لیے دنیا سے بدرجہا بہتر ہے، اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو اتنا نوازیں گے کہ آپ خوش ہو جائیں گے، تم کیا یتیم نہیں تھے؟ اس نے تمہاری زندگی کی تقویت کا انتظام کیا (اس میں یہ اشارہ ہے کہ والد کے نہ ہونے اور والدہ کے بھی جلد انتقال کر جانے کی صورت میں دادا اور پھر چچا میں خصوصی شفقت ومحبت پیدا کر دی، چنانچہ انہوں نے آپ کا اپنی اصل اولاد کی ہی طرح خیال رکھا)۔

دوسری آیت میں فرمایا کہ:

تم طرز زندگی کے معاملہ میں تعین نہیں کر پا رہے تھے، تم کو اچھے راستہ پر ڈالا، اس میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ جاہلیت کے ماحول میں آپ ہر طرح کی بری باتوں سے گھرے ہوئے تھے، لیکن آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات میں رکھا اور آپ کو ایسی طبیعت عطا کی جس میں علیحدگی پسندی اور محتاط کردار تھا جس کے اثر سے آپ اس معاشرہ کی برائیوں سے الگ اور محتاط رہے، اور بڑے ہونے کے بعد شہر سے باہر تنہا کسی جگہ جا کر وقت گزارنے لگے اور اپنے رب کے متعلق سوچتے، اور پھر غار میں جا کر الگ تھلگ باقاعدہ وقت گزارتے۔

تیسری آیت میں فرمایا کہ:

تم دوسروں کے دست نگر تھے تم کو خوشحالی عطا کی، اس سے اشارہ ملتا ہے کہ آپ کو کچھ بڑے ہو جانے پر رب العالمین کی طرف سے معاش کی فکر کی توفیق ملی، اور آپ مناسب ذرائع اختیار کر کے خوش حال بنے۔

www.abulhasanalinadwi.org

چوتھی آیت میں فرمایا کہ:

> تم اس کا خیال رکھو کہ یتیم پر سختی نہ ہو اور مدد طلب کرنے والے سے سختی سے پیش نہ آؤ اور تمہارے رب کی طرف سے تم کو ہدایت و نبوت کی جو نعمت ملی ہے اس کو بیان کرو۔

اللہ رب العالمین کو اپنے اس آخری مقرر کردہ نبی حضرت محمد ﷺ پر ایسی عظیم ذمہ داری کا بوجھ ڈالنا تھا جو عام انسان کے بس میں نہیں ہو سکتا، لہٰذا شروع ہی سے آپ کو زندگی کے متنوع اور سخت ترین نشیب و فراز سے گذارا جو انسان میں مختلف حالات کو جھیلنے اور عزم و ہمت سے مناسب راہ نکالنے کے لئے معاون ہو سکے، اس لئے کہ مشکلات و مصائب سے انسان کے جوہر کھلتے ہیں اور اس کی صلاحیتیں نکھرتی ہیں۔ چنانچہ اولاً آپ کا سابقہ یتیمی کی بے چارگی سے کرایا گیا، آپ پیدا ہونے کے بعد جب ابتدائی شعور کی عمر میں داخل ہوئے تھے تو آپ نے دیکھا تھا کہ آپ کو سایہ پدری حاصل نہیں، پھر آپ چھ سال کی عمر کو پہونچے تو سایہ مادری بھی اٹھ گیا، جبکہ آپ کے اردگرد آپ کے اکثر ہم عمروں کو ماں باپ کا سایہ حاصل تھا، یہ بات ایک معصوم اور صغیر السن بچہ کے قلب و ذہن کے لئے عموماً ایک سخت ذہنی بے چارگی اور شکستہ دلی کا باعث ہوا کرتی ہے، چھ سال کی عمر میں سایہ مادری بھی اٹھ جانے کے بعد شفقت کرنے کے لئے دادا تھے وہ بھی آٹھ سال کی عمر میں داغ مفارقت دے گئے، ان محرومیوں کو کوئی بچہ عموماً بحسن و خوبی نہیں جھیل پاتا اور فکر کرنے والے سرپرستوں کی کمی کے سبب صحیح راہ سے بھٹک جاتا ہے، اور اس کی زندگی مناسب کردار سے دور ہو جاتی ہے، اور زندگی میں اس کی کامیابی مبہم ہو کر رہ جاتی ہے، لیکن حضور ﷺ کو اس کمی کا بدل فضل الٰہی کی صورت میں حاصل ہوا اور ایسی خداداد ہمت ملی کہ آپ کی شخصیت میں مشکل حالات کو جھیلنے اور اس میں ضرورت اور پسند کی راہ نکالنے کی بڑی صلاحیت پیدا ہوئی، اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ہمت خصوصی طور پر عطا فرمائی، جس کی بنا پر آپ میں حالات اور واقعات کے تقاضوں کو مناسب ڈھنگ سے محسوس کرنے اور زندگی کے چیلنجوں کا مناسب ڈھنگ سے مقابلہ کرنے کی سمجھ اور ہمت پیدا ہوئی، اور آپ نے باعزت زندگی اور سیر چشمی کی راہ اور پاکیزہ طریقہ ہی اختیار کیا،

www.abulhasanalinadwi.org

جب کچھ بڑے ہوئے تو خود اپنا معاش تلاش کرنے کے لئے اجرت پر بکریاں چرائیں، اور بڑے ہوئے تو خاندانی پیشہ یعنی تجارت کا ذریعہ اختیار کیا۔

اس طرح آپ ﷺ کو معاشی سہولت اتنی ملی کہ اپنے مشفق اور انتہائی ہمدرد چچا ابو طالب کی تنگ حالی کا احساس کرتے ہوئے آپ نے اپنے دوسرے چچا حضرت عباس کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ ابو طالب کے چونکہ کئی لڑکے ہیں، ان کا معاشی باران کے لئے زیادہ ہے، لہٰذا ان میں سے کم از کم دو کو ہم دونوں اپنی اپنی کفالت میں لے کر ان کے لئے آسانی کی صورت مہیا کردیں، چنانچہ اس تجویز کے مطابق ایک کو حضرت عباس نے اپنے ساتھ کرلیا اور دوسرے کو آپ ﷺ نے اپنے ساتھ کرلیا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عقیل کی ذمہ داری لی اور آپ نے حضرت علی کو لیا اور تا حیات اپنے ساتھ رکھا۔

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی بھی حکمت الٰہی پر مبنی تھی، چنانچہ ان خاتون نے جبکہ دوسرے کئی معزز لوگوں کے پیغامات ان سے رشتہ کے آئے تھے، ان سے معذرت کردی تھی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خود رشتہ کی پیشکش کی، یہ عمر میں آپ سے پندرہ سال بڑی تھیں۔ لیکن آپ کی یہ دور اندیشی تھی کہ تجربہ کار اور صالح رفیقۂ حیات کے ملنے کو ہم عمر یا کم عمر کی کسی پسندیدہ خاتون کی طلب پر ترجیح دی۔

آپ کا یہ انتخاب اللہ رب العالمین کی طرف سے مقرر کردہ تدبیر کا حصہ ہی معلوم ہوتا ہے تا کہ پندرہ سال بعد جب آپ عظیم دعوتی ذمہ داری کا آغاز کریں تو رفیقۂ حیات سے بھی آپ کو مدد اور تقویت حاصل ہو اور یہ سب قدرتی انداز سے رب العالمین کی توفیق سے وحی الٰہی کے باقاعدہ آنے سے قبل انجام پایا۔ پھر چالیس سال کی عمر ہونے پر باقاعدہ وحی الٰہی کے ذریعہ تعلیم و تلقین کا سلسلہ قائم ہوا۔

اس طرح آپ کے لئے شروع میں اللہ رب العالمین کی جانب سے ملنے والے قدرتی ذرائع اور ہدایات اور بعد میں وحی الٰہی دنیاوی تعلیم کا بدل بن گئے، آپ کی حیات وسیرت، انسانی ذرائع تعلیمی کے بجائے ربانی تربیت میں ڈھالی گئی۔ اور آپ کی حیات طیبہ خالص

www.abulhasanalinadwi.org

ایمانی اور کامل انسانی زندگی بن گئی، اور قیامت تک تمام اہل ایمان کے لئے اسوہ اور نمونہ قرار دیدی گئی۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا o [سورہ احزاب:۲۱]

''تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے اس کے لئے جو اللہ اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو''۔

آپ ﷺ کی اس جامعیت ومثالی زندگی کی خصوصیت کی بنا پر یہ لازم ہوا کہ ہم صرف آپ ﷺ کی دینی تعلیمات ہی پر عمل نہ کریں، بلکہ جس حد تک ممکن ہو سکے ہم اپنی زندگیوں میں آپ کی پوری حیات طیبہ کی پیروی کریں، تاکہ ہمای زندگی اسوہ رسول کی آئینہ دار ہو، حضور ﷺ کی حیات طیبہ انسانی خوبیوں اور مثالی انسان ہونے کی بنا پر صرف تمام اہل ایمان کے لئے اسوہ نہیں، بلکہ آپ کی حیات طیبہ تمام انسانوں کے لئے چراغ راہ ہے، آپ کو اس طرح تمام انسانوں کے لئے تقویت اور خیر کا ذریعہ بھی بنایا گیا، جس سے صرف ایمان والے ہی نہیں بلکہ آپ کی نبوت کا انکار کرنے والے بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں، آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام انسانیت کے لئے رحمت بنائے گئے، اس کی صراحت خود اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے۔ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ o﴾۔ ہم نے تم کو تمام عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

رسول اکرم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شخصیت مذکورہ بالا عظیم خصوصیتوں کی بنا پر انسانیت کی فلاح اور رشد وہدایت کا عالمی اور ابدی منارۂ نور قرار پائی، جس سے ہم ایک طرف وہ خدائی احکامات اخذ کرتے ہیں، جو وحی کے ذریعہ ہم سب کو دے گئے ہیں، اور دوسری طرف آپ کی حیات طیبہ میں جو صفات ہیں ان کو اختیار کرتے ہیں تاکہ ہماری زندگی کی گاڑی فلاح وصلاح کے راستہ پر چلے جس کی طلب کی تلقین سورۂ فاتحہ میں کی گئی ہے کہ ''اھدنا الصرط المستقیم''۔ دین اسلام چونکہ عالمی، جامع ترین، اور پوری انسانی زندگی کا احاطہ کرنے والا ابدی دین ہے، ابدی دین ہونے کی بنا پر اس کی حفاظت کا انتظام بھی فرمایا

www.abulhasanalinadwi.org

گیا تا کہ اس سے استفادہ وکسب فیض برابر تا قیامت قائم اور حاصل ہوتا رہے۔اس کی حفاظت کے دو ذریعہ قرار دے گئے :قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ۔

قرآن کریم رب العالمین کی طرف سے آسمان سے بھیجی ہوئی کتاب الٰہی ہے، وہ سابقہ انبیاء کرام کو دی گئی شریعتوں کی تصدیق کرنے کے ساتھ ساتھ تا قیامت آنے والی نسلوں اور زمانوں کے مطابق تعلیمات وہدایات پیش کرتا ہے، اور اس کی حفاظت کا وعدہ باقاعدہ کتاب الٰہی قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔

نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ٥

''ہم نے ہی نصیحت نامہ اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں''۔

اس کی حفاظت کا مطلب اس سے تعلق رکھنے والے دین اور سیرت واخلاق کی حفاظت ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ قرآن کریم کی آئینہ دار ہے، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرتبہ آپ کی سیرت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا ''کان خلقه القرآن'' ۔یعنی آپ کی سیرت قرآن کریم کے مطابق ہے۔

یہی سنت ہم کو اسوۂ نبوی کی شکل میں حاصل ہے، اور اس کو اختیار کرنے کا اللہ رب العالمین نے حکم دیا ہے، اسی کے پیش نظر علمائے اسلام اور سیرت نگار حضرات لوگوں کو زندگی کی راہ مستقیم سے آگاہ کرنے کے لئے سیرت نبوی کو ضبط تحریر میں لاتے رہے، علمائے اسلام نے سیرت نبوی کو جن اولین لوگوں سے نقل کیا ہے، یعنی صحابۂ کرام وہ معمولی اور عام افراد نہیں، وہ سب صدق ووفا، امانت ودیانت داری کے پیکر ومجسم جان نثاران نبی وشریعت تھے، جنہیں اللہ ورسول اور کتاب اللہ پر کامل اور سچا ایمان ویقین تھا اور خود قرآن مجید میں ان کی نیکی اور خوبی کی تصدیق کی گئی ہے، سورہ فتح کی آخری آیات میں فرمایا گیا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ
بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعاً سُجَّداً يَبْتَغُونَ فَضْلاً مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَاناً
سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي
التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ

www.abulhasanalinadwi.org

فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيْمًا ۝ [سورہ فتح:۲۹]

محمد (ﷺ) خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے کہ (کثرت) سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں، ان کے یہی اوصاف توریت میں (مرقوم) ہیں اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں، وہ گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی، پھر اس کو مضبوط کیا، پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہوگئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کا جی جلائے جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے خدا نے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

سیرت نبوی کی اس طرح تدوین اور تصنیف کا اصل مقصد اسوۂ نبوی سے استفادہ کو قائم ودائم بنانا تھا، سیرت کے موضوع پر جو کتابیں تصنیف کی جاتی رہیں ان میں مفصل بھی ہیں اور مختصر بھی، اور بعض تصنیفات وہ ہیں جن میں حیات طیبہ کے کسی ایک پہلو کو واضح کیا گیا ہے، اس طرح سیرت رسولؐ کے موضوع پر بیش بہا عظیم الشان کتب خانہ تیار ہوگیا ہے، یہ سب کتابیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کو مختلف پہلوؤں کی وضاحت کے ساتھ پیش کرتی ہیں اور اس معیاری اور مثالی سیرت کی وسعت وجامعیت کو ظاہر کرتی ہیں۔

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کی جامعیت، ابدیت، کاملیت اور عالمگیریت کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''ایک ایسی شخصی زندگی جو ہر طائفۂ انسانی اور ہر حالت انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو، صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہے، اگر تم دولت مند ہو تو مکہ کے تاجر اور بحرین

www.abulhasanalinadwi.org

کے خزینہ دار کی تقلید کرو، اگر تم غریب ہو تو شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت سنو، اگر تم بادشاہ ہو تو سلطان عرب کا حال پڑھو، اگر تم رعایا ہو تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو، اگر تم فاتح ہو تو بدر و حنین کے سپہ سالار پر نگاہ دوڑاؤ، اگر تم نے شکست کھائی ہے تو معرکۂ احد سے عبرت حاصل کرو، اگر تم استاد و معلم ہو تو صفہ کے درسگاہ کے معلم قدس کو دیکھو، اگر شاگرد ہو تو روح الأمین کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر جماؤ، اگر تم واعظ و ناصح ہو تو مسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو، اگر تم تنہائی اور بے کسی کے عالم میں حق کے منادی کا فرض انجام دینا چاہتے ہو تو مکہ کے بے یار و مددگار نبی کا اسوۂ حسنہ تمہارے سامنے ہے، اگر تم حق کی نصرت کے بعد اپنے دشمنوں کو زیر اور اپنے مخالفوں کو کمزور بنا چکے ہو تو فاتح مکہ کا نظارہ کرو، اگر تم اپنے کاروبار اور دنیاوی جدو جہد کا نظم و نسق درست کرنا چاہتے ہو تو بنی نضیر، خیبر اور فدک کی زمینوں کے مالک کے کاروبار اور نظم و نسق کو دیکھو، اگر یتیم ہو تو عبداللہ اور آمنہ کے جگر گوشہ کو نہ بھولو، اگر بچہ ہو تو حلیمہ سعدیہ کے لاڈلے کو دیکھو، اگر تم جوان ہو تو مکہ کے ایک چرواہے کی سیرت پڑھو، اگر تم سفری کاروبار میں ہو تو بصرہ کے کاروان سالار کی مثال ڈھونڈو، اگر تم عدالت کے قاضی ہو اور پنچایتوں کے ثالث ہو تو کعبہ میں نور آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو جو حجر اسود کو کعبہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کر رہا ہے، مدینہ کی کچی مسجد کے صحن میں بیٹھنے والے منصف کو دیکھو، جس کی نظر انصاف میں شاہ و گدا اور امیر و غریب سب برابر تھے، اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو خدیجہؓ اور عائشہؓ کے مقدس شوہر کی حیات پاک کا مطالعہ کرو، اور اگر تم اولاد والے ہو تو فاطمہؓ کے باپ اور حسنؓ و حسینؓ کے نانا کا حال پوچھو، غرض تم جو کچھ بھی ہو اور کسی حال میں بھی ہو تمہاری زندگی کے لئے نمونہ، تمہاری سیرت کی درستگی

www.abulhasanalinadwi.org

واصلاح کے لئے سامان، تمہارے ظلمت خانہ کے لئے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کو نور محمد ﷺ کی جامعیت کبری کے خزانہ میں ہر وقت اور ہمہ دم مل سکتا ہے، اس لئے طبقات انسانی کے ہر طالب علم اور نور ایمانی کے ہر متلاشی کے لئے صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہدایت کا نمونہ اور نجات کا ذریعہ ہے، جس کی نگاہ کے سامنے محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہے، اس کے سامنے نوح وابراہیم، ایوب ویونس، موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام سب کی سیرتیں موجود ہیں، گویا تمام دوسرے انبیاء کرام کی سیرتیں، ایک ہی جنس کی اشیاء کی دوکانیں ہیں، اور محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت، اخلاق واعمال کی دنیا کا سب سے بڑا بازار ہے، جہاں ہر جنس کے خریدار اور ہر شئے کے طلبگار کے لئے بہترین سامان موجود ہے''۔ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امی یعنی غیر تعلیم یافتہ قوم میں اور خود آپ کو غیر تعلیم یافتہ رکھتے ہوئے نبی بلکہ خاتم الانبیاء اور امام الانبیاء بنایا گیا، اس میں ایک بڑی حکمت یہ بھی ظاہر ہوئی کہ کوئی بھی شخص اپنی پیدائش کے بعد شروع میں جو معلومات رکھتا ہے وہ خالص اس کے مشاہدے کی اور اپنے ماحول کی سنی ہوئی باتیں ہوتی ہیں پھر وہ تعلیم حاصل کرتا ہے تو اپنے معلم اور اپنی دانش گاہ کے ذریعہ اس کو جو بتایا جاتا ہے وہ اس کی اہم معلومات ہوتی ہیں، جن سے وہ بڑے ہو کر دنیا کے حالات اور اپنی زندگی کے معاملات میں مدد لیتا اور زندگی کی تشکیل کرتا ہے، اور طور وطریق کی بھی تشکیل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو امی رکھ کر اپنی ہی تعلیم جو وحی کے ذریعہ سے آپ کو دی جاتی رہی اور اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ واشرف درس گاہ یعنی اپنے فرمودات وہدایات کے ذریعہ علم آپ کو مہیا فرمایا، اس طرح آپ دنیا کے مروجہ طریقہ کے تعلیم یافتہ نہ تھے، بلکہ اعلیٰ خدائی درسگاہ کے تنہا فیض یافتہ تھے، جہاں سے آپ کو ایسی حقیقتوں اور صلاحیتوں کا حصول کرایا گیا، جو کسی دوسرے کو حاصل نہیں، پھر آپ کو خداوندی احکام اور تعلیم وتربیت کا فائدہ دوسروں تک پہنچانے کا یہی بتایا گیا حتی کہ آپ کے ذریعہ وہی بات دنیا کو ملنے لگی جو رب

---

(۱) خطبات مدراس: ص: ۹۶-۹۸

www.abulhasanalinadwi.org

العالمین خالق کائنات وموجودات کی طرف سے تلقین کی گئی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِیْ الْأُمِّیِّیْنَ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ ٥ [سورۂ جمعہ:۲]

''وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔''

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ٥ [سورۃ الحشر:۷]

''سو جو چیز پیغمبر تم کو دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو، بیشک خدا سخت عذاب دینے والا ہے۔''

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيْراً ٥ [سورہ احزاب:۲۱]

''یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی او [illegible] ے کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔''

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى ٥ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْیٌ يُوحَى ٥ [سورہ نجم:۳-۴]

''اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں، یہ (قرآن) تو حکم خدا ہے جو ان کی طرف بھیجا جاتا ہے۔''

لہٰذا آپ آسمانی کتاب قرآن مجید کو صرف پہنچانے والے نہ تھے، بلکہ خداوندی مرضیات کے سچے ترجمان بھی تھے، اس طرح قرآن مجید جو خالص اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور حدیث وسنت جو خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کا کلام وکام ہے، دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ وحی کے دونوں جزء ہیں اور ہدایت انسانی کا ذریعہ ہیں، اس طرح قرآن مجید کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کو

www.abulhasanalinadwi.org

انسانیت کے لیے رحمت بنایا، اس طرح آپ کو پروردگار عالم کی طرف سے رحمۃ للعالمین کا خطاب ملا ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ اور فرمایا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيراً وَنَذِيراً وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ٥ [سورہ سبا، آیت نمبر: ۲۸]

''اور (اے محمد) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

اور آپ کو انسانی صلاح وفلاح کے علم کا استاد و مربی بنایا گیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ٥ [سورۃ توبۃ: ۳۳]

''وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت کا سامان یعنی قرآن اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تا کہ اس کو تمام بقیہ دینوں پر غالب کر دے، گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں''۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيراً، وَدَاعِياً إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجاً مُّنِيراً ٥ [سورۃ الأحزاب: ۴۵-۴۶]

''اے نبی! ہم نے بیشک آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہوں گے اور آپ مومنین کو بشارت دینے والے ہیں اور کافروں کو ڈرانے والے ہیں، اور سب کو اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں، اور آپ ایک روشن چراغ ہیں''۔

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن مجید کا انداز تعلیم و تربیت

آخری نبی اور ان کی امت کے لئے

آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو نبوت کے آغاز سے قبل کی چالیس سالہ زندگی میں بھی جو آسمانی پیغام و قرآنی احکام آنے سے قبل کی زندگی تھی، ایسے حالات سے گزارا گیا کہ ان کے اثر سے آپ نبوت کے مشکل ترین کام کی ذمہ داری سنبھالنے اور اس کا حق ادا کرنے کے لائق بن گئے اور اس کو اسکے لائق انجام دینے کی صلاحیت آپ میں پیدا ہوگئی، وحی کے آغاز سے قبل کی آپ کی اس چالیس سالہ مدت پر نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت سامنے آئے گی کہ کسی انسان کو بہتر سے بہتر انسان بنانے میں جو حالات کارفرما ہوتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مقدر فرمائے تھے، سخت یتیمی سے گذارا گیا، جس میں عام طور پر یتیم کو ماں باپ جیسے محبت اور خیر خواہی کرنے والے سے محرومی اور یتیم ہونے کی وجہ سے عام لوگوں کی بے اعتنائی کو دیکھ کر شکستہ دلی، مایوسی اور احساس کمتری پیدا ہو جاتی ہے جو یتیم کے اخلاق و کردار پر اثر انداز ہوتی ہے، ایسی صورت میں اگر ماں باپ جیسا کوئی ہمدرد سرپرست مل جائے تو شکستہ دلی اور مایوسی کے بجائے خوداعتمادی اور صبر و برداشت کی صفت پیدا ہوتی ہے، اور یہ بات آپ کو حاصل ہوئی۔ اس کے ساتھ قریش اور خاص طور پر بنو ہاشم جیسے گھرانے میں ہونے کی بنا پر آپ کی شخصیت کو اعلیٰ اقدار کی حامل بننے اور خود اعتمادی پیدا ہونے کا فائدہ حاصل ہوا اور اسی کی بنا پر آپ کو معاشرہ میں قدردانی اور حسن ظن کا اعلیٰ مقام حاصل ہوا، اور سب آپ کے اعلیٰ کردار کو دیکھ کر آپ کو صادق اور امین کہنے لگے، جو کسی دوسرے کو نہیں کہتے تھے، صادق سے مراد قول و عمل کی مطابقت اور جیسا کرنا مناسب ہے ویسا کرنا، یہی صدق کے معنی ہیں آپ کو صادق کہا گیا، جس

www.abulhasanalinadwi.org

سے آپ کی زندگی میں قول وفعل کی مطابقت اور عمل کا بہتر سے بہتر طریقہ پر ہونا مراد ہے، اور امین سے مراد حقوق اور ذمہ داریوں کی صحیح ادائیگی ہے، آپ کو سب نے امین کہا کیونکہ آپ میں یہ خصوصی صفت دیکھی، آپ کے معاشرہ میں تعلیم وتعلم کا رواجی طریقہ نہیں تھا، اس کا فائدہ یہ ہوا کہ آپ کی طبیعت اور ذہن کی تشکیل اساتذہ اور نصاب تعلیم کے ان اثرات کے تحت نہیں ہوئی، جو نصاب تعلیم کے مضامین اور پڑھانے والوں کے مخصوص خیالات اور افکار کے حامل ہوتے ہیں، وہ نہ ہونے سے آپ کی شخصیت کی تشکیل فطری دائرہ میں اور بلند خاندانی قدرروں کے تحت ہوئی، کسی استاد کے خیالات کا یا انسانوں کے اختیار کردہ تعلیمی وتربیتی نظام سے اثر لینے سے آپ کو سابقہ نہیں پڑا۔ آپ کی تربیت اور اخلاق وصفات کی تشکیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ مذکورہ بالا سادہ اور اچھے حالات میں ہوئی، جیسا کہ سورہ "الضحیٰ" میں ظاہر کیا گیا ہے۔

آپ کا معاشرہ فطرت انسانی کی بنا پر اپنی اصلی صورت کا حامل معاشرہ تھا، وہ امی عربوں کا معاشرہ تھا، جس پر کسی تعلیمی طریقہ یا کسی تمدن کا اثر نہیں پڑا تھا کیونکہ ان میں تعلیم کا رواج نہیں ہوا تھا اور باہر کی تمدنی دنیا سے عموماً کٹے ہوئے تھے، قبائلی طرز زندگی نے ان کے خاندانوں کو محدود بستیوں میں محدود کر رکھا تھا اور ان میں قریش مکہ کا اپنا مخصوص اور عربوں میں امتیازی حیثیت رکھنے والا معاشرہ تھا اور پورے عرب میں اس کا امتیاز تسلیم کیا جاتا تھا، اس معاشرہ کو کعبۃ اللہ کے خادم ہونے کی بنا پر بھی اچھا معاشرہ بننے کا موقعہ ملا تھا، اس معاشرہ میں آپ نے چالیس سال بہت پاکیزہ اور اچھے کردار کے ساتھ گذارے، پھر نبوت کے لئے اختیار کئے جانے پر آپ کی رہنمائی اور مزید تربیت وحی الٰہی کے ذریعہ کی جانے لگی اس سے نبوت کے فرائض بطریق احسن انجام دینے اور اپنے ماحول پر اثر ڈالنے کی صلاحیت آپ میں بدرجہ اتم پیدا ہوگئی، اور اس راہ میں پیش آنے والے حالات میں آپ کو حسب ضرورت ہدایات اور رہنمائی سے نوازا جاتا رہا۔ مختلف حالات میں جب بھی شخصی بنیاد پر آپ کو کوئی فکر یا تشویش پیش آتی تو وحی الٰہی کے ذریعے سے رہنمائی کردیجاتی، اور تسکین کی راہ حاصل ہوجاتی تھی۔

آپ کے ایک چچا ابولہب نے باوجود آپ کے چچا ہونے کے آپ کے دعوت دین کے کام کے خلاف سخت محاذ قائم کرکے اور آپ کے ساتھ تکلیف دہ رویہ اختیار کرکے آپ کو بہت

www.abulhasanalinadwi.org

رنجیدہ کیا، اس نے اہانت آمیز اور تکلیف دہ لفظ استعمال کیا تبّاً لك (یعنی تم ٹوٹ جاؤ، برباد ہو جاؤ) کہا، آپ کی تسکین کے لئے وحی کے ذریعہ نازل کی ہوئی آیات میں فرمایا گیا ہے کہ بربادی اور ٹوٹ پھوٹ تو ابولہب کے لئے ہے اور اس کی بیوی کے لئے ہے جو حقیر کام کرتی ہے، یہ دونوں چندروزہ زندگی کے بعد بڑی زندگی میں سخت عذاب الٰہی میں مبتلا ہوں گے، یعنی وہ تو بے وقوفی کر رہا ہے اپنے کو تباہ کر رہا ہے، آپ کو متفکر ہونے کی ضرورت نہیں۔

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۝ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلَى نَاراً ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۝ [سورہ لہب]

''ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی، وہ عنقریب ایک شعلہ زن آگ میں داخل ہوگا وہ بھی اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں لاد کر لاتی ہے، اس کے گلے میں ایک رسی ہوگی خوب بٹی ہوئی''۔

اسی طرح جب آپ پر طنز و تعریض کی گئی کہ آپ کے نرینہ اولاد نہیں، جب کہ نرینہ اولاد کی اہمیت عربوں میں بہت زیادہ تھی، ان میں آپس میں لڑائیاں ہوتی تھیں، کسی خاندان میں لڑکے زیادہ ہوتے تھے تو اس کی جیت کے موقع زیادہ ہوتے تھے، جب آپ پر یہ طنز و تعریض کی گئی تو وحی الٰہی کے ذریعہ سے تسکین دی گئی کہ آپ کو اللہ نے آپ کی دوسری زندگی میں کوثر جیسی عظیم نعمت عطا کی ہے، آپ اپنے رب کی عبادت نماز کو ادا کرتے رہیئے اور اللہ کے نام پر قربانی کیجئے، آپ کا برا چاہنے والے کا سلسلہ کا قائم نہیں رہے گا یعنی لڑکے کے ذریعہ آئندہ سلسلہ چلتا ہے آپ کا سلسلہ لڑکے بغیر بہت اعلیٰ حیثیت سے چلے گا اور آپ کا برا چاہنے والے کا آگے سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝ [سورہ کوثر]

''بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی ہے سو ان نعمتوں کے شکریہ میں آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھیئے، اور قربانی کیجئے، بالیقین آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہے''۔

یہ تو بعض چھوٹی سورتوں کی مثالیں ہیں ان کے علاوہ بعض بڑی بڑی سورتیں بھی آپ کی

www.abulhasanalinadwi.org

تسکین وتقویت کے لئے نازل فرمائی گئیں، مثلاً سورۃ القصص جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کیا گیا کہ بچپنے میں ان کو ایسے حالات درپیش تھے کہ وہ قتل کردیئے جاتے، لیکن اللہ نے ان کو بچایا، وہ غیروں اور دشمنوں میں پلے، اور اللہ نے ان غیروں اور دشمنوں کو ہی ان کی حفاظت کا ذریعہ بنادیا اور ان کو محفوظ رکھا، پھر وہ غریب الوطنی پر مجبور ہوئے، وہاں بھی اللہ نے ان کی مدد فرمائی، اور پھر ان کو نبی بنایا، اور نبوت کی وجہ سے بادشاہ وقت جوان کا سخت دشمن تھا اس سے سابقہ پڑا، لیکن برابر اللہ آپ کو بچاتا رہا، اور آخر میں دشمنوں کو اللہ نے تباہ و برباد کردیا، یہ واقعات آپ کو پیش آنے والے واقعات سے بڑی مشابہت رکھتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ ان کے تذکرہ سے آپ کی تقویت کا سامان ہوتا ہے۔ اور اسی طرح سورۂ یوسف نازل فرمائی، اور حضرت یوسفؑ کو بچپنے میں ہی مارڈالنے پر ان کے بھائی تل گئے، لیکن اللہ نے ان کو بچایا، اور پھر بڑے سخت حالات میں غیروں کے ماتحت ذلت آمیز حالات سے گذرنا پڑا، اللہ تعالیٰ نے ان کو خطرات سے بچایا، آخر میں ان کی عزت کے اسباب پیدا کئے، اور ایسی عزت عطا فرمائی کہ وہ ایک طرف بادشاہ کے نائب بنے، اور دوسری طرف ان کو نبوت عطا ہوئی، اور یہ دوہری عزت ملی، اس پر انہوں نے اپنے تأثر کا اظہار کیا کہ جو احتیاط کی زندگی گذارتا ہے اور مشکلات کو صبر وسکون کے ساتھ برداشت کرتا ہے، ایسے اچھے لوگوں کے اجر کو اللہ ضائع نہیں کرتا۔ ﴿إنه من يتق و يصبر فإن الله لايضيع أجر المحسنين ٥﴾

مشکل حالات میں تسکین کی مذکورہ بالا آیات کے علاوہ آپ کو دشمنوں پر کامیابی حاصل ہونے کے حالات میں جو اجتماعی اور نفسیاتی کیفیات پیدا ہوتیں، ان میں بھی آپ کی رہنمائی وحی کے ذریعہ سے کی جاتی تھی کہ جن سے ایک طرف خود کو رہنمائی ملتی، اور بطور مزید آپ کے ماننے والے اور اصحاب کی بھی تربیت ہوتی تھی۔ اس طرح قرآن مجید اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ایک دوسرے کا آئینہ بن گئے، اسی کی طرف ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے اشارہ ملتا ہے کہ آپ کی سیرت واخلاق قرآن میں ملتے ہیں۔

آسمانی رہنمائی کے اس طریقہ سے وہ اعلیٰ معاشرہ قائم ہوا، جس کی نظیر انسانی تاریخ میں نہیں ملتی، یہ صحابہ کرام کا معاشرہ تھا جو اپنے نبی کی عقیدت اور محبت رکھنے کی بنا پر ان کی نظیر کو

www.abulhasanalinadwi.org

دیکھتے تھے، اور ان کے عمل کو اپنے لئے قابلِ تقلید نمونہ سمجھتے تھے، وہ اسی قالب میں ڈھل گئے تھے جو قالب ان کے نبی کو پروردگار عالم کی طرف سے عطا کیا گیا تھا، اس طریقہ سے وحی الٰہی سے صرف آپ ہی کی تربیت و تشکیل نہیں ہوئی بلکہ آپ کی وساطت سے آپ کے تمام اصحاب کی بھی ہوئی، جس کو قرآن مجید میں متعدد جگہ بیان کیا گیا ہے، مثلاً:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَـٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ، وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ، وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ۔ [سورہ انفال:۷۲-۷۵]

"بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اپنے مال اور اپنی جان سے اللہ کی راہ میں جہاد بھی کیا، اور جن لوگوں نے انہیں پناہ دی اور ان کی مدد کی یہ لوگ ایک دوسرے کے وارث ہیں، اور جو لوگ ایمان تو لائے لیکن ہجرت نہیں کی تمہارا ان سے کوئی تعلق میراث کا نہیں، جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں، اور اگر وہ تم سے دین کے کام میں مدد چاہیں تو تم پر واجب ہے مدد کرنا، بجز اس کے کہ اس قوم کے مقابلہ میں ہو جس کے اور تمہارے درمیان معاہدہ ہو، اور اللہ خوب دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کرتے ہو، اور جو لوگ کافر ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں، اگر یہ نہ کرو گے تو زمین پر بڑا فتنہ اور بڑا فساد پھیل جائے گا، اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت بھی کی اور جہاد بھی کیا اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے انہیں رہنے کی جگہ دی اور ان کی مدد کی، یہی لوگ تو ہیں پورے پورے مومن، ان کے لیے مغفرت اور معزز روزی ہے۔"

www.abulhasanalinadwi.org

پانچواں باب

قرآن آخری کتاب ہدایت

زندگی کو رب العالمین کی طرف سے مقرر کردہ صراط مستقیم پر چلانے کے لئے جو علم عطا کیا گیا وہ بنیادی طور پر وحی متلو یعنی تلاوت کیے جانے والا کلام الٰہی (قرآن مجید) کا ذریعہ ہے اور مزید وضاحت اور تفصیل کے لئے وحی غیر متلو یعنی کلام الٰہی کی طرح تلاوت نہ کیے جانے والا کلام (حدیث نبوی) عطا کیا گیا، قرآن مجید یعنی کلام الٰہی کو ایسے جامع اور متنوع ومعجزانہ صورت میں عطا کیا گیا کہ جو رب العالمین کے شایان شان ہے، اور اس میں زندگی کے تمام پہلوں کو نہایت اعلیٰ کیفیت ومعیار سے جمع کر دیا گیا، اس میں دین کا جامع تصور، اللہ تعالیٰ کے رب واحد ہونے، سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے پیغمبر آخر الزماں ہونے، رب العالمین کی عبادت کے ارکان، ایمان باللہ، ایمان بالرسل، ایمان بالملائکۃ، ایمان بالکتب السماویہ، ایمان بالآخرۃ، ایمان بالغیب، جنت، جہنم، روح کی حقیقت، حق کی وضاحت، باطل کی نشاندہی، جنات، شیاطین، عقیدہ وعمل کی وضاحت، تبلیغ ودعوت حق، جہاد وقتال، معاشرتی مسائل، اخلاق وتزکیہ، مالی معاملات کے عدالتی احکام، سیاسی امور، زراعت، تجارت، گزشتہ قوموں کی تاریخ کے مفید، وموثر حالات، دیگر مذاہب کا جائزہ، اور اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو انسانوں میں اتاری جانے والی آخری اور انسانی خوبیوں کے جاننے کی مکمل کتاب بنا کر قیامت تک اس کی حفاظت کا وعدہ اور انتظام بھی فرمایا۔ اور انسانوں کے ذریعہ کئے جانے کا ایسا عملی طریقہ آسان اور قابل عمل بنا دیا جس کے ذریعہ اس کی مسلسل حفاظت مضبوطی سے قائم ہے۔ وہ یہ کہ

www.abulhasanalinadwi.org

اولاً اس کی تلاوت اور پڑھنا عبادت بنادیا گیا، چنانچہ تمام نمازوں میں اس کی آیات پڑھنا ہوتی ہیں، اور اس کے پڑھے بغیر عبادت قابل قبول نہیں ہوتی، پھر اس کی تلاوت پر بے حد ثواب طے فرمایا گیا جس کی طلب میں ہر صاحب عمل مسلمان اس کو پڑھنے کو ضروری اور مفید سمجھتا ہے اور اس ضرورت سے اس کو یاد کرنے کا بھی اہتمام کرنا ہوتا ہے، چنانچہ بیک وقت لاکھوں مسلمان اسکے حافظ بنتے ہیں، جس کی وجہ سے صرف اس کے الفاظ ہی کی نہیں بلکہ حرف حرف کی حفاظت ہوتی ہے، کیونکہ لاکھوں آدمیوں کے سینوں میں محفوظ ہوجانے پر اگر ایک شخص غلطی کرتا ہے تو دوسرے بلکہ سیکڑوں آدمی اس کی غلطی کو پکڑ سکتے ہیں اور اس کو صحیح کر سکتے ہیں۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کی آخری اتاری ہوئی یہ کتاب جو قیامت تک انسانوں کے لیے احکام الٰہی وہدایت الٰہیہ کا سرچشمہ ہے، وہ انسان کے تمام پہلوؤں کی رہنمائی کے اشارے واحکام رکھتی ہے، اور اس میں تمام ضروری باتیں بتائی گئی ہیں اور اس سلسلہ میں جن جن باتوں کے جاننے کی ضرورت تھی ان سے واقف کرایا ہے، اور گزشتہ جن قوموں نے راہ حق سے روگردانی کی اور ان کی ہدایت کے لئے نبی مبعوث ہوئے ان میں سے بطور مثال متعدد قوموں کا حال بھی اس کتاب ہدایت میں میں دیا گیا اور ان کا جو انجام ہوا اس سے ڈرایا گیا، اور ان کو جو سزا بطور دنیاوی عذاب کے دی گئی اس کا ذکر فرماتے ہوئے بتایا گیا کہ آخرت کی سزا اور بھی بڑی ہے ﴿وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ﴾ [سورہ زمر:۲۶]۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری گئی یہ آخری کتاب دراصل اس کے علم کے وسیع ترین دفتر ''ام الکتاب'' ہی کا جزء ہے اور خدا تعالیٰ سے براہ راست تعلق رکھنے کی بنا پر زمین کے لیے ناقابل برداشت تھی، لیکن انسانوں کے لئے ہدایت مہیا کرنے کے لئے انسان کے سینے کو اس کے برداشت کے قابل بنایا گیا، رب العالمین کی طرف سے انبیاء کرام پر اتاری جانے والی مقدس کتابوں میں قرآن مجید کے آخری کتاب ہونے کی وجہ سے اسے ان سارے پہلوؤں کے تذکرے پر مشتمل اتارا گیا جن کا انسان کی عملی زندگی سے تعلق ہے، اور اس سلسلہ میں متعدد گزشتہ قوموں کی سرکشی اور ان کے نتیجہ کا بطور مثال ذکر کیا گیا اور انجام بد سے ڈرایا گیا کہ اب

www.abulhasanalinadwi.org

یہ انسان پر ہے کہ اس میں کی گئی تلقین وہدایت کی قدر کرے یا ناقدری کرے، اگر اس سے فائدہ اٹھائے گا اور قدر کرے گا تو آخرت میں اس کی اچھی جزا ملے گی اور آسمانی وطن جنت ملے گی اور ناقدری کی صورت میں اس کا ٹھکانہ مصیبتوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

نزول قرآن اور اس کی حفاظت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ٥ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ٥

[سورہ شعراء: ۱۹۳-۱۹۴]

''اس کو روح الأمین حضرت جبرئیل لے کر اترے اور آپ کے قلب پر اس کو اتارا تا کہ آپ ایمان لانے والوں میں رہیں۔''

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے لے کر آسمانی برگزیدہ فرشتہ جبرئیل امین خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اترتے تھے اور آپ ﷺ کو سناتے، یاد کروا دیتے اور لکھوا دیتے تھے۔

اُم المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام قرآن مجید رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھواتے تھے۔

پھر آپ کی لکھائی سورتوں اور آیتوں کو پوری حفاظت اور احتیاط کے ساتھ اسی ترتیب سے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو بتائی گئی تھی متعدد نسخوں میں خلافت صدیقی میں پھر خلافت عثمانی میں پوری احتیاط اور اہمیت کے ساتھ مختلف علاقوں میں بھیج دیا گیا اور اس طرح مکمل ومتیقن طریقہ سے یہ جامع کتاب ہدایت تمام علاقوں میں عام ہوگئی، قیامت تک اس کے باقی رکھنے کا انتظام بھی قدرتی طور پر اس طرح ہوگیا کہ ہر زمانہ میں لاکھوں انسان اس کو زبانی یاد کرتے ہیں اور وہ دنیا کے تمام خطوں میں پھیلے ہوئے ہیں، اور ان میں سے کسی کے بھی پڑھنے اور یاد رکھنے میں ایک دوسرے سے ادنی اختلاف نظر نہیں آتا۔

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن کے مختلف نام

مشہور مفسر، مورخ، مصنف ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر جو امام سیوطی کے نام سے مشہور ہیں اور جن کی تصانیف کی تعداد پانچ سو کسٹھ بتائی جاتی ہے، انہوں نے اپنی معرکہ آراء کتاب ''الاتقان فی علوم القرآن'' (ص:۱/۵) میں قرآن مجید کے ۵۵ نام خصوصی طور پر ذکر کیے ہیں، ان کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ ان ناموں کا حوالہ قرآن مجید کی سورتوں میں ہی موجود ہے، یہاں چند نام پیش کیے جاتے ہیں۔

''الكتاب، المبين، الكلام، الفرقان، القرآن، الكريم، النور، التنزيل، الموعظة، الحكمة، الهدى، الخير، البيان، النعمة، الروح، الرحمن، المبارك، المصدق، الحبل، الصراط المستقيم، الوحي العربي، الحق، العلم، الهادي، العجب، العروة الوثقى، الأمر، الصحف، المكرم''۔

یہ سب نام ان صفات وخصوصیات کے غماز ہیں جو اس کلام الٰہی میں پائی جاتی ہیں۔ اور خود قرآن مجید میں ان مختلف ناموں کی طرف نسبت کرتے ہوئے استعمال ہوئے ہیں۔

کتاب الاتقان میں ان ناموں کے علاوہ قرآن مجید کے ۴۵ نام اور بھی بیان کیے گئے ہیں، ان میں سے لفظ قرآن لغوی اور معنوی اعتبار سے ملت مسلمہ میں سب سے زیادہ معروف اور متعارف ہے، یہ لفظ محض صفاتی یا توصیفی نہیں، بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا پسندیدہ اور بیان کردہ نام ہے، چنانچہ اسی کلام الٰہی میں متعدد مقامات پر قرآن کو گنجینۂ اسرار و معانی کے لئے استعمال کیا گیا ہے، قرآن کے لفظ کا تذکرہ خود کلام الٰہی میں متعدد جگہوں پر کیا گیا، مثلاً درج ذیل آیات ہیں۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیَ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ

(سورة البقرة:۱۸۵)

''وہ ماہ رمضان ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا ہے جس کا وصف یہ ہے کہ

www.abulhasanalinadwi.org

لوگوں کے لئے ذریعۂ ہدایت ہے''۔

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِن قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوداً ۝ (سورۂ یونس:۶۱)

''اور آپ خواہ کسی حال میں ہوں، اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور اسی طرح اور لوگ بھی جتنے ہوں، تم جو کام بھی کرتے ہو ہم کو سب کی خبر رہتی ہے''۔

قُرْآناً فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ

(سورۂ بنی اسرائیل،۱۰۶)

''اور قرآن میں ہم نے جا بجا فصل رکھا، تاکہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں''۔

فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِن قَبْلِ أَن يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ (سورہ طٰہٰ،۱۱۴)

''سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے بڑا عالیشان ہے اور قرآن پڑھنے میں قبل اس کے کہ آپ پر اس کی وحی پوری نازل ہو چکے، عجلت نہ کیا کیجئے''۔

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوراً ۝ (سورۂ فرقان،۳۰)

''اور اس دن رسول کہیں گے کہ اے میرے پروردگار! میری اس قوم نے اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر رکھا تھا''۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلاً ۝ (سورۂ فرقان،۳۲)

''اور کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پر یہ قرآن یکبارگی پورا کیوں نہیں نازل کیا گیا، اس طرح تدریجاً اس لئے ہم نے نازل کیا ہے تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے آپ کے دل کو قوی رکھیں، اور اسی لئے ہم نے اس کو بہت ٹھہرا ٹھہرا کر اتارا ہے''۔

إِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَی مَعَادٍ (سورۃ القصص:۸۵)

’’جس خدا نے آپ پر قرآن کے احکام پر عمل اور اس کی تبلیغ کو فرض کیا ہے وہ آپ کو آپ کے اصلی وطن یعنی مکہ میں پھر پہنچائے گا‘‘۔

طٰسٓ تِلْكَ آیَاتُ الْقُرْآنِ وَکِتَابٍ مُّبِیْنٍ، هُدًی وَّبُشْرَی لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (سورۃ النمل:۱-۲)

’’طس، یہ آیتیں جو آپ پر نازل کی جاتی ہیں، آیتیں ہیں قرآن کی اور ایک واضح کتاب کی، یہ آیتیں ایمان والوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری سنانے والی ہیں‘‘۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ (سورۃ الروم:۵۸)

’’اور ہم نے لوگوں کے واسطے اس قرآن میں ہر طرح کے عمدہ مضامین بیان کیے ہیں‘‘۔

وحی الٰہی اور اس کا نزول

انسان کو اس دنیا میں بہتر زندگی گزارنے کے لئے علم حاصل کرنا ہوتا ہے، اس کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں ایسی پیدا کی ہیں جن کے ذریعہ اس کو اپنی زندگی کی ضروری باتوں کا علم حاصل ہوتا ہے، ایک انسان کے حواس یعنی آنکھ، کان، منھ اور ہاتھ پاؤں، دوسرے عقل، تیسرے وحی، لیکن ان میں سے شروع کے دو ذریعے ایسے ہیں جو زیادہ تر استعمال میں ہیں اور عام رواج میں ہیں، اور دنیا والے عموماً ان ہی کو کافی سمجھتے ہیں، اگرچہ ان کی پہنچ کتنی بھی زیادہ ہو لیکن ان کی ایک حد ہے جس کے آگے وہ کام نہیں دیتے، لیکن تیسرا ذریعہ وحی کا ہے اس کا علم نہ حواس کے ذریعہ ممکن ہے اور نہ محض عقل کے ذریعہ، وہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے کسی برگزیدہ بندے یعنی نبی پر اتار دی جاتی ہے، یہ دو شکلوں میں ہوتی ہے: ایک متلو اور دوسری غیر متلو، وحی متلو خود رب العالمین کے اختیار کردہ الفاظ میں آتی تھی تو وہ آسمانی کتاب

www.abulhasanalinadwi.org

کہلائی، اور چونکہ اسکے الفاظ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اس لیے اس کی تلاوت بھی کی جاتی ہے، یہ گزشتہ قوموں میں آنے والے متعدد نبیوں پر بھی اتاری گئی جیسے توریت وانجیل وغیرہ، قرآن مجید اس کی آخری کڑی ہے، اور یہ گزشتہ اتاری گئی کتابوں میں دیے گئے احکام کی جامع ہے، اور خدا کی طرف سے اتاری گئی جو وحی کتابی صورت میں اور مقررہ الفاظ میں نہیں اتاری گئی، اسکے معانی ومضامین نبی کو بتادیئے گئے، ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان میں بتایا، وہ وحی غیر متلو حدیث نبوی کہلائی، اس کی بھی دو قسمیں ہیں، جس کو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی طرف انتساب کر کے کہا کہ اللہ نے کہا یا یہ کہ اللہ کہتا ہے، اسے حدیث قدسی کہا گیا، یہ حدیث کی خاص اور اعلیٰ قسم ہے اور یہ حدیثیں زیادہ نہیں ہیں، حدیث کا بڑا ذخیرہ اس کے علاوہ ہے جس میں شریعت کے احکام کی تفصیل ہے اور وحی متلو قرآن مجید کی تفسیر ہے۔

وحی متلو کے اترنے کا مقدس سلسلہ سرکار دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا اب کسی انسان پر نہ یہ وحی نازل ہوگی اور نہ اس کی ضرورت باقی رکھی گئی۔

وحی متلو اترنے کی مختلف صورتیں

وحی متلو آنحضرت ﷺ پر مختلف طریقوں سے نازل ہوتی تھی، بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حارث بن ہشامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ پر وحی کس طرح آتی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی تو مجھے گھنٹی کی سی آواز سنائی دیتی ہے اور وحی کی یہ صورت میرے لیے سب سے زیادہ سخت ہوتی ہے، پھر جب یہ سلسلہ ختم ہوتا ہے تو جو کچھ اس آواز نے مجھ سے کہا وہ مجھے یاد ہو جاتا ہے اور کبھی وحی لانے والا فرشتہ میرے سامنے ایک مرد انسان کی صورت میں آتا ہے۔

آپ ﷺ پر جب اس طریقے کی وحی نازل ہوتی تھی تو آپ ﷺ پر بہت زیادہ بوجھ پڑتا تھا، حضرت عائشہؓ اسی حدیث کے آخر میں فرماتی ہیں کہ میں نے بہت جاڑوں کے دن میں آپ پر وحی نازل ہوتے ہوئے دیکھی ہے، ایسی سردی میں بھی جب وحی کا سلسلہ ختم ہوتا تو آپ ﷺ کی مبارک پیشانی پسینہ سے شرابور ہو چکی ہوتی تھی، وحی کی اس کیفیت میں بعض

www.abulhasanalinadwi.org

اوقات اتنی شدت پیدا ہوجاتی کہ آپ ﷺ جس جانور پر اس وقت سوار ہوتے وہ آپ ﷺ کے بوجھ سے دب کر بیٹھنے کے قریب ہوجاتا، یہ کلام الٰہی کا مقدس اور عظیم آسمانی وزن تھا جو قابل برداشت بنانے کے باوجود بھی اتنا ظاہر ہوجاتا تھا، اس وزن کا اثر ایسا تھا کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ کا سر اقدس حضرت زید بن ثابتؓ کے زانو پر رکھا تھا کہ اسی حالت میں یہ وحی نازل ہونی شروع ہوگئی، اس سے حضرت زیدؓ کی ران پر اتنا بوجھ پڑا کہ وہ ٹوٹنے کے قریب ہوگئی، بعض اوقات اس وحی کی ہلکی ہلکی آواز دوسروں کو بھی محسوس ہوتی تھی، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کے چہرے انور کے قریب شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ جیسی آواز سنائی دیتی تھی۔

وحی متلو کے علاوہ وحی کی دوسری صورت یہ تھی کہ فرشتہ کسی انسانی شکل میں آپ ﷺ کے پاس آکر اللہ کا پیغام پہنچادیتا ہے، ایسے مواقع پر عموماً حضرت جبرئیل علیہ السلام مشہور صحابی حضرت دحیہ کلبیؓ کی صورت میں تشریف لایا کرتے تھے اور کبھی بعض اوقات کسی دوسری صورت میں بھی۔

تیسری صورت یہ تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں دکھائی دیتے تھے، لیکن ایسا دو مرتبہ تو ضرور ہوا جو صحیح حدیث شریف میں ہے۔

چوتھی صورت براہ راست اور بلا واسطہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہم کلامی کی ہے، یہ شرف آنحضرت ﷺ کو بیداری کی حالت میں صرف ایک بار یعنی معراج کے وقت حاصل ہوا ہے، البتہ ایک مرتبہ خواب میں بھی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے ہیں۔

پانچویں صورت یہ تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کسی بھی صورت میں سامنے آئے بغیر آپ ﷺ کے قلب مبارک میں کوئی بات القا فرمادیتے تھے، اسی صورت کو (نفث فی الروع) کہتے ہیں۔(۱)

قرآن کریم کا نزول بابرکت رمضان کی بابرکت رات لیلۃ القدر میں لوح محفوظ

---

(۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں: الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی، مناهل العرفان للزرقانی، اور زرکشی کی البرہان فی علوم القرآن

www.abulhasanalinadwi.org

سے آسمان دنیا پر ہوا اور پھر اس حکم الٰہی کی تنزیل بتدریج چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کبھی دو دو چار چار آیات کبھی ایک ایک دو دو رکوع اور کبھی پوری سورت کی صورت میں ضرورت اور موقع کے لحاظ سے قلب اطہر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتی رہی، یہ آپ ﷺ کی عمر شریف کے آخری ۲۳ سال میں بتدریج ہوا، تدریجی اصول کا طریقہ کار اس لیے اپنایا گیا تاکہ آپ ﷺ کو سمجھنے، قلب میں محفوظ کرنے اور اہل عرب کی طبیعت، عادت، مزاج اور ان کی نفسیاتی زاویہ نظر کی تبدیلی اور درستی میں سہولت اور آسانی ہو۔

قرآن کریم پروردگار کے پاس لوح محفوظ میں موجود ہے ﴿بل ھو قرآن مجید في لوح محفوظ﴾ (سورہ بروج، پ ۳۰) جس میں کسی طرح کا تغیر وتبدل کا امکان نہیں، پھر وہاں سے نہایت حفاظت واہتمام کیساتھ رسول اللہ ﷺ کے اوپر بتدریج اترا۔

نزول قرآن سے قبل وحی سے ملتی جلتی ایک صورت سچے خوابوں کے ذریعہ شروع ہوئی تھی، اور وہ اس وقت شروع ہوئی تھی جب آپ کو خلوت میں یاد الٰہی کا شوق پیدا ہوا تھا اور اس کے لیے آپ ﷺ غار حراء کی تنہائی میں جا کر کئی کئی راتیں گزارتے اور عبادت میں مشغول رہتے تھے، پھر نبوت کے آغاز کی مدت شروع ہونے پر ایک دن اسی غار میں آپ ﷺ کے پاس اللہ کی جانب سے باقاعدہ فرشتہ آیا اور قرآن مجید کی آیتیں پڑھائیں اور اس طرح قرآنی وحی کے نزول کا آغاز ہو گیا۔

نزول قرآن کی یہ ابتدا جمعرات کے دن ۱۷ر رمضان المبارک ولادت رسول ﷺ سے ۴۱ ویں سال بمطابق ۶۱۰ عیسوی بعد مغرب ہوئی، اس وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ سے تین میل دور وادی عصب کی اس پہاڑی کے غار ”غار حراء“ میں جو ”جبل النور“ کی بلندی پر تھا یاد الٰہی میں مشغول تھے، اس زمانے میں اسے ”جبل الحمراء“ کہتے تھے، اور آج کل ”جبل النور“ کہتے ہیں، غار حراء میں پانچ قرآنی آیات کا نزول ہوا، جو سورہ اقرأ کا ابتدائی جزء ہیں، اس کے بعد کچھ روز سلسلہ وحی منقطع رہا، جس کے احساس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افسردہ خاطر رہے، لیکن پھر سلسلہ وحی جاری ہو گیا، اس مرتبہ آنحضور ﷺ کو حضرت جبرئیل اپنی فرشتہ والی اصل صورت میں نظر آئے کہ کوئی بندہ خدا یہ منظر دیکھتا تو یقیناً

www.abulhasanalinadwi.org

حواس باختہ ہوجاتا، حضور نبی رحمت ﷺ پر اس بار بھی قرآنی آیات وحی کی گئیں، قیام مکہ کے دوران آیات قرآنی بتدریج آتی رہیں، نزول قرآن کبھی مختصر اور کبھی مکمل سورت کے طور پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں جمع ہوتا اور کلام الٰہی کا ابلاغ مشرف بہ اسلام ہونے والے مسلمانوں میں دور ونزدیک ہوتا رہا، مسلمان کلام الٰہی کو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے ہی حافظے میں محفوظ کر لیتے تھے، مسلمانوں کے مدینہ ہجرت کر جانے کے بعد بھی برابر نبی کریم علیہ السلام پر وحی کا نزول جاری رہا، آپ ﷺ حسب اشارہ الٰہی قرآن مجید کی سورتوں کو ترتیب کے ساتھ لکھواتے، یہاں تک کہ آخری وحی بمقام عرفہ شام کے وقت جمعہ کے دن ۹ رذی الحجہ ۱۰ ہجری مطابق ۶۳۲ عیسوی نازل ہوئی، یہ آخری وحی سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۳ ہے۔ اس طرح پوری مدت نزول قرآن مجید ۲۲ برس دو مہینے اور ۱۲ دن ہوتی ہے، قرآن کریم کی کتابی ترتیب نزول کی ترتیب سے مختلف رکھی گئی ہے، وہ ترتیب سورۃ الفاتحہ سے شروع ہوکر سورۃ الناس پر ختم ہوتی ہے۔

قرآن مجید سورۃ فاتحہ الحمد سے لے کر والناس تک ۳۰ پاروں پر مشتمل ہے، قرآن مجید میں بالترتیب ۱۱۴ سورتیں مدون کی گئیں ہیں، قرآن مجید میں ۶۶۶۶ آیات کریمہ موجود ہیں، قرآن مجید کے کلمات کی تعداد ۷۷۴۳۹ ہے، قرآن مجید کے حروف کی بڑی تعداد ۳۲۳۹۳۷ ہے، قرآن مجید میں ۵۵۸ رکوع ہیں اور قرآن مجید کی سات منزلیں ہیں۔

اول آیات قرآنی اور آخری آیات

پہلی وحی تو سورۃ علق کی ابتدائی پانچ آیات ہیں، جن میں پڑھنے اور پڑھانے کو اللہ کے نام سے وابستہ کرنے کو فرمایا گیا ہے، ایک امی کے لیے ایسا حکم بڑی اہمیت رکھتا ہے اور اس بات کا خصوصی اشارہ رکھتا ہے کہ اس امت کے آغاز کے وقت علم کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام سے وابستہ رکھنے سے یہ اشارہ دیدیا گیا کہ علم کو پروردگار عالم کے تابع بنا کر حاصل کرنا ہے، ان ہی آیات میں قلم کا بھی ذکر ہے جو علم کو پھیلانے، مدتوں باقی رکھنے اور اس کا فائدہ وسیع کرنے کا ذریعہ ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اقْـرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَـلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّـذِیْ عَـلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَـلَّـمَ الإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ [سورہ علق: ۱-۵]

اور آخری وحی

وَاتَّـقُـواْ يَـوْمـاً تُرْجَعُونَ فِيْهِ إِلَى اللّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لاَ يُظْلَمُونَ ۝ [البقرۃ:۲۸۱]

''اور اس دن سے ڈرو جب کہ تم اللہ کے حضور میں لوٹ کر جاؤ گے، اور ہر شخص کا اپنے اعمال کا پورا بدلہ پائے گا اور کسی کے ساتھ کچھ زیادتی نہ ہوگی''۔

یہ آیات انسان کے انجام کی طرف توجہ دلاتی ہیں کہ یہ دنیا بالآخر چھوڑنی ہے اور اس سے رخصت ہو کر اس میں اپنے کیے ہوئے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور اچھے اور برے اعمال کے مطابق جزاء یا سزا ملے گی۔

ان آخری قرآنی آیات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں صرف نو دن رہے، اس کے بعد وصال فرما گئے۔(۱)

مکی اور مدنی سورتیں

نبوت کی ذمہ داری ملنے کے وقت سے تیرہ سال بعد تک آپ ﷺ کا قیام مکہ مکرمہ میں رہا، پھر آپ ﷺ نے بحکم خداوندی مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی جو مکہ مکرمہ سے ساڑھے چار سو کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، آپ ﷺ پر آپ کے نبوت کے مکی دور میں ہجرت سے پہلے جو سورتیں نازل ہوئیں، وہ مکی اور جو ہجرت کے بعد مدنی دور میں نازل ہوئیں، وہ مدنی کہلائیں، یہ سب ملا کر قرآن مجید کی ۱۱۴ سورتیں ہوئیں، مکی سورتوں کی تعداد ۸۶ اور مدنی کی ۲۸ ہے۔

مکی آیتیں اور سورتیں عموماً چھوٹی چھوٹی اور مختصر ہیں اور مدنی آیات و سورتیں طویل اور مفصل ہیں۔(۲)

---

(۱) الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی: ۴۲/۱ (۲) مناہل العرفان للزرقانی: ۱۷۶/۱

www.abulhasanalinadwi.org

مکی سورتیں زیادہ تر توحید، رسالت اور آخرت کے اثبات، حشر ونشر کی منظر کشی، آنحضرت ﷺ کو صبر وتسلی کی تلقین اور پچھلی امتوں کے واقعات پر مشتمل ہیں اور ان میں احکام وقوانین کم بیان ہوئے ہیں۔اس کے برعکس مدنی سورتوں میں خاندانی اور تمدنی قوانین، جہاد وقتال کے احکام اور حدود وفرائض بیان کیے گئے ہیں۔

مکی سورتوں کا اسلوب بیان زیادہ پُرشکوہ ہے، اس میں استعارات وتشبیہات اور تمثیلیں زیادہ ہیں اور ذخیرہ الفاظ بہت وسیع ہے،اس کے برخلاف مدنی سورتوں کا انداز نسبۃً سادہ ہے۔

منزلیں

قرآن پاک کی سات منزلیں ہیں،سورہ فاتحہ سے پہلی،سورہ مائدہ سے دوسری،سورہ یونس سے تیسری،سورہ بنی اسرائیل سے چوتھی،سورہ شعراء سے پانچویں،سورہ والصفّت سے چھٹی اور سورہ ق والقرآن المجید سے ساتویں شروع ہوتی ہے،وہاں باقاعدہ منزل لکھا ہوتا ہے۔(۱)

سورتوں اور آیات کی تقسیم وترتیب

قرآن مجید کی سورتوں کی جو ترتیب اس وقت ہے، یہ اس کے نزول کی ترتیب سے نہیں ہے،نزول کی ترتیب حالات اور مواقع کے لحاظ سے تھی، پھر تلاوت کے لئے اس کی ترتیب دوسری رکھی گئی،قرآن مجید میں سورہ علق کا نمبر ۹۶ ہے،لیکن تنزیل کے اعتبار سے وہ پہلی سورت ہے، جب کہ سورہ فاتحہ ترتیب کے لحاظ سے پہلے نمبر پر ہے،حالانکہ بہ اعتبار نزول اس کا نمبر پانچواں ہے،اسی طرح موجودہ ترتیب مضمون کے اعتبار سے ہے،اور یہ ترتیب بھی حکم الٰہی کے لحاظ سے ہے۔

جب کوئی سورت، آیات اترتی تھیں،تو جبرئیل امین علیہ السلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقام ومحل کی ’’بہ لحاظ ترتیب‘‘ نشاندہی کر کے یاد کروادیتے تھے اور لکھوادیتے تھے،

---

(۱) البرہان في علوم القرآن للزرکشي: ۱؍۲۵۰

www.abulhasanalinadwi.org

پھر اس ترتیب کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سورت یا آیات کو ورد زبان کر کے حفظ کر لیتے تھے، سورتوں اور آیات کی تقسیم وترتیب توقیفی ہے، یعنی خالصۃً من جانب اللہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے ان کو بیان نہیں فرمایا، لہذا جیسا آپ ﷺ کو کہا گیا، ویسا آپ ﷺ نے کیا، حتی کہ سورتوں کے نام، تعداد، ابتدا وانتہا، سورت کی کل آیات اور ہر آیت کا وقف تک اللہ تعالیٰ ہی کے مقرر کردہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی، رائے، پسند اور اختیار کا نتیجہ نہیں، قرآن کے پارہ، رکوع اور منزل کے ناموں سے تقسیم معتمد علیہ علماء دین نے انجام دی، تاکہ حفظ وتلاوت اور رکوع ونماز میں سہولت حاصل ہو، یہی وجہ ہے ان علامات کو متن کے اندر نہیں بلکہ باہر حاشیہ میں لکھا جاتا ہے۔(۱)

کتابت قرآن

قرآن کی امتیازی خصوصیت جو کسی اور الہامی کتاب کو نصیب نہیں ہوئی، یہ ہے کہ قرآن مجید روز اول سے برابر تلاوت اور تعلیم وتعلم کے ساتھ رہا اور سپرد قلم بھی کیا گیا، اس کے حروف اور جملوں پر کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہی، دوسرے اسکے نزول کے چوتھے دن سے اس کی کتابت کا آغاز ہوگیا، خالد بن سعید وہ پہلے خوش نصیب انسان ہیں جنہیں حلقہ بگوش اسلام ہوتے ہی عہد نبوی میں سب سے پہلے کتابت وحی کا شرف حاصل ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۴۵ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کتابت وحی کی خدمت پر مأمور کر رکھا تھا، ایک صحابی حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہ تو ہر وقت سائے کی طرح آپ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے، تاکہ جیسے ہی نزول وحی ہو اسے قید تحریر میں لے آیا جائے، جب کاتب لکھ لیتا تو آپ ﷺ حرف بہ حرف نظر عمیق کے ساتھ پڑھوا کر بڑے غور سے سنتے اور جب قراءت، صحت لفظی اور ہر قسم کی اغلاط سے مبرا ہونے کی تصدیق فرما دیتے تو پھر اس کے حفظ اور کتابت کا اذن عام کر دیا جاتا، پھر زبانی یاد کرنے والے حفظ کر لیتے اور لکھنے والے کتابت کر لیتے، اس طرح قرآن مجید کی ترتیب وجمع کے زبانی اور تحریری حفاظتی اقدامات بحکم الٰہی بذریعہ جبرئیل امین علیہ السلام آپ ﷺ کی

(۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں: البرہان فی علوم القرآن للزرکشی، اور تاریخ القرآن از محمد طاہر کردی

www.abulhasanalinadwi.org

زیر سایہ ہدایت ونگرانی پایہ تکمیل کو پہنچ چکے تھے، یہ ایک ایسی روز روشن کی طرح کھلی حقیقت ہے جس کا برملا اعتراف غیر مسلموں تک نے کیا ہے۔

سر ولیم میور رقم طراز ہے کہ اس بات کی ٹھوس شہادت موجود ہے کہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں متفرق طور پر پورا قرآن یا تقریباً پورے قرآن کے لکھے ہوئے نسخے صحابہ کے پاس موجود تھے، اور ڈاکٹر راڈویل لکھتا ہے کہ قرآن کے مکتوبہ شکل میں نسخے عہد رسالت میں عام طور پر مستعمل تھے۔

جمع وتدوین قرآن

۱۔ بہرحال روزِ اول اور ازل ہی سے علم الٰہی میں یہ طے تھا کہ قرآن مجید کے مضامین اور آیات کو کس انداز اور کن تبلیغی مصالح کی بنیاد پر نازل کرنا ہے اور پھر کس اسلوب اور نہج سے اس کی آیات وسور کو ترتیب دینا ہے، یعنی تنزیل اور جمع وحفاظت کے تمام تر وسائل پہلے سے علم الٰہی میں متعین تھے۔

قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِیْ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

(الفرقان:۶)

"کہہ دو کہ اس نے اس کو اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کے اسرار کو جانتا ہے"۔

اور کیوں نہ ہو، جبکہ یہ کتاب رب کائنات کی فیض رسانیوں کا نتیجہ ہے اور اس کو اگر علیم وخبیر خدا نے اتارا ہے تو ضروری ہے کہ اس کی ترتیب کے دونوں نقشے، یعنی ترتیب نزول اور ترتیب جمع، علم الٰہی کی حد تک پہلے سے متعین اور مقدر رہے ہوں گے۔

۲۔ پھر جب اس کتاب کے بارے میں اس علم الٰہی نے لوح محفوظ کی شکل اختیار کی جس کو علم الٰہی کی تجلی اعظم کہنا چاہیے تو اس وقت بھی، ترتیب کے یہ دونوں نہج معین رہے ہوں گے، کیونکہ اس میں تغیرات عالم سے متعلق تمام تفصیلات پہلے سے درج ہیں، تجلی کی اس صورت کا ذکر قرآن نے خصوصیت سے کیا ہے:

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِیْدٌ، فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ○ (البروج:۲۱-۲۲)

www.abulhasanalinadwi.org

"بلکہ یہ کتاب قرآن عظیم ہے اور لوح محفوظ میں ارتسام پذیر ہے"۔

لوح محفوظ کا دوسرا نام الکتاب ہے، یہ علوم و معارف کا کس درجہ احاطہ کیے ہوئے ہے، اس کی وضاحت بھی قرآن ہی نے کی ہے:

وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم مَّا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ (الانعام:۳۸)

"اور زمین میں جو چلنے پھرنے والا حیوان یا دو پروں پر اڑنے والا جانور ہے وہ سب تم لوگوں کی طرح مخلوق ہیں، ہم نے کتاب میں لکھنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کی۔"

حقائق و معلومات کے اسی دفتر کو قرآن میں ام الکتاب کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے:

يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِندَهُ أُمُّ الْكِتَابِ (الرعد:۳۹)

"خدا جن باتوں کو مٹا دینا چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جن کو قائم رکھنا چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اس کے پاس اصل کتاب ہے۔"

رسول اللہ ﷺ قرآن کریم کو حفظ کرانے کے علاوہ لکھوانے کا پورا اہتمام رکھتے تھے، حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جب قرآن کریم کا کوئی حصہ نازل ہوتا تو آپ کاتب وحی کو یہ ہدایت فرمادیتے تھے کہ اسے فلاں سورۃ میں فلاں فلاں آیات کے بعد لکھا جائے۔

دور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بڑی تعداد نے قرآن مجید کی حفاظت کا اہتمام وانصرام حفظ و کتابت دونوں طرح سے کرلیا تھا، حفاظ قرآن کی تعداد دس ہزار کے لگ بھگ تھی اور ایسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد جن کے پاس قرآن مکتوب شکل میں موجود تھا، بقول شارح بخاری حافظ بدرالدین عینیؒ "ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا"۔

کتابت وحی کے لیے اس زمانے میں پائی جانے والی مضبوط، محفوظ اور پائیدار چیزوں کا انتخاب کیا گیا، مثلاً رقاع، چمڑا، لیف، پتھر کی سفید پتلی پتلی تختیاں، کتف، اونٹ کے شانہ کی ہڈی، عسیب، کھجور کی چھال، ادیم، باریک ملائم چمڑا، اقتاب اونٹ کے کجاوہ کے چوڑے چوڑے

www.abulhasanalinadwi.org

ٹکڑے تاکہ تحریر ماہ وسال کی آمد ورفت کے اثرات سے عرصہ دراز تک محفوظ ومامون رہ سکے، آپ علیہ السلام نے اپنی حیات مبارکہ میں قرآن مجید کو حفظ بھی کروادیا تھا اور لکھوا بھی دیا تھا، حفاظ کرام کے سینوں میں قرآن مجید لوح محفوظ کی طرح رکھا ہوا تھا، لیکن کسی ایک جلد میں جمع نہیں تھا، بلکہ مختلف چیزوں پر تحریر شدہ تھا اور مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تحویل میں تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسلیمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں (۷۰۰) سات سو حفاظ کرام نے جام شہادت نوش فرمایا، وقت کی پکار، حالات کا تقاضہ اور آنے والے خطرات کو محسوس کرتے ہوئے حضرت عمرؓ کی دل کی بے کلی میں اضافہ ہوگیا اور آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو فوری طور پر قرآن مجید کو باقاعدہ کتاب کی شکل میں جمع کرنے کا مشورہ دیا کیوں کہ ابھی تک قرآن مجید حفاظ کرام کے سینوں ہی میں مرتبہ شکل میں محفوظ تھا، حضرت ابوبکرؓ نے آپ کی رائے کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے مصدقہ شہادتوں کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سن کر لکھے ہوئے قرآن، نوشتوں کی مدد سے اس کلام الٰہی کے مختلف حصوں کو جو عربی زبان کے قریشی لہجوں میں جس میں حضور ﷺ پر نازل ہوا تھا، بڑی جانفشانی اور عرق ریزی کے بعد قرطاس پر قلم بند کیا اور یہ ''مصحف'' کے نام سے موسوم ہوا اور اس کو حضرات صحابہؓ نے نقل کرکے بہت سے نسخے تیار کرلیے اور چونکہ صحابہ کرام مختلف قبائل کے تھے جن کے نطق ولہجے مختلف تھے جن میں وہ قرآن مجید پڑھتے تھے اور قرآن مجید کے لیے سبعۃ احرف کے عنوان سے ان مختلف لہجات کی اجازت تھی، اس لیے دیر سویر قرآن مجید کے لہجہ کے فرق کے لحاظ سے مختلف نسخے وحدت نہ ہونے کا شبہ پیدا کرسکتے تھے چنانچہ جب خلافت عثمانی میں اسلام کا رقبہ وسیع ہوجانے کی صورت میں اس خیال سے کہ مختلف ملکوں میں نئے نئے مسلمان ہونے والوں میں یہ جائز فرق کسی نامناسب اختلاف وفرق کا ذریعہ نہ بن جائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے بچانے کا فوری بندوبست کیا، ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس قاصد بھیج کر وہ اصل مصحف منگوایا اور اس کی نقلیں کرنے کے لیے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن العاص، عبدالرحمان بن حارث، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

عنہم کو مامور کیا، جنہوں نے اصل لہجہ، یعنی قریش والے لہجہ اور اصل خط، خط کوفی میں قرآن پاک کا یہ بنیادی نسخہ عام کردیا، یہ منضبط کردہ نسخہ قرآن مجید اصل نسخہ نسخہ صدیقی کے عین مطابق تھا اور دور رسالت کے وقت ہی سے تصدیق شدہ تھا، اس طرح قرآن مجید کی صحت کے بارے میں کسی فرق واختلاف کے دل ودماغ میں راہ پانے کی گنجائش باقی نہ رہی، پھر اسی کے مطابق نقلیں تیار کرکے عالم عربی کے مرکزی مقامات مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، کوفہ، شام، بصرہ، یمن اور مدین ارسال کردی گئیں تاکہ احتیاط کی خاطر لوگ مختلف لہجوں کے بجائے اصل لہجہ کے مطابق ہی تلاوت کریں اور ہر مصحف کے ساتھ ایک عربی لب ولہجہ سے واقف قاری بھی بھیجا گیا، تاکہ اختلاف قرأت کی قطعاً گنجائش نہ رہے، ان مصاحف میں سے ایک مصحف حضرت عثمانؓ نے اپنے پاس رکھ لیا، جسے مصحف عثمانی کہتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس اہم کام کی انجام دہی پر جامع القرآن کہا جاتا ہے، یعنی امت مسلمہ کو ایک قرأت پر جمع کرنے والا، جہاں تک قرآن کو فقط جمع کرنے کا کام ہے وہ تو غیر مرتب شکل میں عہد رسالت اور مرتب شکل میں عہد صدیقی میں انجام پاچکا تھا۔

حضرت عثمانؓ کے اس کارنامے کو پوری امت نے بہ نظر استحسان دیکھا اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کام میں ان کی تائید اور حمایت فرمائی، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عثمانؓ کے بارے میں کوئی بات ان کی بھلائی کے سوا نہ کہو۔ کیونکہ اللہ کی قسم انہوں نے مصاحف کے معاملہ میں جو کام کیا وہ ہم سب کی موجودگی میں مشورے سے کیا۔

قرآن کریم کے یہ نسخے اس وقت تک نقطوں اور زیر زبر پیش سے خالی تھے اس کی وجہ سے اہل عجم کو ان کی تلاوت میں دشواری ہوتی تھی، چنانچہ جب اسلام عجمی ممالک میں اور زیادہ پھیلا تو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس میں نقطوں اور حرکات کا اضافہ کیا جائے تاکہ جو عرب نہیں ہیں وہ لوگ بھی آسانی سے اس کی تلاوت کرسکیں، لہٰذا اس مقصد کے لیے ضروری اقدامات کردیئے گئے۔

ان قدیم مصاحف عثمانی میں سے دو مصحف ابھی تک سلامت اور محفوظ ہیں، ایک

www.abulhasanalinadwi.org

تاشقند میں اور دوسرا استنبول میں ہے، اور اللہ کی قدرت کی نشانی اور اہل بصیرت کے لیے حیرت واستعجاب کا موجب بنے ہوئے ہیں، قرآن مجید کے موجودہ نسخے ہر جگہ بعینہٖ مصحف عثمانی کے مطابق ہیں، اس طرح قرآن مجید ہمارے پاس من وعن کسی تحریف، ترمیم، تنسیخ اور ادنیٰ تغیر وتبدل اور سرمو تفاوت کے بغیر، اللہ کی قدرت، طاقت اور فضل سے بالکل اصلی حالت میں ہمارے پاس موجود ہے، قرآن پاک کی یہ معجزانہ حفاظت، اس کے کلام الٰہی ہونے کی ایسی دلیل ہے جو کبھی رد نہیں ہوسکتی، اور اس کے بموجب خود قرآن کریم کی یہ صراحت عملی طور پر صحیح ثابت ہوجاتی ہے۔

وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ، لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ [حم السجدہ:۴۱-۴۲]

"قرآن میں نہ سامنے سے باطل کے گھسنے کی گنجائش ہے، نہ پیچھے سے۔"

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ٥ [الحجر:۹]

"بے شک یہ کتاب (نصیحت) ہم ہی نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں"۔

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ [القیامہ:۱۷]

"اس قرآن کا جمع کرنا اور پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے"۔ (۱)

---

(۱) کتابت وحی اور جمع وتدوین قرآن کے سلسلہ میں ملاحظہ کریں: الاتقان فی علوم القرآن، از: سیوطی، البرہان فی علوم القرآن از: زرکشی، مناہل العرفان فی علوم القرآن از: زرقانی، تاریخ القرآن از: محمد طاہر کردی، مباحث فی علوم القرآن۔ از: مناع قطان اور علوم القرآن۔ از: ڈاکٹر صبحی صالح

www.abulhasanalinadwi.org

چھٹا باب

فضائل قرآن

قرآن مجید کی بنیادی صفت یہ ہے کہ وہ شک سے پاک اور ہدایت کا ذریعہ ہے اس حقیقت کو قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ [البقرہ:۲]

"یہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں شک کی گنجائش نہیں، پرہیزگاروں کے لیے یہ ذریعہ ہدایت ہے۔"

اس سے بڑھ کر اس کی کیا فضیلت ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو موعظت، شفاء، ہدایت، خیر، رحمت اور اپنا فضل قرار دیا ہے، ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝

[سورہ یونس:۵۷-۵۸]

"لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور ان بیماریوں کی جو سینوں میں چھپی ہوئی ہیں شفاء آچکی ہے اور ایمان والوں کے لیے وہ ہدایت اور رحمت ہے اے نبیؐ کہہ دیجئے کہ یہ قرآن اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کی وجہ سے ہے پس اس سے انہیں خوش ہونا چاہئے وہ مال سے بہتر ہے جو جمع کرتے ہیں وہ۔"

www.abulhasanalinadwi.org

اس کے بے شمار فضائل میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ یہ تمام جہانوں کے لیے ذکر اور نصیحت ہے۔

"إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ" (ص:۸۷)

''یہ قرآن تو تمام جہانوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔''

یہ قرآن آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے لیے بڑے شرف کی چیز ہے۔

وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ٥ [زخرف:۴۴]

''یقیناً یہ قرآن آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی قوم کے لیے بڑے شرف کی چیز ہے اور عنقریب تم سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

قرآن مجید کی یہ بڑی فضیلت ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے، سراسر حق ہے، لوگوں کو حق کی دعوت دیتا ہے اور اس کی تمام باتیں حق وصداقت پر مبنی ہیں، ارشاد ہے:

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصاً لَّهُ الدِّينَ

[الزمر:۲]

''اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ہم نے آپ ﷺ کی طرف حق کے ساتھ کتاب (قرآن) نازل کی، سو آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت خالص اسی کی اطاعت کرتے ہوئے کریں۔''

قرآن مجید کی حفاظت کی تمام ذمہ داری بھی اللہ نے خود اپنے اوپر لی ہے، فرمایا:

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ، فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ، ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ [القیمۃ:۱۷-۱۹]

''بلاشبہ اس کے جمع کرنے اور پڑھانے کے ذمہ دار ہم خود ہیں، سو جب ہم اس کو (جبرئیل کے ذریعہ) پڑھیں تو اس کے بعد آپ بھی قرأت کریں، پھر اس کی وضاحت کرنا، سمجھانا بھی ہمارے ذمہ ہے۔''

فضائل قرآن میں سے ایک بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے معانی ومطالب کے

www.abulhasanalinadwi.org

اعتبار سے نہایت آسان ہے اور الفاظ و انداز کے لحاظ سے بھی اس میں بڑی آسانی پائی جاتی ہے، اس کے سمجھنے اور یاد کرنے میں کوئی دقت حائل نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ دنیا میں کروڑوں کی تعداد میں اس کے حافظ اور بے شمار اس کے مطالب بیان کرنے والے ہیں، اور یہ چیز اس کے عظیم فضل و کمال پر دلالت کرتی ہے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القمر: ۱۷، ۲۲، ۳۲)

''ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے، کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟''

قرآن کی فضیلت کا اظہار اس حقیقت سے بھی ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو ایسی فکری اور عملی راہ پر گامزن کرتا ہے، جو ہر اعتبار سے سیدھی اور استوار ہے۔

إِنَّ هَـٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْراً كَبِيراً ۝ [بنی اسرائیل: ۹]

''بلاشبہ یہ قرآن اس راہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے، جو سب سے زیادہ سیدھی راہ ہے اور ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے رہتے ہیں بشارت دیتا ہے، کہ انہیں بڑا اجر ملنے والا ہے۔''

تین امور میں مشغول رہنا قرآن کی رو سے سب سے بڑی عبادت ہے: ایک تلاوت قرآن، دوسرے اقامت صلوٰۃ اور تیسرے انفاق۔

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرّاً وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ ۝ [الفاطر: ۲۹]

''جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے کھلے اور چھپے خرچ کرتے ہیں یقیناً وہ ایسی تجارت کے متوقع ہیں جس میں ہرگز خسارہ نہیں ہوگا۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''خیر کم من تعلم القرآن وعلمه''. (بخاری)
(تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن کی تعلیم حاصل کرے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دے۔

www.abulhasanalinadwi.org

دیگر آسمانی کتابوں کے درمیان قرآن مجید کا مقام

قرآن مجید سے پہلے بھی آسمانی کتابیں اس دنیا میں موجود تھی، لیکن قرآن مجید کے علاوہ کوئی بھی آسمانی کتاب اپنی اصل حقیقت پر باقی نہیں رہی، بلکہ اس کے نص اور لفظ میں تبدیلی اور تحریف کی جاچکی تھی، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی کتاب توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد لکھی گئی اور ان کی وفات کے بعد اس میں مزید کئی ابواب بھی حضرت موسی علیہ السلام سے پہلے اور بعد کے زمانہ کے متعلق پیشنگوئیوں کے بڑھائے گئے، اس میں مزید اضافات کیئے جاتے رہے، پھر اس کے ترجمے بھی متعدد اور ایک دوسرے سے فرق رکھنے والے ہوئے۔

انجیل کا بھی یہی حال ہے کہ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے شاگردوں نے مرتب کیا ہے، اور اس میں اپنی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے واقعات اور ان کے اقوال کو بھی شامل کیا گیا ہے، اس طرح انجیل بھی اللہ رب العالمین کے الفاظ اور کلمات کے ساتھ باقی نہیں رہی، حتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اقوال وارشادات کے متعلق بھی یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ ہیں، بلکہ روایتوں میں شدید تضاد ہے، اس لئے اناجیل اربعہ کی کتابت اور روایت میں بڑا تفاوت پایا جاتا ہے، عیسائی اور یہودی اس میں کوئی حرج بھی محسوس نہیں کرتے، اس لئے کہ قرآن مجید سے پہلے کلام الٰہی کو لفظاً ومعنیً محفوظ کرنے کا تصور نہ تھا، یہی حال دوسری دینی آسمانی کتابوں کا ہے۔

البتہ قرآن مجید جو سیدنا محمد بن عبداللہ ﷺ پر نازل ہوا، اس کے سلسلہ میں خود آپ ﷺ پر پابندی تھی کہ اپنی طرف سے اس میں ایک حرف کا بھی حذف واضافہ نہیں کرسکتے، حتی کہ آپ ﷺ کو اس کا بھی اختیار نہیں تھا کہ اس میں کسی لفظ کے بجائے کوئی دوسرا ہم معنی لفظ کا اضافہ کرسکیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام کو حضرت جبرئیل کو وحی کرتا اور وہ محمد ﷺ کو آکر بتاتے اور پھر محمد ﷺ حضرت جبرئیل کے بتائے ہوئے الفاظ وکلمات کے ساتھ لوگوں کو سناتے، آپ ﷺ کو تاکید تھی کی قرآن کریم کی تلاوت میں عجلت سے کام نہ لیں، بلکہ پہلے کلام الٰہی کو اس کے لفظ ومعنی کے ساتھ اچھی طرح ذہن نشیں کرلیں، پھر لوگوں کو سنائیں، اس کا مقصد یہ تھا کہ کلام الٰہی اپنے الفاظ کے

ساتھ جس طرح آپ کے دل ودماغ میں جاگزیں ہوتا جارہا ہے اسی طرح اس کے معانی ومطالب جاگزیں اور راسخ ہوجائیں۔

آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی جیسے جیسے قرآن کا نزول ہوتا ضبط تحریر میں لے آیا جاتا، اس کے لئے کاتبین وحی بھی متعین تھے، مزید آپ ﷺ قرآنی آیات کا سال میں ایک مرتبہ اعادہ بھی کرتے، بذریعہ وحی آپ ﷺ کو ہر سورت کی آیات کے متعلق ہدایت دی جاتی کہ اس کی جگہ فلاں فلاں ہے، حتی کہ آیات اور سورتوں کی ترتیب میں بھی آپ ﷺ کو ذرا بھی دخل نہیں تھا بلکہ جیسا حکم الٰہی ہوتا ویسا ہی کرتے۔

اس طرح قرآن مجید کی حفاظت کی گئی، اور غایت احتیاط کے ساتھ قرآن مجید کو ایک مصحف میں مدون وجمع کردیا گیا جو آج پوری دنیا کے مسلمانوں میں متداول ہے، اس میں نہ تو ایک لفظ کا اضافہ ہوا ہے اور نہ ہی کمی، بلکہ قرآنی آیات اور سورتوں کی ترتیب میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور اس کی فضیلت اور تقدس ویسا ہی باقی ہے جیسا کہ نزول قرآن کے وقت تھا اور قیامت تک باقی رہے گا۔

قرآن حکیم دشمنوں کی نظر میں

مسٹر کونٹ نے قرآن کے متعلق اپنے تاثرات ان الفاظ میں ظاہر کئے ہیں:

> ''عقل حیران ہے کہ اس قسم کا کلام ایسے شخص کی زبان سے کیونکر ادا ہوا جو بالکل امی تھا، تمام مشرق نے اقرار کرلیا ہے کہ نوع انسانی لفظاً ومعناً ہر لحاظ سے اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے، یہ وہی کلام ہے جس کی بلند انشاپردازی نے عمر بن خطاب کو مطمئن کردیا، ان کو خدا کا معترف ہونا پڑا، یہ وہی کلام ہے کہ جب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کے متعلق اس کے جملے جعفر بن ابی طالب نے حبشہ کے دربار میں پڑھے تو اس کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہوگئے اور بشپ چلا اٹھا کہ یہ کلام اسی سرچشمہ سے نکلا ہے جس سے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام نکلا تھا''۔(۱)

---

(۱) شہادۃ الاقوام، ص:۱۴

www.abulhasanalinadwi.org

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ۱۶، ص: ۵۹۹ میں ہے:

''قرآن کے مختلف حصص کے مطالب ایک دوسرے سے بالکل متفاوت ہیں، بہت سی آیات دینی واخلاقی خیالات پر مشتمل ہیں، مظاہر قدرت، تاریخ الہامات انبیاء کے ذریعہ اس میں خدا کی عظمت، مہربانی اور صداقت کی یاددلائی گئی ہے بالخصوص حضرت محمد (ﷺ) کے واسطے سے خدا کو واحد اور قادر مطلق ظاہر کیا گیا ہے، بت پرستی اور مخلوق پرستی کو بلالحاظ ناجائز قرار دیا گیا ہے قرآن کی بہ نسبت یہ بالکل بجا کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا بھر کی موجودہ کتابوں میں سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے''۔

انگلستان کے نامور مورخ ڈاکٹر گبن اپنی مشہور تصنیف کی جلد ۵ باب ۵ میں لکھتے ہیں:

''قرآن کی نسبت بحر اٹلانٹک سے لے کر دریائے گنگا تک نے مان لیا ہے کہ یہ پارلیمنٹ کی روح ہے، قانون اساسی ہے، اور صرف اصول مذہب ہی کے لیے نہیں، بلکہ احکام تعزیرات کے لیے اور ان قوانین کے لیے بھی ہے جن پر نظام کا مدار ہے، جس سے نوع انسانی کی زندگی وابستہ ہے، جن کو حیات انسانی کی ترتیب و تنسیق سے گہرا تعلق ہے، حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد (ﷺ) کی شریعت سب پر حاوی ہے، یہ شریعت ایسے دانشمندانہ اصول اور اس قسم کے قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے کہ سارے جہاں میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی''۔

قرآن کتب سابقہ کا محافظ اور وحی وتنزیل کی آخری ارتقائی کڑی ہے

قرآن حکیم کا کتب سابقہ سے متعلق بالخصوص اور گزشتہ انبیاء ورسل کے بارے میں بالعموم کیا موقف ہے، اس کو ہم وضاحت وتفصیل کی غرض سے تین نکات کی شکل میں بیان کرسکتے ہیں۔

اس سلسلے کی پہلی بات یہ ہے کہ قرآن حکیم اس چیز کو تسلیم نہیں کرتا کہ وقت وزماں

www.abulhasanalinadwi.org

کے فاصلے یا مختلف قوموں کے اختلافات، سچائی اور صداقت کا روپ بدل سکتے ہیں۔ صداقت بہر حال ایک ہے، نا قابل تقسیم اور عالم گیر ہے، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ یہ مانی ہوئی اور مسلم حقیقت ہے جو ہر دور میں احترام و تسلیم کی سزاوار ہے۔

انہی عالم گیر اور ہمہ گیر صداقتوں اور سچائیوں کو پھیلانے اور فروغ دینے کے لیے مختلف قوموں میں انبیاء مبعوث ہوئے۔ ایک مسلمان کے لیے اسلام کو اپنے لیے مشعل راہ قرار دینے کے علاوہ اللہ کے سب فرستادوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے، جنہوں نے وقتاً فوقتاً سچائیوں کے اس قافلے کو آگے بڑھانے کی کوشش کی۔

قرآن حکیم نے اپنے اوراق وصفحات میں ان تمام سچائیوں کو سمولیا ہے اور ان پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

چنانچہ وہ بار بار اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ تم وحی و رسالت کے اس تسلسل کو تسلیم کرو جو آدم سے شروع ہو کر آنحضرت کی ذات گرامی پر اختتام پذیر ہوا اور بغیر کسی تفریق و امتیاز کے تمام انبیاء پر ایمان لاؤ۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ آمِنُواْ بِاللّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِىْ نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِىَ أَنزَلَ مِن قَبْلُ. (النساء:۱۳۶)

"اے ایمان والو! ایمان رکھو اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر بھی، جو پہلے اتاری"۔

قُولُواْ آمَنَّا بِاللّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالأسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ٥(البقرہ:۱۳۶)

"یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پیغام پر جو ہماری طرف اترا اور جو ابراہیم، اسحٰق، یعقوب اور ان کی اولاد پر اتارا گیا اور اس پر بھی ایمان لائے جو موسیٰ، عیسیٰ اور تمام انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے عطا کیا گیا۔ ہم

www.abulhasanalinadwi.org

ایمان لانے میں ان میں سے کسی کے بارے میں فرق نہیں کرتے ہم تو اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے والے ہیں۔"

انبیائے سابقین اور گزشتہ ہمہ گیر سچائیوں کو اپنی آغوش میں سمو لینے کے اس عمل کو قرآن حکیم نے "مہیمنہ" کے نام سے پکارا ہے اور یہ اس سلسلے کا دوسرا اہم نکتہ ہے۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِناً عَلَيْهِ (المائدہ:۴۸)

"اور ہم نے تمہاری طرف کتاب برحق اتاری جو اگلی کتابوں کی تصدیق پر مشتمل ہے اور ان پر "مہیمن" کی حیثیت رکھتی ہے"۔

"مہیمن" اللہ تعالیٰ کی بھی صفت ہے۔

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ (حشر:۲۳)

"وہی ذات گرامی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ پادشاہ اور سلامتی وامن عطا کرنے والا قدوس اور مہیمن ہے۔"

لفظ "مہیمنہ" یا "مہیمن" کے ٹھیک معنی کیا ہیں۔ اس کی وضاحت کے لیے اردو میں کوئی ایک لفظ کافی نہیں۔

تمام مدلولات پر غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ قرآن حکیم سابقہ تعلیمات کے بارے میں جب مہیمن کا موقف اختیار کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ قرآن حکیم نے ایک شاہد وامین کی حیثیت سے نہ صرف سابقہ تعلیمات کی روح کو محفوظ رکھا ہے، بلکہ مہیمن کی حیثیت سے اس بات کی نگرانی بھی کی ہے کہ کہاں کہاں اس روح کو بدلا گیا ہے، کہاں کہاں فکر وعقیدہ اور مسائل میں تحریف وتغیر سے کام لیا گیا ہے، اور کن کن مقامات میں حقائق دینی کے فہم وعمل میں گزشتہ قوموں میں لغزش وخطا کا صدور ہوا ہے۔(۱)

---

(۱) مطالعہ قرآن از: مولانا محمد حنیف ندوی، ص:۳۱-۳۳

www.abulhasanalinadwi.org

کلام ربانی اور عربی زبان

کوئی بھی کلام جو انسان استعمال کرتا ہے، اس کے تین پہلو ہوتے ہیں ایک تو وہ اصل بات جو دوسرے تک پہونچانا ہے، دوسرے اس کی ظاہری شکل جس میں وہ پیش کی جارہی ہے، تیسرے پیش کرنے کا انداز وطریقہ اظہار۔ ان تینوں کی رعایت کرنے سے بات مناسب طور پر ادا ہوتی ہے اور اسی کے مطابق تاثیر پیدا ہوتی ہے، کسی بھی کلام کا مقصد کبھی بات سے صرف واقف کرانا ہوتا ہے، اور کبھی صرف واقف کرانا نہیں ہوتا بلکہ اس کے ذریعہ دل و ماغ کو کوئی رخ دینا ہوتا ہے، جہاں تک بات سے واقف کرانے کا تعلق ہے، تو وہ عام صلاحیت کا کام ہے جو زبان سے ہر واقف شخص کی استطاعت میں ہوتا ہے، لیکن دل ودماغ کو کوئی رخ دینا ہو تو وہ اس مقصد کے لحاظ سے جو مناسب الفاظ ہوں ان کو اختیار کرتے ہوئے ان کی مناسب ترتیب وتنسیق کرنے سے ہوتا ہے، صاحب کلام ان باتوں کا جتنا لحاظ کر سکے گا اسی لحاظ سے اس کو بہتر طریقہ سے انجام دے سکے گا۔

قرآن مجید رب العالمین خالق کائنات ومخلوقات کا کلام ہے، وہ ان کا صرف خالق ہی نہیں، بلکہ وہ ان کی صلاحیتوں کا بھی پیدا کرنے والا ہے، اس کے اس کلام میں بات سے صرف واقف کرانا نہیں، بلکہ مخاطبین کے قلب ودماغ کو ان کے وجود کے مقصد اور ان کے صلاح وفلاح کی بات سمجھانا ہے۔ مخاطبین کے سمجھنے کی صلاحیت اور ان کے قلب ودماغ کی کیفیت اسی خالق کائنات کے بنائی ہوئی ہے، اس کے علاوہ اور کون ان کی مقدار فہم وادرک اور قبول کرنے کی صلاحیت کو جان سکتا ہے، وہ یہ بھی بخوبی جانتا ہے کہ کسی ایک انسان کی صلاحیتوں کی مقدار دوسرے انسان کی صلاحیتوں سے کیا فرق رکھتی ہے، اور اس فرق کا کیا

www.abulhasanalinadwi.org

لحاظ ہونا چاہیے اور ان کے فائدہ کا جو تقاضہ ہوسکتا ہے، یہ سب خالق کائنات کے علاوہ کون جان سکتا ہے، لہٰذا قرآن مجید میں جو کلام اختیار کیا گیا وہ ان رعایتوں کے لحاظ سے جو بہتر سے بہتر صورت ہوسکتی ہے، قرآن مجید اس پر مشتمل ہے، معمولی صلاحیت کے انسان کیلئے کیا مضمون ہوسکتا ہے، اور ذہین وحساس انسان کے لئے کس طرح کا مضمون مناسب ہے، یہ وہ خوبی ہے جس نے قرآن مجید کو معجزہ بنادیا ہے جو انسان کے بس سے باہر ہے قرآن مجید کی اس خوبی اور مقصد براری میں اس کی کامیابی کے نئے نئے پہلو گذشتہ چودہ سو سال کی تاریخ میں برابر اہل علم واہل تحقیق کے سامنے آتے رہے ہیں، اور آج جب کہ چودہ سو سال گذر گئے ہیں، نئے نئے پہلوؤں کا انکشاف جاری ہے۔

ہر کلام کا ایک باطن ہوتا ہے اور کلام کی غرض اصلی اسی میں ہوتی ہے، جس کو واضح کرنے کے لئے اس کے مفہوم کو ادا کرنے والے الفاظ اختیار کئے جاتے ہیں، جن کو انسان اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق استعمال کرتا ہے، ظاہر کی حیثیت اس کے لباس کی ہے، اور باطن اس کے اندر پوشیدہ ہوتا ہے، ظاہر ہی کو دیکھ کر اس کا باطن سمجھا جاتا ہے، اور مخلوقات کا باطن خاص طور سے انسانوں کا باطن بڑا متنوع، عمیق ودقیق رکھا گیا ہے

انسانی باطن کی بہت سی باریکیاں ایسی ہیں کہ ان کو انسانی کوشش سے عبارت کی ظاہری شکل میں ادا کرنا نہایت دشوار ہوتا ہے، خاص طور پر احساسات کا اظہار، جن میں کبر ونخوت، تواضع وکسر نفسی، بلند ہمتی، خود اعتمادی، عجلت پسندی، احساس برتری، احساس کمتری، قوت عمل، پست ہمتی، فخر، خود بینی، عجب، ریا، غیبی مدد اور سہارے کی طلب، ناگواری، خوش دلی، رنج وفکر کی بعض حالتیں، رشک وحسد، محبت ونفرت، خیال آفرینی، اور پسندیدگی وناپسندیدگی، یہ ایسی متنوع کیفیات ہیں جن کو انسان ان کے مطابق پوری طرح ظاہر کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا اور ان کیفیات کو اگر عبارت کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ ظاہر کیا جاسکے تو ہر قاری یا سامع اس کو پوری طرح سمجھ نہیں سکتا، لیکن خالق انس وجن جو کہ ان سب کا خالق ہے، ان ساری خوبیوں کو جانتا ہے اور قاری وسامع کی سمجھنے کی صلاحیتوں کو بھی پوری طرح جانتا ہے، لہٰذا انسان کو مخاطب کرنے میں

www.abulhasanalinadwi.org

ان کی جو رعایت فرمائی اس کی کوئی دوسری مثال نہیں ہوسکتی، اس طرح اس کا کلام انقلاب آفریں اور اعلیٰ درجہ کی تاثیر رکھتا ہے اور چونکہ انسانی مخلوق کے پیدا کئے جانے کا مقصد ہی نہایت اعلیٰ رکھا گیا ہے، اس مقصد کے لحاظ سے انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے، لہٰذا کلام الٰہی کلام کی تمام مؤثر باریکیوں پر مشتمل ہے، ان کی ادائیگی میں جو رعایتیں کی گئی ہیں، سب کو سمجھ لینا بھی انسان کے بس میں نہیں ہے، پروردگار عالم نے اس کا لحاظ رکھا ہے کہ مخاطبین کو ان کی سمجھ کے مطابق ان تک بات پہونچ جائے اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم کو معلوم نہیں ہوا۔

قرآن مجید کے براہ راست مخاطب عرب اور عربی سے واقف حضرات تھے، اور وہ مؤثر کلام سے اثر لینے اور کلام عربی کے سمجھنے کا اعلیٰ ذوق رکھنے والے اور کلام کی باریکیاں بڑی حد تک سمجھنے والے تھے، اس کی بنا پر انہوں نے کلام الٰہی سے حسب ضرورت خوب فائدہ اٹھایا، اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے، اور ان پر یہ جو ذمہ داری ڈالی گئی کہ وہ دوسروں تک اس کو پہنچائیں، چنانچہ یہ کام بھی بہت اچھی طرح انجام پایا، اور جو حضرات کلام عربی کا اچھا ذوق و صلاحیت رکھتے ہیں، وہ قرآن مجید کے کلام سے اس قدر متاثر ہوتے ہیں، کہ اس کی مثال کسی دوسری جگہ نہیں ملتی۔ وہ قرآن مجید کے لفظ لفظ میں پوشیدہ خوبیوں کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں، اور یہ کہتے ہیں کہ یہ انسانی کلام نہیں ہوسکتا، یہ یقیناً الٰہی کلام ہے، اور وہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اور اس کا حق ادا کرتے ہیں لیکن جو لوگ علمی شغف رکھتے ہیں اور کلام کی باریکیوں اور خوبیوں کے ادراک میں عام انسانوں سے بڑھے ہوئے ہیں، وہ دوسروں کے مقابلہ میں اس بات کی زیادہ واقفیت رکھتے ہیں کہ قرآنی کلام خوبیوں کے لحاظ سے انتہائی مؤثر اور متنوع خوبیوں کا ہے، بلکہ اس کا لفظ لفظ اور اس کا ہر پہلو معجزہ کی حیثیت رکھتا ہے، اور انسان ضروری حد تک اس کو سمجھنے اور حسب ضرورت فائدہ اٹھانے کے دائرے میں ہے، اور یہ کہ کوئی انسان اس کے مطابق کلام نہیں پیش کرسکتا، اگر سارے لوگ جمع ہوجائیں اور قرآن مجید جیسا کلام اور جیسی آیات پیش کرنے کی کوشش کریں تو وہ عاجز ہی رہیں گے، گذشتہ تاریخ میں بعض لوگوں نے اس کی ناکام کوششیں کی، اور سب نے محسوس کرلیا یہ ان کا گڑھا ہوا ہے، اس بات کو اللہ تعالیٰ

www.abulhasanalinadwi.org

نے صاف صاف فرما بھی دیا ہے۔

قُل لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡإِنسُ وَالۡجِنُّ عَلَى أَن يَأۡتُواْ بِمِثۡلِ هَـٰذَا الۡقُرۡآنِ لَا يَأۡتُونَ بِمِثۡلِهِ وَلَوۡ كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِيرًا۝

[اسراء:۸۸]

''آپ کہہ دیجئے کہ اگر [کل] انسان وجنات اسی بات کے لئے جمع ہوجائیں کہ اس قرآن کا سا [قرآن] لے آئیں [جب بھی] اس کا سا نہ لاسکیں گے خواہ ایک دوسرے کے مددگار ہی بن جائیں۔''

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کی صلاح و بہبود اور فلاح اخروی کی رہنمائی کے لئے نازل کی گئی آخری کتاب قرآن مجید رضائے الٰہی کے حصول کی راہ کے لئے ایسی مشعل ہدایت کتاب ہے کہ اس کی روشنی سے انسانوں کو کوئی استغناء نہیں اور جو بھی اس سے استغنا برتتا ہے وہ حقیقی اور دائمی کامیابی سے محروم ہوجاتا ہے، مزید یہ کہ وہ کلام الٰہی ہونے کی بنا پر مقدس کلام اور آسمانی مقام اور بلند وبالا مرتبہ رکھتا ہے، اسی لیے اس کی صرف تلاوت بھی عبادت کا درجہ رکھتی ہے اور رضائے الٰہی کا ذریعہ بنتی ہے اور اس کے مضامین اور مطالب دنیاوی زندگی میں صلاح اور آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں اور وہ اپنی اعلیٰ صفات اور خصوصیات کی بنا پر حقائق واسرار کا گنجینہ ہے جس کے متنوع پہلو اور اسرار برابر کھلتے رہتے ہیں اور اس کے نئے نئے فوائد سامنے آتے رہتے ہیں۔ اس کی طرف اشارہ کے طور پر خود قرآن مجید میں کہیں اس کو ''نور'' یعنی اعلیٰ روشنی، کہیں اس کو ''المبین'' یعنی بات کو واضح کرنے والا، کہیں اس کو ''حکیم'' یعنی حکمت ودانائی والا کلام، کہیں اس کو ''عربی'' یعنی فصاحت وبلاغت کا کلام، کہیں پر اس کو ''ذکریٰ'' یعنی یاد دلانے والا کلام، کہیں اس کو ''ہدیٰ'' یعنی رہنمائی کرنے والا، کہیں اس کو ''فرقان'' یعنی اچھے اور برے کا فرق بتانے والا، کہیں اس کو ''رحمت'' یعنی اپنے ماننے والوں کے لیے خیر اور رحمت کا باعث بننے والا کلام، کہیں اس کو ''شفاء'' یعنی باطنی خرابیوں سے نکالنے والا کلام، کہیں اس کو ''ضیاء'' یعنی روشنی والا کلام، کہیں اس کو ''مبارک''

www.abulhasanalinadwi.org

یعنی برکت عطا کرنے والا کلام، کہیں اس کو ''عزیز'' یعنی مضبوط اور غالب کلام، کہیں اس کو ''کریم'' یعنی عزت دلانے والا کلام، کہیں اس کو ''علی'' یعنی بلند مقام والا کلام، اور کہیں اس کو ''ام الکتاب'' کا جز یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پوری کائنات اور مخلوقات کے لیے طے کردہ ارادوں اور رایوں کے دفتر کا خصوصی حصہ قرار دیا گیا ہے، اس طریقہ سے قرآن مجید ایسی کتاب کی حیثیت رکھتا ہے کہ جس کی متنوع صفات اور خصوصیات اور انسانی فلاح وصلاح کی ضرورت کے لیے اس سے زیادہ کارگر کوئی کتاب نہیں ہے۔

انسانوں کو انسان کے مزاجی تنوع اور نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے سمجھاتا اور رہنمائی کرتا ہے، اور اس سمجھانے اور اصلاح کی طرف متوجہ کرنے کے ایسے نمونے جن میں انسان کے مزاجی اور نفسیاتی تنوع کی رعایت ہے، اس کے کلام مجید میں بہت مؤثر اسلوب میں پائے جاتے ہیں، اور وہ اس کی مختلف سورتوں میں پھیلے ہوئے ہیں، مثلاً سورۂ تکاثر میں بیان ہے کہ حق سے منحرف انسان میں خود غرضی اور خواہش نفس کے لئے فکرمندی اور شوق اتنا بڑھ جایا کرتا ہے اور اس سلسلہ میں وہ ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح منہمک ہو جاتا ہے کہ بالآخر اس کی موت کا وقت آجاتا ہے، اور اس وقت اس کو اپنے برے انجام کا پتہ چلتا ہے کہ ہائے کیا ہوا، اور پھر اپنی غفلت کا انجام جہنم کی شکل میں دیکھتا ہے، اور یہ کہ اب اپنے رب کے سامنے جواب دہی اور حساب دینا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ، كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ۝ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ۝ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝ [سورہ تکاثر]

''تم کو [مال و دولت کی کثرت کی فکر] نے غافل کر دیا ہے یہاں تک کہ تم قبروں تک پہونچ گئے دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا دیکھو اگر تم جانتے [یعنی] علم الیقین [رکھتے تو غفلت نہ کرتے] تم دوزخ دیکھو گے، پھر اس کو ایسا دیکھو گے کہ عین الیقین [آجائے گا] پھر اس روز تم سے [دنیا

www.abulhasanalinadwi.org

میں ملی ہوئی] نعمت کے بارے میں پرسش ہوگی)۔

اسی طرح سورۂ ماعون میں بھی اللہ نے ایسے انسان کی تصویر ظاہر کی ہے، جو خود غرضی اور من مانی زندگی میں ڈوبا ہوا ہے، اور اپنے رب کی اطاعت اور حق بات کو قبول کرنے سے بالکل باغی ہوجاتا ہے، وہ اوّلاً اپنے رب کے احکام کا انکار کرتا ہے، اور اس کا رویہ یہ ہوجاتا ہے کہ اپنے علاوہ دوسروں کے ساتھ ہمدردی سے گریز کرتا ہے، یتیم کو دھتکارتا اور غریب کو کھانے کی مدد دینے کیلئے نہیں کہتا، اور [اپنے رب کی عبادت] نماز سے غفلت برتتا ہے، اور دکھاوے کے کام میں لگا رہتا ہے، اور چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی کسی کو دینے میں بخل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ، فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ، وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ، فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ، الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ، الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ، وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ [ماعون]

”بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے، یہ وہی بدبخت ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور فقیر کو کھانا کھلانے کے لئے لوگوں کو ترغیب نہیں دیتا، تو ایسے نمازیوں کی خرابی ہے، جو نماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں، اور برتنے کی چیزیں عاریۃً نہیں دیتے“۔

اسی طرح سورۂ والعصر دیکھئے اس مختصر سورہ میں اللہ تعالیٰ کامیاب انسان کی کیفیت پیش فرماتا ہے، زندگی کے عظیم نقصان سے وہی انسان بچتا ہے جس نے اپنے رب کے احکامات کو تسلیم کیا ہو، اور ان کے مطابق اچھے اعمال اختیار کئے ہوں، اور ایک دوسرے کو اچھی باتوں کی طرف متوجہ کرتا رہا ہو، اور تبلیغ حق میں اس کو جو پریشانیاں لاحق ہوتی ہوں یا مخالفتیں ہوتی ہوں تو ان کو بسر وچشم برداشت کیا ہو، اور برداشت کرنے کا آپس میں مشورہ دیا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالْعَصْرِ ٥ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ٥ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

www.abulhasanalinadwi.org

الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○

”زمانہ کی قسم انسان نقصان میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق بات کی تلقین کرتے رہے اور صبر کی تاکید کرتے رہے“۔

اسی طرح دیکھا جائے تو قرآن مجید میں بکثرت مثالیں انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے سلسلے میں انسانوں کے مزاج اوران کی طبیعتوں کے حوالہ سے بڑی متنوع اور پراثر طور پر بیان کی گئی ہیں، ان کے ذریعہ قرآن مجید ہر طرح کے انسانوں کی نفسیات کی رعایت کے ساتھ ان کی ہدایت کا سامان کرتا ہے، اوراس طریقہ سے انسانوں کی ہدایت کے لئے بہت کامل اور مکمل ضابطۂ حیات پیش کرتا ہے، اور انسانی فطرت کا ایسا لحاظ کرتا ہے کہ سننے والے کے دل میں بات اتر جائے، اور کسی بھی قسم کا انسان ہواس کواس کے خیر کی بات اس میں مل جائے اور اس کولغزش سے بچانے والی بات اس کے سامنے آجائے، اس طرح یہ انسانوں کی ہدایت و فلاح و بہبود کے لئے ایسی کامل رہنما کتاب ہے کہ اس کی کوئی دوسری مثال نہیں۔

عربوں کی زندگی تمدن سے دور ہونے اور معاشی حالت کی کمزوری کی وجہ سے جسمانی محنت اور جفاکشی پر مجبور کرتی تھی، اور خودداری اور قومی غیرت وحمیت بہت جلد جنگ پر آمادہ کرتی تھی۔ خشک علاقوں میں رہنے کی وجہ سے ان کی کچھ قدریں بن گئی تھیں، جس سے آپس میں لڑائیوں کی نوبت آتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ مسافروں کی مدداور خاطرداری خشک علاقوں میں ان کی ضرورت بن گئی تھی، جس کے سبب مسافر ومہمان کے ساتھ بہت زیادہ ہمدردی کا جذبہ عام تھا، اور آپس کی لڑائیاں بعض وقت معاشی ضرورت کے لئے برسہابرس ہوتی رہتی تھیں، اس کے لئے ان کو ہر وقت تیار رہنا پڑتا تھا، اس ضرورت کے لئے ان کو اولاد کی کثرت اور جنگی سامان رکھنے کی ضرورت تھی، جس میں لڑکوں کا کردار بہت اہم تھا اچھے سے اچھا گھوڑا جو جنگ میں چستی وچابکدستی میں ممتاز ہوان کو دوسری محبوب چیزوں سے بھی زیادہ عزیز ہوتا اور گھوڑے کی خوبیوں پر فخر کرتے تھے، جنگ میں اپنی اور گھوڑے کی کارگزاری ان کی

www.abulhasanalinadwi.org

مجلسوں کو گرما دیتی تھی، اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت پر آمادہ کرنے کے سلسلہ میں ان کی نفسیات کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے معجزانہ انداز میں سورہ ''العادیات'' میں بات کہی کہ تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم جن کی تیزی اور برق رفتاری ایسی کہ ان کی ٹھوکروں سے چنگاریاں اڑیں اور منہ میں تھوک بھر جائے اور وہ صبح ہوتے ہوتے دشمن پر حملہ آور ہو جاتے ہیں اور ان کے قدموں سے غبار اڑنے لگتا ہے، اور دشمن کے مجموعہ کے بیچ میں پہنچ جاتے ہیں۔اسی طرح ان کے ذہنوں اور دلوں کو موہ لیتے ہوئے اور طبیعتوں میں شوق کو ابھارتے ہوئے فرمایا کہ انسان بھی کتنا ناشکرا ہے اور وہ اپنی ناشکری کو خود بھی اچھی طرح دیکھ رہا ہے اور سمجھ رہا ہے یعنی ایسے دلچسپی اور شوق کے حالات اور سامان حسن عطا کئے اس پر بھی وہ اس کی اطاعت اور شکر گزاری کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور انسان فائدہ کی طلب میں بہت آگے چلا جاتا ہے کہ جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے اور ان لوگوں کے کرتوت سامنے لائے جائیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ سمجھ لے گا۔

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحاً، فَالْمُورِيَاتِ قَدْحاً، فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحاً، فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعاً، فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعاً، إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ، وَإِنَّهُ عَلَى ذَلِكَ لَشَهِيدٌ، وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ، أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ، وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ، إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ (سورہ عادیات:۱-۱۱)

خود اپنے ہاتھ سے تراشے مجسموں کو خدا سمجھ کر ان کی عبادت کئے جانے کا تذکرہ ایسے نفسیاتی انداز میں اور نفسیاتی ترکیب کے ساتھ کرتے ہوئے سورہ حج میں فرماتا ہے کہ اے لوگو! یعنی شکر نہ کرنے والو بیشک جس کو تم اپنی حاجت کے لئے خدا سمجھ کر پکارتے ہو اللہ کو چھوڑ کر ان کا تو حال یہ ہے کہ مکھی جیسی حقیر چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور پھر اگر یہ سب مل کر بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے، پیدا کرنا تو بڑی بات، مکھی ان کی مٹھائی کو کھانے لگے یا اٹھا لے جائے تو اس کو چھڑا بھی نہیں سکتے، ان سے مانگنے والے اور جن سے مانگ رہے ہیں کتنے کمزور ہیں اور یہ پروردگار عالم اللہ تعالیٰ کے مقام کو نہیں سمجھتے۔

www.abulhasanalinadwi.org

إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَخْلُقُوْا ذُبَاباً وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئاً لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ، مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (سورہ حج:۷۳-۷۴)

ان آیتوں میں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ذہن کو مطمئن کرنے میں نفسیاتی خصوصیت کا بڑا لحاظ رکھا گیا ہے، کہ انسان نے اپنی بنائی ہوئی چیز ہی کو معبود بنالیا ہے جو کہ اتنی بھی طاقت نہیں رکھتی کہ ایک مکھی جیسی کمزور چیز کو اپنے سے ہٹا سکے، اور اپنے رب کریم کو نظر انداز کردیا جو عظیم اور قادر مطلق ہے اور اسی نے پوری کائنات بنائی، اور جس کو جیسا چاہا بنایا اور اس میں جیسی طاقت اور استطاعت رکھنا چاہی ویسی رکھی اور یہ بت جن کو یہ پوجتے ہیں، وہ تو مکھی کیا پیدا کرسکتے ہیں، مکھی اگر ان کی کھانے کی کوئی چیز لے لے تو وہ اس سے واپس لینے کی استطاعت بھی نہیں رکھتے، پھر فرمایا کہ دیکھو ان کے اختیار کردہ معبودوں سے مانگنے والے کتنے کمزور ہیں، قرآن میں انسان کی نفسیات اور متاثر ہونے کی جو کیفیات ہیں، اس کے لیے کتنے مؤثر حوالوں سے بات کو پیش کیا گیا ہے کہ بات دل میں اتر جائے اور انسان نے جو رسم اور جہالت میں اپنے ذہن سے افسانے بنا رکھے ہیں اس کا طلسم پاش پاش ہوجاتا ہے، یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے قرآن مجید میں قارئین اور سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے ان کی حیثیتوں کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے، مثلاً سربلندی کے لئے الگ الگ مضمون اختیار کرنے والا لفظ، جب رضائے الٰہی کے خلاف ہونے کے لحاظ سے استعمال کیا جیسے فرعون تو ''علا'' کا لفظ اختیار کیا جس کا ماضی علا، اور مضارع یعلو ﴿إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ﴾ یعنی فرعون نے سربلندی اختیار کی، اس میں اس کا اشارہ ہے کہ نافرمانی اور ظلم کے ساتھ علافی الأرض استعمال کیا ہے جس کا مصدر علو اور فاعل عالی ہے، لیکن اسی لفظ کو رضائے الٰہی کی خصوصیت والے مفہوم میں استعمال کیا تو علا سے علي استعمال کیا ہے جس کا مصدر علاء اور فاعل علی ہے۔

قرآن کریم کے مضامین کے بیان میں دل ودماغ دونوں کو سامنے رکھ کر بات کہی گئی

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، کہ اس کے سننے پر آدمی تأثیر سے مبہوت ہو جاتا ہے، اور اس کی بات کا پورا قائل ہو جاتا ہے جیسا حضرت عمر کے اسلام لانے کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے اور جیسے حضور کی گفتگو کے موقع پر قرآن کی آیات کا اثر ہوا، قرآن کا یہ معجزاتی انداز دعوتی کام کرنے والوں کے سامنے بہترین نمونہ سامنے لاتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ صحیفہ سماوی ایک نہایت بیش بہا نعمت ہے جو اہل زمین کو میسر ہوئی ہے، خصوصاً اس صورت میں جب کہ زمین پر اللہ کی کوئی ایسی مخلوق نہیں تھی جس نے آسمانی پیغام اور کلام سماوی سے وہ فائدہ اٹھایا ہو جو قرآن مجید سے اٹھایا گیا، چونکہ یہ آسمانی کلام ایسی طاقت کا حامل ہے جو سماوی طاقت ہونے کے باعث زمینی برداشت سے اوپر ہے، لیکن اللہ رب العزت نے آسمانی طاقت کے حامل کلام کو اپنی قدرت اور حکمت سے انسانی زبان کے مظہر میں نازل فرمایا، یہ زبان نزول قرآن کے زمانہ میں انسانی ضروریات اور تقاضوں کو اچھے طریقہ سے پورا کرنے کی اہل ہو چکی تھی اور اس زبان والوں کی اس کو سمجھنے کی صلاحیت بہت اچھی بن چکی تھی، یہی وجہ ہے کہ اس زبان کے ذریعہ بنی نوع انساں کے لئے کلام ربانی کا فہم وادراک اور استفادہ کا راستہ بہت ہموار ہو گیا۔

کلام الٰہی کی عظمت اور انسانوں کے لئے اس کی ضرورت کی طرف خود اللہ رب العزت نے ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے:

لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعاً مُّتَصَدِّعاً مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ٥

(سورہ حشر: ۲۱)

''اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اس کو دیکھتے کہ خدا کے خوف سے دبا اور پھٹا جا رہا ہے اور ہم اس کی مثالوں کو لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تا کہ غور کریں اور سمجھیں۔''

پھر قرآن پاک کی جو سب سے پہلی آیت نازل ہوئی اس آیت سے انسان کی اعلیٰ

www.abulhasanalinadwi.org

ترین صلاحیت یعنی علم سے کام لینے کا حوالہ دیا گیا ہے، علم کی صلاحیت زبان کے ذریعہ ہی انسانوں کو حاصل ہوتی ہے اور علم کی بدولت زمین پر موجود تمام مخلوقات میں انسان کو امتیازی شان اور فوقیت حاصل ہوئی ہے، اور علم رب العالمین کا وہ عطیہ ہے جس سے انسان مادی اور معنوی زندگی میں ہمہ جہتی ترقی کے لئے استفادہ کرتا آیا ہے اور آئندہ بھی اس کا محتاج رہے گا۔

قرآن مجید جن عظیم خصوصیات اور بے شمار فوائد کی حامل کتاب ہے، ان میں انسان کی ہدایت اور انہیں تاریکی سے روشنی کی طرف لانے کو سرفہرست رکھا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

الٓر ہ كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِo [ابراہیم:۱]

''یہ ایک پرنور کتاب ہے، اس کو ہم نے تم پر اس لئے نازل کیا ہے کہ لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاؤ (یعنی) ان کے پروردگار کے حکم سے غالب اور قابل تعریف مقدس ذات کے رستے کی طرف۔''

اللہ رب العزت کائنات میں موجود ہر چیز کا پیدا کرنے اور اس کو اس کے مقصد کے لحاظ سے کام پر مامور کرنے والا ہے، اس طرح وہ ہر چیز سے واقف ہے، وہ انسانی طبیعت اور اس کی خصوصیات سے بخوبی واقف ہے، وہ انسان کے اندر موجود خیر وشر کے پہلوؤں کو بھی خوب جانتا ہے، وہ انسان کے ظاہری وباطنی احوال سے بھی باخبر ہے، غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی مزاج، ضروریات زندگی اور اس کے تمام تر تقاضوں کا لحاظ رکھتے ہوئے انسانوں کو مخاطب کیا ہے، چنانچہ اس نے اس کی ہدایت کے لئے اس زبان کا انتخاب فرمایا جو براہ راست مخاطب لوگوں کی جانی پہچانی زبان تھی حتی کہ ان کے ان پڑھ کو بھی اس کے سمجھنے کی صلاحیت حاصل تھی، اس زبان کے الفاظ، اسلوب بیان کا جوان کی انسانی فہم وادراک کے عین مطابق ہیں، قرآن مجید میں لحاظ ہے، اور وہ انسان کی نفسیات اور عقل وفہم کو اپیل کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک بیک وقت دل وعقل دونوں کے ساز کو چھیڑتا اور متاثر کرتا ہے، اس کی یہ تاثیر معجزاتی تاثیر ہے، کسی بھی انسانی کلام کے

اسلوب و بیان میں یہ تاثیر نہیں پائی جاتی اور نہ آج تک تاریخ اس کی نظیر پیش کر سکی ہے، اس طرح قرآن پاک ایک سراپا معجزہ ہے، کہ اس جیسا مرتب کرنا کسی ماہر سے ماہر صاحب زبان کے بس میں نہیں ہے اگر چہ اس کا مطلب سمجھ سکنا اور حسب استطاعت اس سے فائدہ اٹھانا انسانی عقل وفہم سے ماوراء نہیں ہے، لوگ اسے پڑھتے اور سمجھتے ہیں، ارشاد ربانی ہے:

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ٥

(العنکبوت:۴۳)

''اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور اسے تو اہل دانش ہی سمجھتے ہیں''۔

انسان پر یہ کتاب اس عظیم مقصد کے تحت نازل کی گئی ہے جو دنیوی، مادی اغراض سے کہیں بالاتر ہے، اس میں ایک طرف ضلالت و گمراہی سے ڈرانے اور اس کے برے انجام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، دوسری طرف پروردگار عالم کی عظمت وقدرت کی نشانیوں کا تذکرہ ملتا ہے اور اس زمین پر انسان کا جو عظیم کردار ہو سکتا ہے اس کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اور اس سے انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت کا سمجھنا اس کی علمی صلاحیت کی بنیاد پر جو اس کے پروردگار کی طرف سے بطور خاص اس کو دی گئی ہے، آسان ہو جاتا ہے۔

قرآن پاک میں علم کے بارے میں آیا ہے:

اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ، الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ [العلق:۳،۵]

''پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جس کا اس کو علم نہ تھا''۔

اور پھر فرمایا گیا:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ٥ [الزمر:۹]

''کہو بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں''۔

پھر کہا گیا:

www.abulhasanalinadwi.org

إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (الفاطر:۲۸)

”خدا سے تو ان کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے ان کو علم ایک ایسی کلید کے طور پر دیا ہے کہ جس کے ذریعہ انسان مختلف حالات وکوائف جان سکتا ہے اور مختلف شعبۂ حیات میں نئے نئے امکانات تلاش کر سکتا ہے۔

علم کے متعلق قرآن کی توجہ دہانی ہے کہ یہ امت عربی جو امی تھی علم کا اہتمام کرے تا کہ وہ اس کے لئے گنجینۂ حیات ثابت ہو اور زندگی کی فلاح و بہبود اور ان تمام امکانات تک رسائی کا ذریعہ ثابت ہو جو ان کے لئے معاون ومد ثابت ہوں۔

اللہ رب العزت نے قلم کی قسم کھائی ہے اور قلم وہ شئے گراں مایہ ہے جو انسان کے لئے علوم وفنون کے نئے نئے دریچے کھولتا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

نٓ ٥ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ٥ (القلم:۱)

”ن۔ قلم کی اور وہ جو (اہل قلم) لکھتے ہیں اس کی قسم۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید کو اپنے خزانہ علم وارادہ سے جس کو ”الکتاب“ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے، اسی کا ایک حصہ بنایا ہے، اس کا یہ خزانہ علم وارادہ وہ علم ہے جو کائنات کے پیدا کرنے اور بنانے والے کے ساتھ مخصوص ہے، قدرت الٰہی وصفات الٰہی کا علم ایسا بحر بیکراں ہے جس کی نہ تو کوئی ابتدا کا اندازہ کر سکتا ہے اور نہ انتہا کا۔ اللہ رب العزت نے اپنی اسی کتاب علم وعرفاں کا ایک چھوٹا سا حصہ قرآن پاک کی شکل میں دنیائے انسانی کو عطا کیا، ارشاد باری ہے:

الٓمٓ، ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ٥ (البقرۃ:۱،۲)

”یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کچھ شک نہیں کہ کلام خدا ہے، خدا سے ڈرنے والوں کی رہنما ہے۔“

یہی وہ علم ہے جس کا ایک حصہ اللہ کی اس کتاب قرآن مجید میں ہے، یہ حق وباطل کے درمیان تفریق کرنے والا پاکیزہ کلام ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اپنے بندوں کے لئے نازل فرمایا تا کہ ان کی دنیوی واخروی سعادت کا ذریعہ بنے، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نصیحت کی ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ بارگاہ ایزدی میں دنیا وآخرت کی کامیابی کا طلب گار ہو

www.abulhasanalinadwi.org

اور اپنے رب سے ان الفاظ میں دست بدعا ہو:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ o (البقرة:۲۰۱)

''پروردگار ہم کو دنیا میں بھی نعمت عطا فرما اور آخرت میں بھی نعمت سے نواز اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔''

اور پھر کہئے کہ:

رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَى رُسُلِكَ وَلَا تُخزِنَا يَومَ القِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخلِفُ المِيعَادَ o (آل عمران:۱۹۴)

''اے پروردگار تو نے جن جن چیزوں کے ہم سے اپنے پیغمبروں کے ذریعے سے وعدے کیے ہیں وہ ہمیں عطا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کر کچھ شک نہیں کہ تو خلاف وعدہ نہیں کرتا۔''

یہ آیات انسان کے اصل مقاصد زندگی کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ أَنزَلنَا إِلَيكُم آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ وَمَثَلاً مِّنَ الَّذِينَ خَلَوا مِن قَبلِكُم وَمَوعِظَةً لِّلمُتَّقِينَ o (النور:۳۴)

''اور ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں نازل کی ہیں اور جو لوگ تم سے پہلے گزر چکے ہیں ان کی خبریں اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت۔''

اس کے ذریعہ قرآن میں مذکور تین قسم کے مضامین کا اشارہ ملتا ہے۔

اول: قرآن پاک کی وہ آیات جو بالکل واضح ہیں جس سے ہر کوئی استفادہ کر سکتا ہے، جو پڑھتا اور سمجھتا ہے، یہی وہ آیات ہیں جو زندگی کے بالکل سیدھے اور مثالی طریق زندگی کی طرف رہنمائی کرتی ہیں، یہ آیات مظاہر کائنات اور متنوع علوم وفنون سے پُر ہیں نیز یہ آیات ایسے کائناتی حقائق پر دلالت کرتی ہیں جو مسلم اور تحقیق شدہ ہیں اور انسان کو صحیح عقیدہ اور دنیوی واخروی راہ نجات کا پتہ دیتی ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

دوم: قرآن پاک میں ان پچھلی امتوں کے واقعات کا ذکر ملتا ہے جنہوں نے اپنی جانب بھیجے گئے انبیاء ورسل کی نصیحت کو بالائے طاق رکھ دیا اوران کی ایک نہ سنی، اور نہ ہی کائناتی دلائل وبرہان سے سبق سیکھا، چنانچہ تباہی وبربادی ان کا مقدر بن گئی۔

سوم: قرآن پاک میں نصیحت اور موعظت کے ایسے اسلوب ملتے ہیں، جو پرہیزگاروں کے دلوں کو وا کردیتا ہے، انہیں اعمال خیر وفلاح پر ابھارتا ہے، قرآن پاک کی یہ آیات اسی جانب اشارہ کرتی ہیں:

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هَذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ٥ (الزمر:۲۷)

''اور ہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اس قرآن میں ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔''

اسی طرح دوسری آیت:

قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِيْ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ غَفُوراً رَّحِيماً٥ (الفرقان:۶)

''کہہ دو کہ اس نے اس کو اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے، بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

اللہ رب العزت نے اپنے کلام کے جاہ وجلال اعجاز اسلوب کا بھی ذکر فرمایا اور اس کلام کا بھی ذکر فرمایا جو آیات مغیبات پر مشتمل ہیں، جس کا انسانی حواس ادراک کرنے سے عاجز وقاصر ہیں، چنانچہ ارشاد ہے:

تِلْكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنتَ تَعْلَمُهَا أَنتَ وَلاَ قَوْمُكَ مِن قَبْلِ هَـذَا فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ٥ (ھود:۴۹)

''یہ (حالات) منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں جو ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں اور اس سے پہلے نہ تم ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم (ہی ان سے واقف تھی) تو صبر کرو کہ انجام پرہیزگاروں کا ہی (بھلا) ہے۔''

www.abulhasanalinadwi.org

اسی طرح اعجاز بیان وعلم پر چیلنج کرتی آیتیں مثلاً:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَـٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۝

(الاسراء:۸۸)

"کہہ دو کہ اگر انسان اور جن اس بات جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لاسکیں گے اگر چہ وہ ایک دوسرے کو مددگار ہوں۔"

پھر کہا گیا:

قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ (قصص:۴۹)

"کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تم خدا کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ جو ان دونوں (کتابوں) سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہو تا کہ میں بھی اس کی پیروی کروں۔"

بہر کیف قرآن پاک اسلوب بیان و بلاغت کلام کے مختلف اصناف پر مشتمل ہے، اسی کے ذریعے ان آیتوں کا فہم وادراک بھی آسان ہو جاتا ہے اور اس کے ادراک میں کائناتی وطبیعاتی دلائل معاون ثابت ہوتے ہیں، اسی زمرہ میں سابقہ امتوں میں قصے ان کی زندگی کے احوال بھی آتے ہیں اور علم مغیبات انسان کو ہدایت پانے میں تعاون کرتا ہے اور یہ اس کا محض یہ ایک پہلو ہے جو موضوع سے ملتا جلتا ہے۔

جہاں تک اس کے اس پہلو کا تعلق ہے جو ظاہری کلام اور ادائے معانی کی خوبصورتی ودلآویزی سے عبارت ہے وہ بھی وصف اعجاز سے خالی نہیں چونکہ اس میں مؤثر الفاظ، اسلوب بیان میں تنوع اور مسحور کن فصاحت و بلاغت ان عرب فصحاء کلام کی نظر میں جن کے عہد میں یہ کلام نازل ہوا اور جن کا وہم وگمان تھا کہ ان کی زبان فصاحت و بلاغت کی بلند چوٹیوں پر ہے، لیکن جب انہوں نے قرآن پاک سنا تو حیران وششدر رہ گئے، جب کلام الٰہی نے ان کو چیلنج کیا تو قرآنی اعجاز اور فصاحت و بلاغت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے، چنانچہ سابقہ امتوں کے

www.abulhasanalinadwi.org

احوال و واقعات کے ذکر میں جو مؤثر اسلوب اختیار کیا گیا ہے اور جنت و دوزخ و روز قیامت کی جو منظر نگاری کی گئی ہے، اپنی مثال آپ ہے، منظر کشی و منظر نگاری کا اس سے بہتر اور کوئی مؤثر طریقہ نہیں ہو سکتا، پڑھنے اور سننے والوں کے دلوں پر رعب و دبدبہ طاری ہو جاتا ہے۔

جہاں تک تصویر کشی کے اسلوب کا تعلق ہے تو وہ تمام دلوں کا احاطہ کرتا نظر آتا ہے، اسی طرح مختلف مواقع اور حالات کی مناسبت سے الفاظ کے استعمال میں زبردست تنوع پایا جاتا ہے مثلاً لفظ ''ریح'' قرآن نے واحد کے طور پر استعمال کر کے اس کے معنی عذاب و ہلاکت کے لیے، جیسا کہ قوم عاد کے قصہ اور دیگر مواقع پر آیا ہے، لیکن جب اسی لفظ کو جمع کے طور پر استعمال کیا گیا تو اس کے معنی خیر و عافیت کے سبب کے ہو گئے، اس کا استعمال پودوں و نباتات کے فائدہ کے لئے بارش برسانے کے ذکر میں ملتا ہے، ٹھیک اسی طرح لفظ 'نعمۃ' کو دیکھئے کہ جب اس کا استعمال نون کے زیر کے ساتھ کیا تو اس سے افادہ اور خیر کے وصف کے لئے کیا گیا اور مومن بندوں کے لئے رحمت کے طور پر لیا لیکن جب اسی لفظ کا استعمال نون کے زبر کے ساتھ کیا تو اس کے معنی ان امور کے لئے گئے ہیں جن کے ظاہر میں خیر و فلاح ہے اور اس کے باطن میں اللہ کا غضب اور عذاب ہے۔ جیسے کافروں اور خالص دنیا پسندوں کے لئے فرمایا ﴿وَنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ﴾ اسی طرح ''خطأ'' کا لفظ ہے، دنیاوی معاملات کے لئے ثلاثی مجرد اور دینی معاملات کے لئے ثلاثی مزید فیہ کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں، اس طرح اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔

اس کے علاوہ الفاظ کے استعمال میں صوتی رعایت کا بھی زبردست تناسب ملتا ہے جیسا کہ سورہ مریم کے آخر میں 'تکاد السموات یتفطرون منه' و 'تنشق' میں معانی کی مناسبت سے صوتی مطابقت بھی خوب پائی جاتی ہے، چنانچہ ان الفاظ کی آواز ان کے معانی کے وقوع پر منطبق ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علماء دین نے بلاغت کے امتیازات و خصائص کو بیان کرنے کے لئے متعدد کتابیں تالیف کی ہیں، ان میں وہ بھی شامل ہیں جن میں الفاظ اور معانی میں قرآنی اعجاز کا

www.abulhasanalinadwi.org

ذکر ملتا ہے اور وہ بھی ہیں جو ان خبروں پر مشتمل ہیں جو نزول قرآن کے بعد ظاہر ہوئے اور موقع بہ موقع یوں ہی ظاہر ہوتا رہے گا، ان میں کچھ ایسے ہیں جو استدلال کے مختلف اصناف پر مشتمل ہیں اور بعض کائنات وطبیعیات سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض ان واقعات سے متعلق ہیں جو سابقہ امتوں کے ساتھ پیش آئے جیسا کہ اس میں مؤثر احکام وامثال پائے جاتے ہیں۔

قرآن مجید میں معنوی اور لفظی دونوں لحاظ سے انسانی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اعلیٰ انداز کلام اور انسانی نفسیات کی رعایت اختیار کی گئی ہے اور اس کی آیات پر غور وتدبر سے ایسے نکتے سامنے آتے ہیں، کہ غور کرنے والے کو حیرانی ہو جاتی ہے اور قرآن مجید کے معجزہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور اسی لئے قرآن مجید کو جو بھی کھلے دل سے پڑھتا ہے وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا اور اس پر ایمان لے آتا ہے اور آمنا وصدقنا کہتا ہے۔ یہ انسان کی زندگی کو راہ راست پر لانے کے سلسلہ میں سب سے بڑا رہبر اور تابناک مشعل راہ ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

خصوصیات وامتیازات

اللہ رب العالمین العلیم الخبیر کا کلام ہونے کی بنا پر قرآن مجید اپنے لفظ اور معنی دونوں اعتبار سے اعلیٰ ترین وارفع ترین صفات کا حامل ہے، معانی یعنی جو باتیں اس میں کہی گئی ہیں وہ انسان کے فائدہ کے لئے اس سے زیادہ اعلیٰ ومفید تر نہیں ہوسکتی ہیں اور لفظ وعبارت کے لحاظ سے اس کا کلام اس سے زیادہ بلیغ وفصیح ومؤثر نہیں ہوسکتا ہے، قرآن مجید عرب قوم میں اتارا گیا اس لیے اس کی زبان عربی اختیار فرمائی گئی:۔

تَنْزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآناً عَرَبِيّاً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ، بَشِيراً وَنَذِيراً ٥[سورۃ حٰم السجدۃ:۲-۴]

حم، [یہ کتاب خدائے] رحمٰن ورحیم [کی طرف] سے اتاری گئی ہے، اس کی آیتیں پوری وضاحت کی رکھی گئیں عربی زبان میں ان لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں جو بشارت بھی سناتا ہے اور ڈراتا بھی ہے۔

قرآن مجید کے نزول کے وقت عربی زبان فصاحت وبلاغت کے نہایت اعلیٰ معیار کو پہنچی ہوئی تھی، اس کے بولنے والے اگرچہ امی تھے، لیکن اپنی بات کو مؤثر ڈھنگ سے ادا کرنے میں اس قدر اہتمام کرتے رہے تھے کہ باوجود پڑھے لکھے نہ ہونے کے اپنی ذہانت اور حسن ادراک کی صفت سے اپنی زبان کی اثر انگیزی کے پہلوؤں سے خوب واقف ہوگئے تھے، ان کی زبان کی اثر انگیزی اور بلاغت وخوبی کے ہوتے ہوئے اس میں جب کلام الٰہی اترا تو اس زبان کے ماہرین حیرت سے دنگ رہ گئے کہ ان کی بلاغت سے بے انتہا بلند بلاغت کا کلام ان کے سامنے آگیا جس کو سنتے ہی اس کو ماننے پر وہ اپنے کو مجبور محسوس کرنے لگے، جو سنتا اس کا قائل ہوجاتا۔

www.abulhasanalinadwi.org

کتاب مبین اور ھدی للعالمین

اللہ تعالیٰ نے اپنے اسی کلام مجید میں جو عظیم ترین بھی ہے اور بلیغ ومبین بھی اور ہدی للعالمین بھی ہے، وہ باتیں بیان کی ہیں جو اس ساری کائنات کے بنانے و ساری مخلوقات کو پیدا کرنے والے واحد خالق اور رب کو اپنا رب ماننے اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی تاکید کرتی ہیں، اور انسانوں کی سیرت واخلاق اور ان کے اچھے اور برے استعمال کے نتائج کو بھی متعین کرتی ہیں، اور ان کو موثر انہ دلنشیں انداز میں بیان کیا گیا ہے، اور چونکہ انسانوں کے خالق ومالک نے انسان کو اس کرۂ ارض پر اپنی عبادت اور بطور خلیفۃ اللہ في الأرض صحیح وبلند وبالا کارکردگی کے لئے پیدا کیا ہے اور اس کے لئے اپنی رائے اور پھر رائے کے مطابق طریقۂ عمل اختیار کرنے کی صلاحیت دی ہے تاکہ انسان اپنے پیدا کیے جانے کے مقصد کو پورا کرسکے اور اس کے لیے موت کے بعد دوسری زندگی رکھی ہے تاکہ دنیاوی زندگی میں اس نے جو عمل کیا ہے اس کو اس کا بدلہ وہاں مل جائے اور اچھے عمل کی صورت میں اپنے خالق ومالک کی طرف سے بہتر سے بہتر انعام اور صلہ حاصل کرسکے، اس لئے اس کی رہنمائی کے لئے اچھے اور برے کام کے فرق کی وضاحت پر مشتمل معلومات اس نے اپنے نبیوں کے ذریعہ انسان کو بتائی ہیں اور صحیح طریقۂ کار اختیار کرنے کی طرف متوجہ کرنے کے لئے تلاوت کی جانے والی وحی کے ذریعہ اپنی کتاب قرآن مجید انسانوں کو عطا فرمایا، وہ پڑھے جانے کے لحاظ سے ''القرآن'' کہلایا۔

عظمت وتقدس

اور چونکہ اس کتاب کا براہ راست تعلق اس ذات بلند وبالا رب العالمین سے ہے اس لئے وہ اپنے میں اسی کے مطابق تقدس رکھتی ہے جو زمینی تعلق سے برتر ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کے لئے اس کو زمین کی طرف آنے کے لائق نہ بنایا گیا ہوتا اور وہ اپنی اصلی حالت میں زمین کے کسی حصہ پر اترتا، تو زمین اس بار عظمت وتقدس کو برداشت نہ کرسکتی، اس کی اسی بلندی وعظمت کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول سے یوں ظاہر فرمایا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعاً مُّتَصَدِّعاً مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ [سورة الحشر:۲۱]

"زمین اور زمینی پستی سے وہ اتنا بلند اور قوی ہے کہ زمینی طاقت اس کو سنبھالنے کے قابل نہیں ہے، اگر اس کو پہاڑ پر بھی اتارا جاتا تو پہاڑ بھی پھٹ جاتا۔"

لیکن انسانوں کی ہدایت کے خاطر اس کو آسمانی مخلوق فرشتہ کے توسط سے اور انسانوں میں بلند ترین اور آسمانی خصوصیات کے حامل انسان یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر اتارا گیا اور فرمایا گیا۔

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ٥ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ٥ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ٥ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ٥ [سورة الشعراء:۱۹۶]

"اس کو امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے، آپ کے قلب پر صاف عربی زبان میں تاکہ آپ [بھی] منجملہ ڈرانے والوں کے ہوں گے اور اس [قرآن] کا ذکر پہلی امتوں کی [آسمانی] کتابوں میں [بھی] ہے۔"

اور ان پر بھی اس کے اترتے وقت اتنا بوجھ پڑتا تھا کہ کانپ جاتے تھے اور پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے، لیکن انسانوں کے ہدایت کی لئے اس کو ان پر اتارا گیا، چنانچہ اس کے سلسلہ میں فرمایا:

كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ٥

[سورة البقرة:۲۱۹]

"تمہارے لئے اللہ تعالیٰ آیتوں کو اچھے طریقہ سے بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر سے کام لو۔"

اس کی عظمت اور بلند مقامی اور زمینی طاقت سے بڑے طاقت کا حامل ہونے کی طرف توجہ دلائی گئی اور اس کو رب العالمین سے جو نسبت خاصہ حاصل ہے اس کی بنا پر یہ توجہ بھی دلائی گئی ہے کہ یہ رب العالمین کا کلام ہے۔

لا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ٥ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ٥ أَفَبِهَذَا

www.abulhasanalinadwi.org

الْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ o [سورۃ الواقعۃ:۷۹تا۸۱]

''اس کو ہاتھ نہیں لگاتے مگر پاک ہوکر (یہ قرآن) پروردگار عالم کی طرف سے اتارا گیا ہے کیا تم اس کلام سے انکار کرتے ہو؟''

اور اس کو جس مہینہ میں اتارا گیا اس مہینہ کی اس خصوصیت کو بھی ظاہر کر دیا کہ اس مہینہ کو اس کے اس میں اترنے کا اعزاز حاصل ہوا اور فرمایا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىَ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ o [سورۃ البقرۃ:۱۸۵]

''رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا، جو لوگوں کا رہنما ہے اور جس میں ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور جو حق و باطل کو الگ الگ کرنے والا ہے۔''

اور جس رات میں اتارا گیا تمام راتوں پر اس رات کی زبردست فضیلت و برتری بتائی گئی، بلکہ اس تعلق کے اظہار پر مشتمل پوری ایک سورت نازل فرمائی گئی، وہ یہ ہے۔

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ o وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ o لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ o تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ، سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ o

[سورۃ القدر:۱-۵]

''ہم نے اس کتاب کو شب قدر میں نازل [کرنا شروع] کیا اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے، شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے، اس میں روح [الامین] اور فرشتے ہر کام کے [انتظام کے لئے] اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں، یہ [رات] طلوع صبح تک [امان اور] سلامتی ہے۔''

اور اس کو انسانی زندگی کی ہدایت کے لئے زمینی حقائق کے اظہار کا ذریعہ بنایا گیا۔

الم o ذلك الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ o [سورۃ البقرۃ:۱-۲]

''الم، یہ کتاب [قرآن مجید] اس میں کچھ شک نہیں [کہ کلام خدا ہے، خدا سے] ڈرنے والوں کی رہنما ہے۔''

www.abulhasanalinadwi.org

اور اس طرح یہ ظاہر کردیا گیا کہ اس کی عظمت وخصوصیات آسمانی اور نورانی ہیں، جو اپنی خصوصیات کے معاملہ میں اتنی برتر ومقدس ہے کہ زمین سے براہ راست واسطہ پڑے تو زمین جھیل نہیں سکتی، لیکن انسانی مخلوق پر رحم کرنے کی خاطر انسان کے زمینی ہونے کے باوجود اس کو انسان کے فائدے کے لئے اس پر اتارا گیا۔

کلام حکیم وجلیل

بہرحال یہ کتاب کتاب الٰہی ہونے کی بنا پر آسمان کے اوپر سے رب العالمین نے اتاری ہے، اس طرح اس کا اوپری سرا رب العالمین سے ملا ہوا ہے اور دوسرا سرا خصوصی طور پر انسان کے فائدہ کے لئے نیچے اتارا گیا، زمین سے بننے اور اس میں بسے ہوئے انسانوں میں سے جو ایمان رکھنے والے ہوں ان تک پہنچایا گیا ہے، اس طرح وہ اوپر رب العالمین سے وابستہ ہے اور دوسری طرف اس کو نیچے کی طرف زمینی مخلوق کے آسمانی عمل رکھنے والوں کے لئے استفادہ کے قابل کردیا ہے، اس طرح انسانوں کے لئے آسمانی کتاب اور اس کے مقدس معانی ومضامین کو رب العالمین نے زمینی مخلوق کے لئے بہترین زبان کا لباس دے کر زمینی مخلوق انسان کی ہدایت کا ذریعہ بنادیا۔

اس کے معانی مضامین تو وہی رکھے گئے جن کا انسان کو جاننا انسان کے رشد وہدایت کے لئے ضروری ہے اور جن کے ذریعہ انسان کو اپنے خالق ومالک کی عظمت ونعمت کو سمجھنے میں پوری مدد ملتی ہے، پھر اس کا بیان اور حسن تعبیر جس کے ذریعہ ان کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ہے، زمینی انسان کی صلاحیت فہم کا لحاظ فرماتے ہوئے اس کے سمجھنے کا پہلو جو زمینی پہلو ہے اس کی رعایت میں رب العالمین نے اس کو انسانی الفاظ کا لباس عطا کیا تاکہ انسان سمجھ سکے اور اس کے سننے پر وہ بات بلا تردد سامع وقاری کے دل ودماغ میں اتر جائے خاص طور پر قرآن مجید کے نزول کے زمانہ میں بار بار پیش آیا، کہ جس مخالف نے بھی چند آیات بھی کھلے ذہن سے سنیں فریفتہ ہوگیا اور ایمان لے آیا کہ ایسا عظیم الشان اور مؤثر کلام رب العالمین ہی کا کلام ہوسکتا ہے جس کا ڈھالنا کسی انسان کے بس میں نہیں کہ وہ اس کو بنا سکے، چنانچہ خود قرآن نے سب کو چیلنج کیا کہ تم

www.abulhasanalinadwi.org

اگر اس کو انسان کا کلام سمجھتے ہو تو ایسا کچھ بنا کر لاؤ، اس طرح یہ قرآن مجید زمین کی صلاحیت برداشت سے بلند و بالا اور آسمانی تقدس کا حامل ہونے کے ساتھ انسانی فائدہ اور اس کے رشد و ہدایت کے لئے زمینی مادہ سے پیدا کی گئی اشرف المخلوقات کے لئے قابل استفادہ بنا دیا گیا۔

اس کے بلند و بالا مضامین کو انسانی دل و دماغ میں اتار دینے کے لئے آسان اور بات کو واضح طریقہ سے بیان کرنے والا بنایا گیا اور دل میں اتر جانے والے الفاظ میں پیش فرمایا گیا، لہٰذا اس کو صفت مبین سے موصوف کیا گیا اور فرمایا گیا۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ٥ [سورۃ القمر: ۱۷]

''اور ہم نے قرآن کو آسان کیا ہے، تو ہے کوئی جو اس سے نصیحت حاصل کرے''

قرآن مجید حق بات کو آسان اور دلنشیں انداز میں بتانے کے لئے اپنے سامعین کی سمجھ اور نفسیاتی کیفیت کی رعایت کرتے ہوئے انداز بیان اختیار کرتا ہے۔ مثال کے طور پر سورہ رعد کی حسب ذیل آیتیں پیش ہیں۔

الٓمّٓرٰ ٥ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ٥ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ٥ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ٥ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ٥ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ٥ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ، لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ٥ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ٥ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ٥ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ،

www.abulhasanalinadwi.org

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ٥ وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ
بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ، وَاِنَّ
رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ
الْعِقَابِ ٥ وَ يقول الذين كَفَرُوْا لَوْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ،
اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ٥ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ
اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ
بِمِقْدَارٍ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ٥ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ
مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ لَا
يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ، وَ اِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ
سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ٥ هُوَ الَّذِيْ
يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ٥ وَ
يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ وَ يُرْسِلُ
الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَ هُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ وَ
هُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ٥ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ، وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ
لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ، وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ
ضَلٰلٍ ٥ وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ
كَرْهًا وَّ ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ٥ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ
وَ الْاَرْضِ، قُلِ اللّٰهُ ، قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا
يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا، قُلْ هَلْ يَسْتَوِي
الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ اَمْ
جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ
اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ٥ اَنْزَلَ مِنَ

www.abulhasanalinadwi.org

السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا
رَّابِيًا ، وَ مِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ
زَبَدٌ مِّثْلُهٗ، كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ، فَاَمَّا الزَّبَدُ
فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ،
كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ
الْحُسْنٰى ۝ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي
الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ، اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ
الْحِسَابِ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ، وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ۝ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ
اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى، اِنَّمَا
يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ لَا يَنْقُضُوْنَ
الْمِيْثَاقَ ۝ وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ
يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝ وَ الَّذِيْنَ صَبَرُوا
ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ
عُقْبَى الدَّارِ، جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ
اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ
مِّنْ كُلِّ بَابٍ، سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ،
وَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَا
اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ
اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ، اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ
يَقْدِرُ، وَ فَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي
الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝ وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ
اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ، قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ
اَنَابَ، الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ، اَلَا

www.abulhasanalinadwi.org

بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ، اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَ حُسْنُ مَاٰب o كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ
اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ
اِلَيْكَ وَ هُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ، قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ مَتَابِ o[سورۃ الرعد:۱-۳۰]

''الف لام میم را، یہ کتاب (قرآن) کی آیتیں ہیں، اور جو کچھ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے، وہ بالکل سچ ہے، لیکن اکثر انسان ایمان نہیں لاتے، اللہ وہی تو ہے جس نے آسمانوں کو بلند رکھا ہے بغیر ستون کے، جیسا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، پھر قائم ہوا عرش پر اور آفتاب وماہتاب کو مطیع کیا، ہر ایک دوڑتا بھاگتا رہتا ہے ایک وقت متعین کے لیے، اللہ برابر انتظام کرتا رہتا ہے، نشانیوں کو کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے پرودگار کی ملاقات کا یقین کرلو، اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور دریا رکھ دیے اور اس میں ہر پھل کی دو دو قسمیں رکھ دیں، وہ رات کو دن سے چھپا دیتا ہے، بے شک اس میں سوچنے والوں کے واسطے نشان موجود ہیں، اور زمین میں مختلف ٹکڑے ایک دوسرے سے لگتے لگاتے ہیں اور انگوروں کے باغات ہیں، اور کھیت ہیں اور کھجوروں کے درخت ہیں شاخ دار اور بعض ایسے ہیں جو بے شاخ ہیں، سب کو ایک پانی سے سینچا جاتا ہے، پھر بھی ایک کو ایک پر پھلوں میں برتری دیتے ہیں، اس میں عقلمندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں، اگر تجھے تعجب ہو تو واقعی ان کا یہ کہنا عجیب ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئی پیدائش میں ہوں گے؟ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار سے کفر کیا، یہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے، اور یہی ہیں جو جہنم کے رہنے والے ہیں، جو اس میں ہمیشہ رہیں گے، اور جو تجھ سے سزا کی طلبی میں جلدی کر رہے ہیں راحت سے پہلے ہی، یقیناً ان سے پہلے سزائیں بطور مثال گزر چکی ہیں، اور بے شک تیرا رب البتہ

www.abulhasanalinadwi.org

بخشنے والا ہے، لوگوں کے بیجا ظلم پر بھی، اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ تیرا رب بڑی سخت سزا بھی دینے والا ہے، اور کافر کہتے ہیں کہ اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی [معجزہ] کیوں نہیں اتاری گئی ہے، بات یہ ہے کہ آپ تو صرف آگاہ کرنے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے ہادی ہے، عورت اپنے شکم میں جو کچھ رکھتی ہے اللہ اسے بخوبی جانتا ہے، اور پیٹ کا گھٹنا بڑھنا بھی، ہر چیز اس کے پاس اندازے سے ہے، ظاہر و پوشیدہ کا وہ جاننے والا ہے، سب سے بڑا اور بلند و بالا ہے، تم میں سے کسی کا اپنی بات کو چھپا کر کہنا اور بآواز بلند اسے کہنا اور جو رات کو چھپا ہوا ہو اور جو دن میں چل رہا ہو، سب اللہ پر برابر و یکساں ہیں، اس کے پہریدار [فرشتے] انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں، کسی قوم کی حالت اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے دلوں میں ہے، اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کی سزا کا ارادہ کر لیتا ہے تو کوئی صورت ہی ٹلنے کی نہیں، سوائے اس کے کوئی بھی ان کا کارساز نہیں، وہ اللہ ہی ہے جو تمہیں بجلی کی چمک ڈرانے اور امید دلانے کے لیے دکھاتا ہے اور بھاری بادلوں کو پیدا کرتا ہے، رعد [گرج] اس کی تسبیح اور تعریف کرتا ہے، اور فرشتے بھی اس کے خوف سے، وہی آسمان سے بجلیاں گراتا ہے اور جس پر چاہتا ہے اس پر ڈالتا ہے، کفار اللہ کی بابت جھگڑ رہے ہیں، اور اللہ سخت قوت والا ہے، اور اسی کو پکارنا حق ہے، جو لوگ اوروں کو اس کے سوا پکارتے ہیں وہ انکی پکار کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے، مگر جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو کہ پانی اس کے منہ میں پڑ جائے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ میں پہنچنے والا نہیں، ان منکروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی میں ہے، اللہ کے ہی لیے زمین اور آسمانوں کی سب مخلوق خوشی اور ناخوشی سے سجدہ کرتی ہے اور ان کے سائے بھی صبح و شام، آپ پوچھئے کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ کہہ دیجیے: اللہ! کہہ دیجیے کہ کیا تم پھر بھی اس کے سوا اوروں کو حمایتی

www.abulhasanalinadwi.org

بنا رہے ہو جو خود اپنی جان کے لیے کسی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے، کہہ دیجیے کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہوسکتا ہے یا کیا تاریکیاں اور روشنی برابر ہوسکتی ہے؟ کیا جنہیں یہ اللہ کے شریک ٹھہرا رہے ہیں انہوں نے بھی اللہ کی طرح مخلوق پیدا کی ہے کہ ان کی نظر میں پیدائش مشتبہ ہوگئی ہو، کہہ دیجیے کہ صرف اللہ ہی تمام چیزوں کا خالق ہے، وہ اکیلا ہے اور زبردست غالب ہے، اسی نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اپنی اپنی وسعت کے مطابق نالے بہہ نکلے، پھر پانی کے ریلے نے اوپر چڑھے جھاگ کو اٹھالیا اور اس چیز میں بھی جس کو آگ میں ڈال کر تپاتے ہیں، زیور یا ساز وسامان کے لیے اسی طرح کے جھاگ ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ حق وباطل کی مثال بیان فرماتا ہے، اب جھاگ تو ناکارہ ہوکر چلا جاتا ہے، لیکن جو لوگوں کو نفع دینے والی چیز ہے، وہ زمین میں ٹھہری رہتی ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح مثالیں بیان فرماتا ہے، جن لوگوں نے اپنے رب کی بجا آوری کی ان کے لیے بھلائی ہے، اور جن لوگوں نے اس کی حکم برداری نہ کی، اگر ان کے لیے زمین میں جو کچھ ہے سب کچھ ہو اور اسی کے ساتھ ویسا ہی اور بھی ہو تو وہ سب کچھ اپنے بدلہ میں دیدیں، یہی ہیں جن کے لیے برا حساب ہے اور جن کا ٹھکانہ جہنم ہے، جو بہت بری جگہ ہے، کیا وہ ایک شخص جو یہ علم رکھتا ہو کہ آپ کی طرف آپ کے رب کے جانب سے جو اتارا گیا ہے وہ حق ہے، اس شخص جیسا ہوسکتا ہے جو اندھا ہو، نصیحت تو وہی قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہوں، جو اللہ کے عہد وپیان کو پورا کرتے ہیں اور قول وقرار کو توڑتے نہیں، اور اللہ نے جن چیزوں کو جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ اسے جوڑتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور حساب کی سختی کا اندیشہ رکھتے ہیں اور وہ اپنے رب کی رضامندی کی طلب کے لیے صبر کرتے ہیں اور نمازوں کو برابر قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اسے چھپے کھلے خرچ کرتے ہیں اور برائی کو بھی بھلائی سے ٹالتے ہیں، انہی کے لیے عاقبت کا گھر ہے، ہمیشہ رہنے کے باغات جہاں یہ خود جائیں گے

اوران کے باپ دادوں، اور بیویوں اوراولادوں میں سے بھی جونیکوکار ہوں گے ان کے پاس فرشتے ہرہر دروازے سے آئیں گے، کہیں گے کہ تم پرسلامتی ہوصبر کے بدلے، کیا ہی اچھا بدلہ ہے اس دار آخرت کا، اور جو اللہ کے عہد کو اس کی مضبوطی کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جن چیزوں کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے انہیں توڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کے لیے لعنتیں ہیں، اوران کے لیے برا گھر ہے، اللہ تعالیٰ جس کی روزی چاہتا ہے، بڑھاتا ہے گھٹاتا ہے، یہ تو دنیا کی زندگی میں مست ہوگئے، حالانکہ دنیا آخرت کے مقابلہ میں نہایت حقیر پونجی ہے، کافر کہتے ہیں کہ اس پر کوئی نشانی کیوں نہیں نازل کی گئی، جواب دیجیے کہ جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے کردیتا ہے، اور جو اس کی طرف جھکے اسے راستہ دکھادیتا ہے، جولوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں، یادرکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے، جولوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام بھی کیے ان کے لیے خوشحالی ہے اور بہترین ٹھکانہ، اسی طرح ہم نے آپ کو اس امت میں بھیجا ہے جس سے پہلے بہت سی امتیں گزرچکی ہیں کہ آپ انہیں ہماری طرف سے جو وحی آپ اتری پڑھ کر سنایئے، یہ اللہ رحمٰن کے منکر ہیں، آپ کہہ دیجیے کہ میرا پالنے والا تو وہی ہے، اس کے سوا درحقیقت کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، اسی کے اوپر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی جانب میرا رجوع ہے۔

کلام معجز ونورانی

قرآن مجید وحی کے ذریعہ آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر ۲۳ سالہ مدت میں بتدریج اتارا گیا، اس کے اتارے جانے میں موقع ومحل کی ضرورت وتقاضوں کا لحاظ رکھا گیا تاکہ سننے والے ضرورت اور واقعہ سے اس کی مطابقت کو دیکھ کر اس کو مزید بہتر طریقہ سے سمجھ سکیں، بنیادی مقصد اس میں لوگوں کی ہدایت ورہنمائی رکھا گیا، البتہ وہ اللہ تعالیٰ کا براہ راست کلام ہے اسی لئے اس میں اسی کے مطابق تقدس ہے، اسی لئے اس کو پڑھنا عبادت ہے اور وہ انسانوں کے فہم وادراک کے

www.abulhasanalinadwi.org

مناسب ہونے کے باوجود انسانوں کی سطح سے بہت بلند حیثیت رکھتا ہے، اس انسانی ذوق کا لحاظ رکھتے ہوئے اصنافِ کلام کی رعایت بھی رکھی گئی، اس کے لحاظ سے اسلوبِ کلام میں طرح طرح کا تنوع بھی ملتا ہے۔ نثر کی خوبیوں کے ساتھ شعر میں اثر پذیری کے جو مختلف انداز ہوتے ہیں، ان میں بعض بعض کی مشابہت بھی نظر آتی ہے، اس طرح قرآن کا اسلوب کلام ادبی چاشنی کا بھی جگہ جگہ حامل ہے۔ انسان اس جیسی عبارت کی نقل کی کوشش بھی کرے تو بھی ایسا کلام اور مضامین لانے سے بالکل قاصر ہے، عرب کا سمجھدار آدمی اس کے مطلب کو تو سمجھتا ہے، کیونکہ اس کے الفاظ اگر چہ اس کی سمجھ میں آنے والے رکھے گئے، اسکے باوجود ایسا کلام وہ بنا نہیں سکتا اور جو بات بھی قوت انسانی کے بس سے باہر ہو اور رب العالمین کے پیغمبر کے ذریعہ انسانوں کے لائق بنا کر اتاری گئی ہو، وہ انسان کے بس میں نہ ہونے کی وجہ سے معجزہ کہی جاتی ہے، لہٰذا قرآن مجید اپنے گوناگوں اعلیٰ صفات کے لحاظ سے معجزہ ہے، معجزہ اپنے لفظ کے اعتبار سے اس چیز کو کہتے ہیں جو انسانوں کے سمجھنے اور دیکھنے کے لائق ہو لیکن ان کی استطاعت سے باہر ہو اور انسان اس کی نقل سے اپنے کو عاجز پائے، چنانچہ عربوں نے جن کو عربیت میں اعلیٰ ترین صلاحیت حاصل تھی اور اثر انگیز طریقہ سے بات کر سکتے تھے قرآن مجید جیسے معیار بیان و وضاحت کی نقل نہیں کر سکے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے خود اس کے کلام مجید میں بار بار ان کو چیلنج کیا گیا کہ اگر تم کو اس کے کلام الٰہی ہونے میں شبہ ہو تو تم ایسا کلام بنا کر دکھلاؤ، لیکن وہ اس کی ہمت نہ کر سکے، اس کے برعکس اپنی زبان دانی اور الفاظ و عبارت کی اپنی اعلیٰ سمجھ کی بنیاد پر قرآن مجید کی باتوں کو جب سن لیتے تو اس کے کلام الٰہی ہونے کو مان لینے پر مجبور ہو جاتے اور مان لینے کے بعد اس میں جو ہدایت انسانوں کو دی گئی ہے اس کو عمل میں لانے میں لگ جاتے، اس بات کی بہت سی مثالیں ہم کو عہد اول کے عربوں میں ملتی ہیں، جنھوں نے عربی کی زبان دانی کی مہارت کے باوجود قرآن مجید کی عبارت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے تھے اور جو قرآن مجید کو ماننا نہیں چاہتے تھے، یہ وہ لوگ ہوتے تھے جو قرآن مجید سننے سے بچتے تھے، اپنے کان بند کر لیتے اور اللہ کا کلام سننے کے لیے تیار نہ ہوتے، کیونکہ ان کو پتہ چل گیا تھا کہ اس کے سنتے ہی اثر پڑ جاتا ہے، لیکن انسان اپنے کان اور دل کو کہاں تک بند کر سکتا ہے اور کہاں تک قبول کرنے اور ماننے سے دور ہو سکتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

نفس پرستی اور دنیا طلبی سے جب انسانی زندگی میں تاریکی پیدا ہو جاتی ہے اور حق وصداقت کی حقیقتیں تاریکی میں پڑ جاتی ہیں تو کتاب الٰہی کی نورانیت سے روشنی پیدا ہو کر حقائق واشگاف ہو جاتے ہیں، اس طرح انسانی مخلوق جو کہ دیگر دنیاوی مخلوقات سے اعلیٰ واشرف بنائی گئی ہے اس کو اس کی یہ اعلیٰ سطح دکھائی گئی ہے کہ وہ اپنے کو اس پر فائز کرے اور اس میں عقل ودانش کی جو باتیں بتائی گئی ہیں ان کو اختیار کرے، عقل ودانش کی انہی باتوں کی بنا پر اس کتاب کو حکیم کے لفظ سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔

اسی طرح رب العالمین کے اس جامع صفات وکمالات کلام میں دیگر بہت سی معجزانہ باتیں ہیں جن کا جگہ جگہ اشارہ ملتا ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی ابدی اور دائمی قدرت اور ہر شے پر محیط علم ناپیدا کنار ہی کا حصہ ہے، جو انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کی ضرورت کے بقدر ہی اتارا گیا اور وہ اپنی عظمت کے لحاظ سے ایسی بڑی طاقت رکھتا ہے کہ اللہ کی طرف سے زمین اور زمینی چیزوں کو برداشت کی جو طاقت ملی ہے جیسے مٹی سے بنی اشیاء مثلاً پہاڑ اور خود یہ مٹی سے بنا گیا انسان، وہ اس کی طاقت کو سنبھال نہیں سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ .. الخ﴾ لیکن مٹی سے پیدا کیے گئے اس انسان کو جب اللہ نے اپنا خلیفہ بنایا تو اس کے بعض افراد کو اضافی طور پر ایسی طاقت دی کہ اس عظیم کلام کو بالواسطہ طریقہ پر برداشت کرے، ورنہ اتنی طاقت جو پہاڑوں کو جلا دے توڑ دے، انسان کو بآسانی ختم کر سکتی تھی، یہ اللہ تعالیٰ کا انسانوں پر خصوصی فضل تھا، کہ اس کو اتنے طاقتور کلام سے فائدہ اٹھانے کے قابل بنا دیا گیا، اور اپنے اس عظیم کلام کو اس کے استفادہ کے لیے بنا دیا۔

اس طرح انسان کو دوسری مخلوقات پر خصوصیت بھی عطا کی اور اس پر اپنی یہ اور دیگر عطا کردہ نعمتوں کی شکر گزاری کی ایسی ذمہ داری ڈالی جو دوسری مخلوقات کی حیثیت اور قوت سے باہر ہے، یہ ایسی خصوصیت ہے کہ اللہ کے خصوصی انعام کی قدر انسان جتنی بھی کرے کم ہے، فرمایا ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ [سورۃ التین: ۴] (ہم نے انسان کو بہت اچھی ہیئت میں پیدا کیا ہے)۔

www.abulhasanalinadwi.org

بلیغ و پر اثر کلام

اللہ کے اس کلام میں انسان کو اپنی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں فائدہ اٹھانے کا موقع رکھا گیا ہے، اس میں انسانی زندگی کے لئے ایسی ہدایتیں اور اس کے خیر و شر کی ایسی باتیں ہیں کہ وہ سامنے آنے پر انسان متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا، بلکہ قدرت الٰہی کی کرم فرمائی پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور اس کی عظمت کے سامنے سپر انداز ہو جاتا ہے، یہ تو اس کے معانی اور مضامین کا حال ہے، رہا لفظی پیکر اور عبارتی پہلو تو تفہیم معانی اور حسن ادا کے جو گونا گوں پہلو انسانی فہم کے لئے کشش رکھتے ہیں وہ زبان و بیان کے ماہرین کے سامنے برابر منکشف ہوتے رہتے ہیں اور ان کے انکشاف کا یہ سلسلہ ۱۴سو سال سے تا حال جاری ہے اور وہ اس کلام مبین کے معجزہ الٰہی ہونے کی دلیل بنتے رہتے ہیں۔

قرآن کا تعارف مختصر لفظوں میں یہ ہے جو کہ پہلی بڑی سورہ بقرہ کے آغاز پر خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ [سورۃ البقرۃ:۱-۳]

"یہ وہ کتاب ہے جس کے بارے میں کسی شک کی گنجائش نہیں یہ ہدایت اور رہنمائی کرنے والی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب کی ناراضی سے ڈرتے ہیں اور احتیاط کی زندگی اختیار کرتے ہیں۔"

قرآن میں اقناع کی صفت

قرآن مجید میں جو ابدی اور دائمی صحیفۂ ربانی ہے، اعجاز و اقناع اور مؤثر اسلوب بیان کی تمام شرائط اور خصائص بدرجۂ اتم موجود ہیں، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے دلوں پر بڑا گہرا اثر ڈالا، شکوک و شبہات کا ازالہ کیا، ذہنوں کو مطمئن کیا اور لوگوں کو برضا و رغبت حق کی اتباع اور الٰہی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے پر آمادہ کیا، پوری تاریخ انسانی میں قرآن جیسا مؤثر اور بلیغ کلام نہیں ملتا، قرآن مجید کی اس حیرت انگیز تاثیر کی درج ذیل خصوصیات ہیں:-

(۱) انسانی ذہن و دماغ اور تفکیر و شعور سے اس کی فطری ہم آہنگی۔

(۲) واضح، روشن دلائل اور تشفی بخش طرز استدلال۔

(۳) عقیدہ وسلوک کے سلسلہ میں نفس انسانی کی مکمل رعایت اور وجود انسانی کی صحیح اور مناسب تفسیر وتوضیح۔

(۴) انسانی خواہشات اور تقاضوں کی فطرت سلیمہ کے حدود میں رہتے ہوئے تکمیل۔

قرآنی بلاغت ہی اعجاز قرآن کا راز ہے، اور ترسیل واقناع کا ذریعہ ہے، اور یہی وہ ذریعہ ہے جس سے اقناع اور امتاع کی شرائط کا تحقق ہوتا ہے، قرآن مجید اپنی بلاغت عالیہ کے ساتھ نفس انسانی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے، انسان کو قرآن کی ہر ہر آیت اور ہر ہر لفظ میں بلاغت عالیہ کا مشاہدہ ہوتا ہے، چنانچہ وہ انسانی قلب ونظر اور شعور وجدان کو بیک وقت مخاطب کرتا ہے اور ان پر اپنے ساحرانہ اور مؤثر اسلوب بیان سے اثر انداز ہوتا ہے، وہ نفس انسانی کے تمام پہلوؤں کو مہمیز کرتا ہے، اور ہر پہلو میں روح کی بالیدگی اور نشاط پیدا کرتا ہے، کسی پہلو کو معطل اور نظر انداز نہیں کرتا، وہ نفس انسانی کو مطمئن کرنے کے لئے مجرد عقلی دلائل پر اکتفاء نہیں کرتا اور نہ ہی انسانی وجدان اور شعور پر اثر انداز ہونے والے ذرائع کا سہارا لیتا ہے، جیسا کہ انسان کرتا ہے، بلکہ قرآن انسانی صلاحیتوں کا خیال رکھتے ہوئے اسلوب وانداز اختیار کرتا ہے، تا کہ مختلف المزاج اور مختلف الفکر لوگوں کو یکساں مطمئن کر سکے، قرآن مجید کا سب سے بڑا اعجاز دراصل اس کا یہی عام فہم اور مؤثر اسلوب بیان ہے، اس لئے کہ مختلف المزاج، مختلف الفکر اور مختلف المشرب لوگوں کی بیک وقت رعایت وہی کر سکتا ہے جو نفس انسانی کے مزاج اور اس کے دلوں کے بھید سے واقف اور باخبر ہے۔

جس طرح قرآن مجید تمام انسانوں کو مطمئن کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، ٹھیک اسی طرح اس میں بیان وبلاغت اور حسن تعبیر کے تمام عناصر بھی بدرجۂ اتم واکمل موجود ہیں اور اظہار وبیان کے یہی وہ عناصر ہیں جو اسے عقل ودل اور فکر وشعور پر بیک وقت قابو اور کنٹرول عطا کرتے ہیں، ان تمام عناصر کا ظہور اس کے معانی ومطالب کی صحت ودقت، دلکش اور متنوع انداز بیان، بے نظیر موسیقیت ونغمگی میں ہوتا ہے، یہ عناصر بیان قرآن کے علاوہ کسی اور کتاب یا کسی اور کے کلام میں نہیں ملتے، اس باب میں اس کا کوئی ہمسر وثانی نظر نہیں آتا (۱)۔

---

(۱) أسالیب الإقناع في القرآن الکریم، از: ڈاکٹر بن عیسیٰ بطاہر، ص: ۲۶۱-۲۶۲

www.abulhasanalinadwi.org

ساتواں باب

علوم ومباحث

حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے قرآن حکیم کے علوم کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے:۔

۱۔علم احکام

یعنی واجب، مندوب، مباح، مکروہ اور حرام سے متعلق علم، چاہے ان کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے، تدبیر سے ہو یا سیاست مدن سے، یعنی زندگی میں جو معاملات پیش آتے ہیں اور پروردگار کی شکر گزاری کے طور پر عبادت کے جو طریقے بتائے ہیں ان کا بیان اور اس کی تفصیلات سے تعرض کرنا فقیہ کا کام ہے۔

۲۔علم مخاصمہ

جس کا مطلب یہ ہے کہ یہودی، عیسائی، مشرکین مکہ اور منافقین کے بارے میں جو راہ حق سے دور ہوتے چلے گئے اور بعض تو بہت دور ہو گئے، قرآن حکیم اپنے معجزانہ اسلوب بیان سے ان کی غلط کاری اور راہ حق سے گمراہی ثابت کر دیتا ہے اور واضح دلائل سے لاجواب کر دیتا ہے، بحث ومجادلہ، اس کی تفصیلات بیان کرنا متکلمین کے دائرہ فرائض میں داخل ہے۔

۳۔تذکیر بآلاء اللہ

یعنی اللہ تعالیٰ کے انعامات اور نشانیوں کا ذکر: اس ضمن میں زمین وآسمان کی تخلیق

www.abulhasanalinadwi.org

وآفرینش اوران وقائع کا تذکرہ کیا گیا جو بذریعہ الہام بندوں کو بتائے گئے جن کو انسان اپنے غور وفکر سے سمجھ سکتا ہے، قرآن مجید ان کی طرف توجہ دلاتا ہے، کہ رب العالمین کو رب العالمین محسوس کریں اور سمجھیں۔

۴۔ تذکیر بایام اللہ

اس سے غرض اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ اور خلق کردہ ان حالات وواقعات کا ذکر ہے جو اطاعت شعار بندوں کے انعام اور نافرمانوں کی عقوبت وسزا سے متعلق ہیں۔ نسل انسانی کی وہ قومیں جو بہت گمراہ ہوئیں پھر ان میں نبی مبعوث ہوئے جنہوں نے ازحد کوشش کی، لیکن قوم نے نہ مانا بلکہ نبی کو آخری حد تک ستایا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیج کر ان قوموں کو مٹادیا۔

۵۔ علم تذکیر موت

اس کے ضمن میں موت اور موت کے بعد پیش آنے والے کوائف کا تذکرہ ہے جن میں حشر ونشر، حساب، میزان، جنت ودوزخ کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں، کہ میرے اعمال پر قائم رہتے ہوئے زندگی گزارنے کا کیا انجام ہونا ہے جو کہ دوسری زندگی یعنی آخرت میں پیش آئے گا۔ (۱)

مشکلات قرآن (یعنی غور وفکر کے خاص مواقع)

اس کے علاوہ مشکلات کی ایک نوعیت وہ ہے، جس کا تعلق یا تو قرآن کے طریق افہام وتفہیم سے ہے، اور یا پھر وہ تاریخی تقاضوں کی بنا پر ابھری ہیں، ان سب مشکلات کو ہم ان پانچ ابواب میں منحصر جانتے ہیں:

(۱) حروف مقطعات　　(۲) اقسام القرآن

(۳) محکمات ومتشابہات　　(۴) مسئلہ ناسخ ومنسوخ

(۵) قرآن کے اسلوب بیان کی طرفہ طرازیاں۔ (۲)

---

(۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں: الفوز الکبیر، از: شاہ ولی اللہ دہلوی، باب اول

(۲) مطالعہ قرآن، از: محمد حنیف ندوی، ص: ۲۳۳

www.abulhasanalinadwi.org

اولیات قرآن

قرآن حکیم کے اولیات کی فہرست بہت طویل ہے۔ یہ کتب سماوی میں پہلی کتاب ہے جس نے دلوں کے اوراق پر رشد وہدایت کی داستانیں رقم کیں، جس کی حفاظت وصیانت اور تبیین ووضاحت کا اہتمام ذات واجب نے اپنے ذمے لیا، جس نے زندگی کے تمام رموز واسرار کا تسلی بخش حل پیش کیا اور جس نے انسانی معاشرے کی عدل وانصاف اور عشق ومحبت الٰہی کی بنیاد پر کامیاب تشکیل کی اور انسانیت کے سامنے فکروتدبر کی نئی راہیں کھولیں، ان مباحث مہمہ سے صرف نظر کرکے ہم اقبال کے اس حکیمانہ تجزیہ کو موضوع تحریر قرار دینا چاہتے ہیں، کہ قرآن ہی وہ پہلی کتاب ہے جس نے فکر ونظر اور علم وادراک کے مصادر اربعہ سے تعرض کیا اور اس کی تفصیلات پر روشنی ڈالی، یعنی قرآن ہی نے سب سے پہلے وحی نبوت پر کھل کر اظہار خیال کیا، قرآن ہی نے تاریخ کی اہمیت پر زور دیا، قرآن ہی نے نفسیات کے بارے میں دوٹوک نظریہ کی طرح ڈالی، اور قرآن ہی وہ صحیفہ عقل ودانش ہے، جس نے مطالعہ فطرت پر انسان کو آمادہ کیا، دوسرے لفظوں میں یہ چار عنوان ایسے ہیں جن سے قرآن کی اولیت نکھر کر فکر وذہن کی سطح پر ابھرتی ہے:

۱۔ وحی ۲۔ تاریخ

۳۔ نفسیات ۴۔ اور مطالعہ فطرت

یہی علم ودانش کے وہ چار چشمے ہیں جن کو بیک وقت سامنے رکھنے سے زندگی کا صحیح نقشہ مترتب ہوتا ہے، جن قوموں نے ان سے استفادہ کیا، وہ زندہ رہیں اور جنہوں نے ان کو نظر انداز کیا، وہ ذلیل وخوار ہوئیں (۱)۔

قرآن مجید میں حقائق کونیہ پر غور کرنیکی تلقین تاکہ ایمان کو تقویت حاصل ہو

قرآن حکیم کی ایک زبردست خصوصیت یہ ہے کہ وہ سلبی وایجابی دونوں حیثیتوں

---

(۱) مطالعۂ قرآن، از: مولانا محمد حنیف ندوی۔

www.abulhasanalinadwi.org

سے نوع انسانی کو موجودات عالم کے مطالعے ومشاہدے اوران کے تفصیلی جائزے پر ابھارتا ہے اوران مظاہر کی ساخت و پرداخت اوران کے نظاموں کا منظّم مطالعہ کرنے نیز ان اشیاء وحوادث کے علل واسباب کا پتہ لگا کر ایک مسبب الاسباب ہستی تک پہنچنے کی دعوت دیتا ہے۔

اسلام کے بنیادی مقاصد اوراس کے اساسی معتقدات یعنی توحید، رسالت اور یوم آخرت کا اثبات اوران کی صداقت وحقانیت کے لیے نظام کائنات کے دلائل پیش کرنا اور منکرین حق پر اتمام حجت کرنا جیسا کہ ایک دوسرے موقع پراس کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے۔

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ٥ وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ٥

[ذاریات:۲۱]

''اور روئے زمین میں یقین کرنے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں موجود ہیں، اور خود تمہاری اپنی ہستیوں میں بھی کیا تم کو نظر نہیں آتا۔''

اہل اسلام کو خصوصیت کے ساتھ تسخیر موجودات کی طرف راغب کرنا یعنی موجودات عالم میں جو طبعی اور حیاتیاتی فوائد، قوانین فطرت کے روپ میں موجود ہیں، ان سے استفادہ کر کے انسانی زندگی کو بہتر بنانے اور دین برحق کے غلبہ کے حصول کے لے قوت وشوکت حاصل کرنے کی ترغیب دلانا تاکہ اس کے ذریعہ خلافت ارضی کے دیگر مقاصد پورے ہوں اور اقوام عالم کی اصلاح کا فریضہ انجام پائے۔

قرآن مجید کے مباحث کا تنوع

قرآن کریم کی آیات میں ترغیب بھی ہے اور ترہیب بھی، وعدہ بھی ہے اور وعید بھی، وعظ بھی ہے اور نصیحت بھی، بیان بھی ہے اور احکام بھی، ذکر عقائد بھی ہے اور احکام شریعت بھی، قصص بھی ہیں اور امثال بھی، دنیا کی وضاحت بھی ہے اور آخرت کی حقیقت بھی، علوم وفنون کے موضوعات کی توضیح پر اشارے بھی ہیں اور فصاحت وبلاغت کے اعلیٰ معیاری رموز بھی، جو ہر دور اور ہر مقام کے لیے موافق اور جن سے رہتی دنیا تک انسانیت کی رسائی ہوتی ہے، ان میں معاشیات، اقتصادیات، عمرانیات اور فلسفہ، سائنس وحکمت اور نفسیات کی رہنمائی

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتی ہے، جو عالم علوی و سفلی کے مطابق ہے، قرآن کریم ایک سدا بہار اور انقلاب آفریں دستور ہے، قرآنی سورتوں اور آیات کے ارتباط میں دقیق و غامض حکیمانہ مستقل اسرار ہیں۔

قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ٥﴾ کے اعلان کے ذریعہ فرمایا اور اس کی حفاظت اگرچہ خود اپنے حکم سے کر سکتا تھا، لیکن اس کے لئے خود انسانوں کو ہی اس کا ذریعہ بنایا، چنانچہ لاکھوں مسلمانوں کے اس کو یاد کرنے اور کثرت سے تلاوت کرنے کے ذریعہ اس کی حفاظت کا بندوبست فرمایا، تراویح میں قرآن مجید کے پڑھے جانے سے کیا، پھر عربی کے علاوہ زبانوں میں اس کے ترجمے کرنے کی توفیق عطا کی، ان سب ذرائع سے قرآن مجید کی حفاظت ایسی پختہ حفاظت بن گئی کہ شاطر سے شاطر جماعت بھی اس میں بگاڑ نہیں پیدا کر سکتی۔

عربی زبان میں بے شمار تفسیریں لکھی گئیں، وہ بھی اس کی حفاظت کا ذریعہ بنیں، عربی زبان کے علاوہ دنیا کی دیگر زبانوں میں بھی اس کے تراجم اور تفسیریں بھی تیار ہوئیں۔

قرآن مجید اصلاً دعوتی اور تربیتی کتاب ہے، جو حق کی طرف دعوت دیتی ہے، اور حق کی وضاحت کرتی ہے اور انسان کو اعلیٰ صفات کے اختیار کرنے اور اپنے رب کی اطاعت، شکر اور اس سے لو لگانے کی دعوت دیتی ہے، اس سلسلہ میں اس کا اسلوب بیان نہایت اعلیٰ اور انسانی مزاج اور نفسیات کی رعایت کرنے والا ہے، اس میں علم و فن کے وہ ذرائع بھی ہیں جو کلام میں وضاحت اور اثر پذیری رکھنے والے، دل و دماغ کو متاثر کرنے والے ہیں اور قرآن مجید کی عبارت کی بلاغت اور حسن بیان کی خوبیوں کو ظاہر کرتے ہیں، مثلاً نحو و صرف، بلاغت و معانی، فن خطابت و وعظ، اس کے علاوہ فن تجوید و قرأت، تصویر فنی اور تاریخ و قصص وغیرہ جو انسانوں کی توجہ کو کھینچنے والے ہیں رکھے گیے ہیں اور فکر انسانی، نفسیات انسانی اور معلومات انسانی کے مختلف پہلو بھی ملتے ہیں اور انسان کا عملی زندگی میں جن پہلوؤں سے واسطہ پڑتا ہے ان کا تذکرہ بھی حسب موقع قرآن مجید میں آیا ہے، مثال کے طور پر چند کا ذکر کیا جاتا ہے، مثلاً:

تعبیر الرؤیا

إِذْ قَالَ یُوسُفُ لِأَبِیهِ یَا أَبَتِ إِنِّی رَأَیْتُ أَحَدَ عَشَرَ کَوْکَباً وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَیْتُهُمْ لِی سَاجِدِینَ --- الخ --- وَقَالَ یَا أَبَتِ هَـٰذَا تَأْوِیلُ رُؤْیَایَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّی حَقّاً

(سورۃ یوسف: ۴ و ۱۰۰)

''وہ وقت قابل ذکر ہے جب یوسف نے اپنے والد سے کہا کہ اے ابا، میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں، ان کو اپنے روبرو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے، ......اور یوسف نے کہا اے میرے ابا! یہ پہلے دیکھے گئے میرے خوابوں کی تعبیر ہے، میرے رب نے ان کو سچ کر دکھایا ہے''۔

علم الامثال

إِنَّ أَوْهَنَ الْبُیُوتِ لَبَیْتُ الْعَنکَبُوتِ ۝

''سب سے کمزور گھر مکڑی کا ہوتا ہے۔''

أَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً کَلِمَةً طَیِّبَةً کَشَجَرةٍ طَیِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِی السَّمَاءِ ۝ تُؤْتِی أُکُلَهَا کُلَّ حِینٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَکَّرُونَ ۝ وَمَثَلُ کَلِمَةٍ خَبِیثَةٍ کَشَجَرَةٍ خَبِیثَةٍ اجْتُثَّتْ مِن فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِن قَرَارٍ ۝ [سورہ ابراہیم: ۲۴-۲۶]

''کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی مثال بیان فرمائی ہے کلمۂ طیبہ یعنی کلمۂ توحید کی کہ وہ مشابہ ہے ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ خوب گڑی ہوئی ہو، اور اس کی شاخیں اونچائی میں جارہی ہوں، وہ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر فصل میں اپنا پھل دیتا ہو اور اللہ تعالیٰ ایسی مثالیں لوگوں کے واسطے اس لئے بیان فرماتے ہیں کہ وہ خوب سمجھ لیں، اور گندہ کلمہ کی یعنی کلمۂ کفر اور شرک کی مثال ایسی ہے جیسے ایک خراب درخت ہو کہ

www.abulhasanalinadwi.org

زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جائے، اس کو کچھ ثبات نہ ہو''۔

علم الاخلاق

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِيْ الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ٥ وَأَوْفُواْ بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلاَ تَنقُضُواْ الأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلاً إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ٥ [سورۃ النحل:۹۰-۹۱]۔

''بیشک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں، اور کھلی برائی اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ تم کو اس لئے نصیحت فرماتے ہیں کہ تم نصیحت قبول کرو، اور تم اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ تم اس کو اپنے ذمہ کرلو، اور قسموں کو بعد ان کے مستحکم کرنے کے مت توڑ دو، اور تم اللہ تعالیٰ کو گواہ بھی بنا چکے ہو، بیشک اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ تم کرتے ہو''۔

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ٥ [سورۃ الرحمٰن:٦٠]

''احسان کا بدلہ احسان ہے''۔

علم النفس

فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا...الخ ٥ [سورۃ الروم:۳۰]

''یہ اللہ کی فطرت ہے، جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا''

سیاحت و اسفار

أَوَلَمْ يَسِيْرُوا فِيْ الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِن قَبْلِهِمْ [سورۃ فاطر:۴۴]

www.abulhasanalinadwi.org

”کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیا ہوا۔“

آسمانی تحقیقات

تَبَارَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَاءِ بُرُوجاً وَجَعَلَ فِیْهَا سِرَاجاً وَقَمَراً مُّنِیْراًo [سورۃ الفرقان:٦١]

”وہ ذات بہت عالیشان ہے، جس نے آسمان میں بڑے بڑے تارے بنائے اور آسمان میں ایک چراغ یعنی آفتاب اور نورانی چاند بنایا“۔

تاریخی معلومات

لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِی الْأَلْبَابِo

[سورۃ یوسف:١١١]

”ان کے قصوں میں عقل مندوں کے لیے عبرت ہے۔“

معاشی پہلو

وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِی الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ... الخo [سورۃ الأعراف:١٠]

”ہم نے تمہیں زمین میں ٹھکانہ عطا کیا اور تمہارے لیے زمین میں روزی پیدا کی۔“

فَإِذَا قُضِیَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِی الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللّٰهِ [سورۃ الجمعۃ:١٠]

”پھر جب نماز پوری ہو چکے تو تم زمین پر چلو پھرو اور خدا کی روزی تلاش کرو“

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّیِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ [سورۃ الأعراف:٣٢]

”آپ فرمائیے کہ اللہ کے پیدا کی ہوئی زینت (کپڑوں) کو جس کو اس

www.abulhasanalinadwi.org

نے اپنے بندوں کے واسطے بنایا ہے اور کھانے پینے کی چیزوں کو کس شخص نے حرام کیا ہے"۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا

"کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو یعنی حد سے آگے نہ بڑھو۔"

تحقیقی انداز

إِن جَاءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فتبينوا..الخ (اگر کوئی فاسق خبر لائے تو دیکھا کرو) موجودہ ترقی یافتہ دور میں جو صنعتیں رائج ہیں ان میں سے کئی کا تذکرہ کسی لائق توجہ بات کے تعلق سے ملتا ہے۔

لباس انسانی

وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ

(النحل:۸۱)

"اور تمہارے لیے کرتے بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور ایسے کرتے جو جنگ میں تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔"

بسلسلہ تغذیہ

وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ

(البقرۃ:۲۲)

"اور آسمان سے پانی برسا کر تمہارے کھانے کے لیے انواع واقسام کے میوے پیدا کیے۔"

دھاتی صنعتیں

أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ

www.abulhasanalinadwi.org

''کشارہ زرہیں، بناؤاور کڑیوں کو انداز سے جوڑو۔''

آتُونِیُ زُبَرَ الْحَدِیْدِ حَتّٰی إِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انفُخُوا حَتّٰی إِذَا جَعَلَهُ نَاراً قَالَ آتُونِیُ أُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْراً○

[سورۃ الکہف:۹۶]

''تو لوہے کے بڑے تختے لاؤ (چنانچہ کام جاری کرایا گیا) یہاں تک کہ جب اس نے دونوں پہاڑوں کے درمیان (کا حصہ) برابر کردیا (اور) کہا (اب اسے) دھونکو یہاں تک کہ جب اس کو (دھونک دھونک کر) آگ کردیا تو کہا کہ اب میرے پاس تانبہ لاؤ کہ اس کو پگھلا کر ڈال دوں۔''

اس طرح کے بہت سے عنوانات جن سے انسان کو اس دنیاوی زندگی میں واسطہ پڑتا ہے قرآن مجید میں حسب موقع ملتے ہیں۔(۱)

قرآن مجید کا زندگی اور کائنات کے متعلق متنوع حقائق پر مشتمل ہونا

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ:

''ایک منصف مزاج طالب علم مطالعہ قرآن کے وقت یہ حقیقت معلوم کر کے ششدر و حیران رہ جاتا ہے کہ اگرچہ یہ عظیم ترین کتاب ایک امی پر آج سے چودہ سو برس پہلے عرب کے محدود اور علمی دنیا سے منقطع ماحول میں نازل ہوئی تھی، اور اس میں کثیر تعداد حقائق اور اشیاء کا ذکر بھی آتا ہے جن کا تعلق تاریخ، جغرافیہ، طبعیات، فلکیات، اجرام سماوی، علم الحیاۃ، طب، انسانی خلقت، اس کے جسم کی تدوین و ترکیب اور اس کے بہت سے کائناتی علوم سے گہرا ہے، جن کے بارے میں ان پچھلی صدیوں سے حقائق و معلومات کا ایک نیا عالم منکشف ہوگیا ہے، اور علم انسانی کے زمین و آسمان بدل گئے ہیں، اس میں کوئی ایسی بات نہیں کہی گئی ہے جس کو علم جدید نے خلاف واقعہ ثابت کردیا ہو، بلکہ اس سلسلہ میں بہت سے ایسے حقائق و مضمرات آگئے ہیں جن کی علم

(۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں: اعجاز قرآن کے حیرت انگیز نمونے، از: سید احمد ومیض ندوی، ص: ۱۶۲-۱۶۵

www.abulhasanalinadwi.org

جدید نے انہی حال میں نقاب کشائی کی ہے اور اس کو ان تک ابھی حال میں رسائی حاصل ہوئی ہے، اس اجمال کی تفصیل ایک کتاب نہیں بلکہ کتابوں کے ایک سلسلہ کی طالب ہے"۔(۱)

فرنچ فاضل و محقق موریس بوکائلے Maurice Buciale نے اپنی کتاب "بائبل قرآن اور سائنس" میں لکھتے ہیں کہ:

"آسمانوں، زمین کی پیدائش، کائنات کا وجود، اجرام فلکی، ماہیت آسمانی، فلکی دنیا کا ارتقاء، فضائے آسمانی، پانی اور سمندروں کے حیات افروز حیوانیت میں بنیادی کردار کی ادا، سطح زمین اور پہاڑوں کے حالات، نباتات اور حیوانات کی دنیا، زندگی کا مبدأ و آغاز، انسانی توالد و تناسل، تربیت جنین، نیز اہم تاریخی واقعات طوفان نوح، مصر میں بنی اسرائیل کا زمانہ، مصر سے حضرت موسیٰؑ کا خروج، حضرت موسیٰؑ کے زمانے کے فرعون اس کی کیفیت وغیرہ اور طبعیات، فلکیات، علم الحیات، طب اور تاریخ کی جدید تحقیقات کی روشنی میں قرآن اور بائبل کا تقابلی مطالعہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ توریت وانجیل کی ان تصریحات کے مقابلے میں قرآن مجید کی تصریحات علم و تحقیق کے جدید ترین نتائج سے مطابقت میں بالکل منفرد اور ممتاز ہیں"۔(۲)

اس کی صحت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے، اس طرح قرآن مجید پر انسانوں کے وقتی، معاشی، اجتماعی اور سیاسی رجحانات کا کوئی اثر نہیں ہوا، اور اس کا ہدایت نامہ ان مسائل میں ابدی اور دائمی ہے۔

---

(۱) مطالعہ قرآن کے اصول ومبادی، ص ۵۲

(۲) دراسۃ الکتب فی ضوء المعارف الحدیثۃ، ص: ۲۸۶

www.abulhasanalinadwi.org

آٹھواں باب

قرآن مجید کی اعجازی خصوصیت

۱۔ کمال الدین محمد بن علی بن الزملکانی کا کہنا ہے کہ قرآن کا اعجاز، اس کے حسن تالیف میں مضمر ہے، یعنی اس کے مفردات اور معانی دونوں میں یہ خصوصیت پنہاں ہے کہ ان کے انتخاب میں صورت و آہنگ اور ترجمانی کے اعتبار سے اس مرتبہ و درجہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے جو بلند تر ہے۔

۲۔ ایک نقطہ نظر یہ ہے کہ اس میں اعجاز کا پہلو، وہ پیش گوئیاں ہیں جن کا تعلق مستقبل سے ہے اور وہ حرف بہ حرف پوری ہوئیں، جیسے اہل بدر کے بارے میں فرمایا:

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (القمر:۴۵)

''عنقریب یہ لوگ شکست کھائیں گے، اور پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں گے''

اس نے اہل ایران کے مقابلے میں رومیوں کی فتح کی اس وقت خبر دی جب کہ اس کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔

الٓمٓ، غُلِبَتِ الرُّومُ، فِيٓ أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُم مِّنۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ٥ (الروم:۲۱)

''الم۔ اہل روم نزدیک ہی ملک میں مغلوب ہو گئے اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے۔''

۳۔ ایک رائے یہ ہے کہ وجہ اعجاز گزشتہ اقوام و ملل کے حالات و کوائف کو اس انداز میں بیان کرنا ہے کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچشم خود دیکھا ہے، حالانکہ مدت ہوئی تاریخ ان کو بھلا چکی تھی۔

www.abulhasanalinadwi.org

تِلْكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنتَ تَعْلَمُهَا أَنتَ
وَلَا قَوْمُكَ مِن قَبْلُ (ہود:۴۹)

''ان حالات کے بارے میں خبروں کا تعلق غیب سے ہے جو ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں اور اس سے پہلے نہ تم ہی اس کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم۔''

۴۔ایک مدرسہ فکر یہ ہے کہ قرآن کا یہ اعجاز ہے کہ اس نے نہ صرف مختلف قوموں کے حالات وکوائف پر روشنی ڈالی، بلکہ معاصرین کی نفسیاتی کمزوریوں پر سے بھی پردہ اٹھایا، اور یہ بھی بتایا کہ ان کے دلوں میں کون کون سے خیالات وشبہات پرورش پا رہے ہیں۔

إِذْ هَمَّت طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا (آل عمران:۱۲۲)

''اس وقت تم سے دو جماعتوں نے جی چھوڑ دینا چاہا۔''

وَيَقُولُونَ فِي أَنفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ (المجادلۃ:۸)

''اور یہ اپنے دل میں کہتے ہیں کہ اگر یہ واقعی پیغمبر ہیں تو جو کچھ ہم کہتے ہیں اس پر ہمیں سزا کیوں نہیں ملتی۔''

۵۔جمہور اہل علم کی رائے میں قرآن میں بلاغت کا یہ پہلو اعجاز کا حامل ہے کہ اس کے نظم وترتیب اور معانی کی استواریاں اس درجہ نمایاں ہیں کہ کوئی انسان ان کو محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کلام اس ذات گرامی کی طرف سے نازل ہوا ہے جس کے دائرہ علم وادراک سے کوئی شی باہر نہیں، جو معانی کی صحت وبلندی سے آگاہ ہے اور الفاظ کی موزونیت سے بھی پوری طرح باخبر۔

۶۔امام فخر الدین رازی کا کہنا ہے کہ اس کا اعجاز، اس کی فصاحت وبلاغت اور ان تمام عیوب سے اور تضادات سے منزہ ہونا ہے جو انسانیت کا خاصہ ہیں۔

۷۔قاضی ابوبکر اپنی کتاب اعجاز القرآن میں رقم طراز ہیں کہ قرآن کے اعجاز میں یہ راز پنہاں ہے کہ اس کا اسلوب، اس دور کے تمام معروف ومروجہ اسالیب سے مختلف ہے، یعنی نہ تو یہ اس شعر کی طرح ہے اور نہ اس نثر کی طرح جس کا اظہار اس دور کے فصحاء اور شعراء اپنے کلام میں اکثر کیا کرتے تھے، ظاہر ہے طرز بیان کی اس طرفگی کو بخت واتفاق کی کارسازی قرار دے

www.abulhasanalinadwi.org

کرٹالا نہیں جاسکتا، بلکہ اس میں ایک خاص انداز کی تازگی ،نکھار و نغمگی پائی جاتی ہے، ابداع، طرفگی اور ندرت کا یہ شاہ کار بہر حال اس لیے ہے کہ اس کو بدیع السمٰوات والارض کے کلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔

۸۔ ابو یعقوب یوسف بن ابی بکر محمد بن علی السکا کی نے اپنی کتاب مفتاح العلوم میں اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ قرآن کے اعجاز کا کوئی پہلو متعین کرنا مشکل ہے، چنانچہ وہ قاری جو فصاحت و بلاغت کا صحیح علم و ذوق رکھتا ہے، اس کی فصاحت و بلاغت سراسر ذوق و وجدان کے نازک پہلوؤں سے تعلق رکھتی ہے اور اس کا اظہار اسی طرح ناممکن ہے جس طرح حسن و ملاحت کا اظہار الفاظ میں ناممکن ہے، کیوں کہ یہ چیز محسوس کرنے کی ہے بیان کرنے کی نہیں، یا جس طرح کوئی بھی شخص نغمہ و صوت کے حسین اثرات کو الفاظ میں منتقل نہیں کر سکتا، ٹھیک اسی طرح قرآن کے حسن و زیبائی کی الفاظ و حروف کی اصطلاحوں میں تشریح نہیں کی جاسکتی۔

۹۔ ابو حیان توحیدی نے اعجاز قرآن سے متعلق بندار بن الحسین الفارسی کے جس قول کو بہت پسند کیا ہے، واقعہ یہ ہے کہ تعبیر و تشریح کا یہ وہ اسلوب ہے جو نہ صرف اچھوتا، نازک اور بدرجہ غایت اونچا ہے بلکہ اس میں ان تمام وجوہ اعجاز کو گھیر لیا گیا ہے جن سے قرآن کی عظمت کا احساس دلوں میں ابھرتا اور زندہ ہوتا ہے۔

۱۰۔ ابوالحسن حازم بن محمد الفرناصی نے منہاج البلغاء میں اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ قرآن حکیم میں بلاغت و فصاحت کا ہونا ہی اس کے معجزہ ہونے کی دلیل نہیں۔ اصل کمال جس کو اعجاز کہہ سکتے ہیں یہ ہے کہ قرآن حکیم میں بسم اللہ سے والناس تک فصاحت و بلاغت کا یہ دریا، استمرار اور یکسانی کے ساتھ رواں دواں ہے اور کہیں بھی ایسا مقام یا مرحلہ نظر نہیں آتا جہاں جھول ہو یا جہاں عدم توازن یا معیار سے عدم مطابقت کا احساس پیدا ہو۔(۱)

حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کے اعجاز کے اتنے متنوع پہلو ہیں کہ کسی ایک گوشہ میں ان کو سمیٹا نہیں جاسکتا، کتنے گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور کتنے وہ گوشے ہیں جہاں تک انسان کی عقل ابھی تک رسائی حاصل نہیں کر سکی ہے، اور قیامت تک اس کے اعجازی پہلو سامنے

(۱) مطالعۂ قرآن، از: مولانا محمد حنیف ندوی۔

www.abulhasanalinadwi.org

آتے رہیں گے۔

قرآن کی اعجاز بیانی

قرآن مجید کا اعجاز، مفہوم کلام یعنی نہایت موٴثر اور دل کو موہ لینے والی ادائیگی میں خصوصی طور پر نمایاں ہے، اس کے اختیار کردہ جملوں کی معنی خیز ترکیب، عبارت کی سلاست وروانی، کہیں سہولت بیانی اور شیرینی اور کہیں شوکت وفخامت، کہیں دل موہ لینے والی کیفیت اور کہیں دل کو لرزا دینے والا انداز وہ خصوصیتیں ہیں جس کو اعجاز کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے، قرآن مجید اس کے اعجاز کا سب سے زیادہ مظاہرہ آیتوں کی معنوی سلاست، حسن تعبیر کی گیرائی وگہرائی اور معجزانہ عروج کی شوکت سے ہوتا ہے، زبان کی شیرینی، فصاحت وبلاغت کی سطوت، اختصار کی ندرت، معانی کی جاذبیت، تسلسل کی حلاوت، حسن وجمال کی لذت، تلفظ کی موسیقیت اور اس کی ہوشربا کیفیت سے قرآن کریم الفاظ ومعانی اور مقاصد کا ہالہ بن گیا ہے، جس پر رنگ وڈھنگ اور تناسب وتوازن کا رنگ چھایا ہوا ہے، قرآنی آیات کے درمیان نہایت لطیف ربط پایا جاتا ہے، یہ ربط قدرے دقیق ہوتا ہے، جہاں تک پہنچنے کے لیے بہت ہی عمیق غور وخوض کی ضرورت پڑتی ہے، اس کی ہر آیت مستقل ادبی ذوق اور مضمون کی حامل ہے، گو قرآن تیئس سال میں حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا، مگر اس ترتیب سے لکھ لیا جاتا تھا، جس کی رہبری رسول مقبول علیہ السلام فرماتے تھے، اس کی بے ترتیب نزول میں ترتیبی حسن ہے، کلام میں شوکت، شیرینی اور نزاکت ملی جلی ہے، اس میں علم وفن کے ایسے باریک نکات ہیں، جو معمولی حلقہ ادراک کے بس کی بات نہیں ہے، اس کو جاننے کے لیے علوم وفنون کے ماہرین کی علمی گہرائی وگیرائی کی مدد درکار ہے۔

اس ربانی ادب میں اسرار کائنات کی گرہ کشائی ہے، حکمت کے رموز کھل کر سامنے آتے ہیں، اخلاقی بلندی، ذہنی برتری اور ہمہ گیر روحانی ارتقاء کے ساتھ اس میں تدبر وتفکر کی لطافت اور فصاحت وبلاغت کا کمال نمایاں ہوتا ہے۔(۱)

---

(۱) فنون القرآن، ص: ۵۴، از: ڈاکٹر قدرت اللہ باقوی

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن مجید کے فواصل کا اعجاز

قرآنی فواصل کے اختتام میں حروف مدولین کے ساتھ نون ومیم مل کر ذہنی مسرت پیدا کر دیتے ہیں، آواز کو طویل کر کے اس میں ترنم خیز ارتعاش پیدا کرنے میں قرآنی الفاظ اوران کی ترتیب وترکیب کا موقف، سہل تر اور شیریں ہوتا ہے، قرآنی آیات کے تمام فواصل آواز کے ترنم سے موسیقیت کا جمال پیدا کر دیتے ہیں، حروف کی طبعی ترتیب اورحرکات سے موسیقیت میں دلکشی، زیروبم کا اضافہ ہوجاتا ہے، اوراس کی جھنکار سے حسنِ رموز، نفس نشاط انگیزاور تازہ بہ تازہ کیف وسرور رونما ہوتے ہیں، الفاظ اورفواصل کے حرکات وسکنات میں صرفی ونحوی قواعد سے نفیس آواز خود متحرک ہوجاتی ہے، عقلی التذاذ رقص کرنے لگتا ہے، اوراس کے ڈھنگ کی رنگین حس متحرک صورت کی شکل بن جاتی ہے، قرآن کریم کی مختلف سورتوں میں فواصل کا کیف آور رنگ ڈھنگ، کام ودہن کو لطف اندوز کر دیتا ہے، مثلاً سورہ مریم کے آخری میں ''إِدًّا'' و '' هَـدًّا''، سورۃ الفرقان میں ''سَلَامًـا وكِـرَامًـا''، سورۃ ص میں '' وطيـن''، ''سَاجِدِين''، اسی طرح طویل سورتوں میں قریب المخرج، قریب الوزن، قافیوں کی مراعات اور چھوٹی چھوٹی سورتوں میں عبارت کی شیرینی اور حسن سلاست کے ساتھ ترنم ریز فواصل لائے گئے ہیں، مثلاً سورۃ الشمس، سورۃ القارعۃ، سورۃ الفیل اور سورۃ الکافرون میں لفظی جاذبیت کے ساتھ معنوی دلکشی بھی ملتی ہے، قرآن مجید دل ودماغ پر سایہ فگن ہو کر نوک زبان پر بھی رقصاں ہوجاتا ہے، قرآن کریم کی ہر ہر سورہ فواصل کے رنگ ڈھنگ میں اپنی اپنی جگہ ایک بے نظیر انداز بن کر کام ودہن کو مسحور کر رہی ہے، فواصل کا تغیر، حرف روی کا تماثل وتقارب اور پھر منفرد فواصل کا انداز بھی لاجواب ہے، مثلاً سورۃ الانفطار۔

إِذَا السَّمَـاءُ انفَطَرَتْ ٥ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انتَثَرَتْ ٥ وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ٥ وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ، عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ٥ يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ،

www.abulhasanalinadwi.org

الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ٥ فِیْ أَیِّ صُورَةٍ مَّا شَاء رَكَّبَكَ ٥ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّیْنِ ٥ وَإِنَّ عَلَیْكُمْ لَحَافِظِیْنَ ٥ كِرَاماً كَاتِبِیْنَ ٥ یَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ٥ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ٥ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ٥ یَصْلَوْنَهَا یَوْمَ الدِّیْنِ، وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِیْنَ، وَمَا أَدْرَاكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ، ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ، یَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئاً وَالْأَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ﴾ (سورۃ الانفطار)۔

''جب آسمان پھٹ پڑے، اور جب تارے جھڑ پڑیں، اور جب سمندر ابل پڑیں، اور جب مردے قبروں سے نکل آئیں، اور ہر ایک نفس جان لیتا ہے جو کچھ آگے کرے گا اور جو کچھ پیچھے کرے گا، اے انسان تجھے اپنے رب کریم سے کیا چیز مغرور کرتی ہے، جس نے تجھے پیدا کیا اور مناسب رکھا، جس صورت میں چاہا تجھے روپ بخشا، ہرگز نہیں، تم دین کو جھٹلاتے ہو، اور تم پر نگہبان مقرر ہیں، عزت دار لکھنے والے، جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں، بے شک نیک لوگ بہشت میں ہیں، اور بے شک گنہگار لوگ دوزخ میں ہیں، انصاف کے دن وہ اس میں ڈالے جائیں گے، اس سے وہ جدا ہونے والے نہیں ہیں، تجھے کیا خبر کہ انصاف کا دن کیا ہے؟، پھر تجھے کیا خبر کہ انصاف کا دن کیا ہے؟ جس دن کوئی نفس کسی نفس کا مالک نہیں ہوگا، اور ہر کام اس دن اللہ ہی کا ہوگا''۔

اس سورۃ کی ابتداء میں پانچ آیتوں کے فاصلے ''رت'' پر ختم ہو رہے ہیں، ''اِنفَطَرَتْ، اِنتَثَرَتْ، فُجِّرَتْ، بُعْثِرَتْ، اور اُخِّرَتْ'' کے بعد کی آیت الکریم میں فاصلہ میم پر ہے، اس کے بعد دو آیتوں کے ''فَعَدَلَكَ'' اور ''رَكَّبَكَ'' میں فاصلے، ک پر ہیں، پھر چار آیتوں میں ''الدِّیْن'' ''لَحَافِظِیْن'' ''كَاتِبِیْن'' اور ''تَفْعَلُوْن'' کے فواصل ''ن'' پر ہیں، اور بعد کی دو آیتوں میں ''نَعِیْم و جَحِیْم'' کے فواصل ''میم'' پر آئے ہیں، پھر چار

www.abulhasanalinadwi.org

آیتوں میں ''الذین وغائبین'' کے فواصل ''ین'' پر آئے ہیں، اور آخر میں سورۃ ہمزہ اور ہاء پر ختم ہوگئی ہے، ان فواصل کے رنگ ڈھنگ میں دھنک کی طرح ایک لطف آفریں جھلک ہے، یہی انداز لمبی و چھوٹی سورتوں میں نمایاں ہے۔(۱)

(۱) فنون القرآن، ص: ۸۵-۸۷

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن مجید کا حیرت انگیز عددی اعجاز

دنیا جیسے جیسے سائنسی میدان میں ترقی کرتی جارہی ہے، قرآن کے نئے نئے گوشے لوگوں کے سامنے آتے جارہے ہیں، جدید ذرائع ابلاغ اور کمپیوٹر کی ایجاد نے تحقیق اور معلومات کی دنیا میں زبردست انقلاب برپا کردیا ہے، کمپیوٹر کے ذریعہ عصر حاضر کے بعض عرب محققین نے قرآنی اعجاز کے ایک نئے پہلو سے لوگوں کو متعارف کرایا ہے اور وہ قرآن کا عددی اعجاز ہے، یعنی اعداد و شمار کی روشنی میں قرآنی اعجاز دریافت کرنے پر بہت سے علماء نے توجہ دی۔

یہاں پر قرآن کریم کے عددی اعجاز کے چند نمونے درج کیے جارہے ہیں۔(۱)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کے لیے ''قل'' کا لفظ ۳۳۲ مرتبہ استعمال کیا ہے تو مخلوقات یعنی ملائکہ جن وغیرہ کے لیے بھی ''قل'' کو ۳۳۲ مرتبہ استعمال کیا ہے، یہ حیرت انگریز معنوی یکسانیت ہے، اس سے قرآن کا تحریف سے محفوظ ہونا بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔

قرآن کریم میں اس کی صراحت ہے کہ آسمان سات ہیں، اسی طرح قرآن میں

---

(۱) اس سلسلہ میں ۱۳۹۵ھ میں رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ سے شائع ہونے والے مجلہ ''الرابطہ'' میں شیخ حسن عابدین کا ایک مضمون شائع ہوا تھا، جس میں انہوں نے اعداد کی روشنی میں قرآن کی حقانیت اور اس کے من جانب اللہ ہونے کو اُجاگر کیا تھا، اسی طرح کی ایک کامیاب کوشش عالم اسلام کے معروف مفکر اور عالم عبدالرزاق نوفل نے اپنی کتاب ''قرآن کریم کا عددی اعجاز'' میں کی ہے، عبدالرزاق نوفل کی کتاب کی روشنی میں جھنڈا نگر نیپال کے معروف عالم دین مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری نے ''قرآن کا عددی اعجاز'' کے نام سے مختصر سا مضمون لکھا تھا، جسے ماہنامہ ''السراج'' جھنڈانگر نے اپنے خصوصی شمارہ ''کتاب وسنت نمبر'' میں شامل کیا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

''سبع سمٰوٰت'' کا لفظ بھی صرف سات جگہ آیا ہے، وہ سات مقامات یہ ہیں:

(۱) فَسَوّٰاهُنَّ سَبعَ سَمَاوَاتٍ (البقرہ:۲۹)

(۲) فَقَضَاهُنَّ سَبعَ سَمَاوَاتٍ فِی.... (حم سجدہ:۱۲)

(۳) اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبعَ سَمَاوَاتٍ (طلاق:۲۱)

(۴) تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبعُ وَالْاَرْضُ وَمَن فِیهِنَّ (بنی اسرائیل:۴۴)

(۵) قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیمِ (مؤمنون:۶۸)

(۶) الَّذِیْ خَلَقَ سَبعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقاً (الملک:۳)

(۷) اَلَمْ تَرَوْا کَیفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقاً (نوح:۱۵)

ایمان اور ''آمنوا'' کا ذکر قرآن کریم میں ۵۲ مرتبہ ہے، اسی طرح لفظ کفر بھی ۵۲ مرتبہ آیا ہے، ایمان اور کفر کے الفاظ کی تعداد میں یکسانیت قرآن کے اعجاز کو ظاہر کرتی ہے۔

عددی اعجاز کا ایک اور نمونہ ملاحظہ کیجئے سورہ توبہ میں ارشاد ہے: ''ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهراً'' یعنی اللہ کے نزدیک مہینوں کا شمار ۱۲/ ہے، آیت میں جس طرح سال کے بارہ مہینے ہونے کا ذکر کرتے ہوئے ''شہر'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اسی طرح پورے قرآن میں لفظ ''شہر'' بارہ ہی مرتبہ استعمال ہوا ہے، کیسی عجیب یکسانیت ہے، دنیا کا ذکر قرآن میں ۱۱۰ مرتبہ آیا ہے تو آخرت کا بھی ۱۱۰ مرتبہ آیا ہے، ملائکہ کا ذکر ۸۸ مرتبہ ہے تو شیاطین کا ذکر بھی ۸۸ مرتبہ ہے، حیات کا ذکر ۱۴۵ مرتبہ ہے تو موت کا ذکر بھی اتنی بار ہے، لفظ ''الناس'' کا ذکر ۵۰ مرتبہ آیا ہے تو ''الرسل'' جو لوگوں کی طرف بھیجے جاتے ہیں کا ذکر بھی ۵۰ مرتبہ آیا ہے۔

بعض الفاظ کی عددی یکسانیت بڑی معنی خیز ہے، مثلاً ''ابلیس'' کا ذکر ۱۱/ مرتبہ ہے تو ابلیس سے پناہ مانگنے کا ذکر بھی ۱۱/ مرتبہ ہے، جس میں عجیب معنوی اشارہ دیا جا رہا ہے، اسی

www.abulhasanalinadwi.org

طرح ''الانفاق'' خرچ کرنے کا ذکر ۷۳/مرتبہ آیا ہے تو ''الرضا'' خوشی بھی ۷۳/مرتبہ آیا ہے، جس میں اشارہ ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی خوشی سے اللہ کو راضی کرنے کے لیے خرچ کرنا چاہئے۔

اسی طرح قرآن میں لفظ ''الضالون'' ۱۷/مرتبہ آیا ہے، جو گمراہ کے معنی میں ہے، تو لفظ ''الموتی'' مردے بھی ۱۷/مرتبہ آیا ہے، گویا اشارہ ہے کہ گمراہی موت ہے اور گمراہ حقیقی زندگی سے محروم ہیں، نیز لفظ ''الزکوٰۃ'' ۳۲/مرتبہ ہے تو لفظ ''البرکۃ'' بھی ۳۲/مرتبہ ہے جس میں اشارہ ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں کمی نہیں ہوتی، بلکہ اس میں برکت ہوتی ہے، قرآن میں لفظِ ''السحر'' ۶۰ مرتبہ آیا ہے، اسی طرح لفظ ''الفتنۃ'' بھی ۶۰/مرتبہ آیا ہے، گویا سحر کے فتنہ ہونے کا اشارہ مل رہا ہے، قرآن میں لفظ ''اللسان'' (زبان) ۲۵/مرتبہ آیا ہے، تو لفظ ''الموعظۃ'' نصیحت بھی ۲۵/مرتبہ آیا ہے، گویا زبان سے کلمۂ نصیحت وموعظت نکالنا چاہئے، لفظ ''الذہب'' سونا ۸/مرتبہ ہے تو لفظ ''الترف'' عیش وعشرت بھی ۸/مرتبہ آیا ہے، لفظ ''العقل'' ۴۹ مرتبہ ہے تو لفظ ''النور'' بھی ۴۹ مرتبہ ہے، لفظ ''الشدۃ'' سختی تکلیف ۱۱۴ مرتبہ آیا ہے تو لفظ ''الصبر'' بھی ۱۱۴ مرتبہ آیا ہے، قرآن میں لفظ ''محمد'' ۴ مرتبہ آیا ہے تو لفظ ''الشریعۃ'' بھی ۴ مرتبہ آیا ہے، لفظ ''الرجل'' ۲۴ مرتبہ آیا ہے تو لفظ ''المرأۃ'' بھی ۲۴ مرتبہ ہے، لفظ ''الجہر'' ۱۸ مرتبہ ہے تو لفظ ''السر'' بھی ۱۸ مرتبہ آیا ہے۔

لفظ ''ابرار'' کا ذکر ''فجار'' سے دوگنا ہے، ''فجار'' کا ذکر تین مرتبہ ہے اور ''ابرار'' کا ذکر ۶ مرتبہ، گویا اس میں اشارہ ہے کہ ''ابرار'' کو فجار سے زیادہ ہونا چاہئے، اسی طرح لفظ ''مغفرت'' کا ذکر لفظ ''جزاء'' سے دوچند ہے، لفظ ''جزاء'' کا ذکر ۱۱۷ مرتبہ ہے اور لفظ مغفرت کا ذکر ۲۳۴ مرتبہ، گویا اصل بدلہ کے مقابلہ میں بخشش کو زیادہ اور وسیع دکھایا گیا ہے، آدمی کی خلقت منی مٹی دونوں سے ہوئی ہے تو جہاں لفظ نطفہ کا ذکر ۱۲ مرتبہ آیا ہے وہیں لفظ ''طین'' ۱۲/مرتبہ آیا ہے، آدمی کو خدا کے پاس اجر اس کے فعل پر ملتا ہے، لفظ ''فعل'' کا ذکر ۱۰۸ مرتبہ ہے تو لفظ ''اجر'' کا ذکر بھی ۱۰۸ مرتبہ ہے، لفظ حساب کا ذکر ۲۹ مرتبہ ہے تو عدل وقسط کا ذکر بھی ۲۹ مرتبہ ہے، یعنی حساب پورے عدل وانصاف سے ہوگا، نیز لفظ قرآن اور اس کے مشتقات کا ذکر ۷۰ مرتبہ ہوا ہے تو ''وحی'' اور اس کے

مشتقات، اسی طرح لفظ ''اسلام'' اور اس کے مشتقات کا ذکر بھی ۷۰ مرتبہ ہوا ہے۔ (۱)

مولانا عبدالرؤف رحمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''یہ حسابی تناسب اور عددی توازن جو مختلف گوشوں میں نظر آچکا ہے، ان تین حقیقتوں کو واضح کرتا ہے: (۱) اول یہ کہ قرآن کریم کسی انسان کی تصنیف و تالیف نہیں ہوسکتی۔ (۲) دوسرے یہ کہ اس قرآن کریم میں کسی طرح کا تغیر و تبدل لاحق نہیں ہوا اور نہ کوئی تحریف اس میں واقع ہوئی، (۳) تیسرے یہ کہ قرآن کریم ہمیشہ کے لیے مستقل معجزہ ہے، چودہ صدیاں گزر گئیں، لیکن کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکا''۔

ایک اور اسکالر نے اپنے اعدادِ قرآنی کے حیرت انگیز اتفاقات ذکر کئے ہیں، ملاحظہ کیجئے:

☆ سورۂ الحدید کا نمبر ۵۷ ہے اور لوہے Stabe Isotop بھی ۵۷ ہے۔

☆ سورۂ انشقاق کا نمبر ۸۴ ہے، آپ حیراں ہوں گے کہ پلوٹیم کا عنصر نمبر ۸۴ ہے اور یہ عنصر پھٹنے پر بے شمار توانائی پیدا کرتا ہے۔

☆ انسان کا لفظ قرآن پاک میں ۶۵ مرتبہ آیا ہے، اس سے ملتے جلتے الفاظ ہیں، مٹی ۱۷ مرتبہ، نطفے کا قطرہ ۱۲ مرتبہ، غیر مکمل حالت میں بچہ ۶ دفعہ، نیم شکل میں گوشت کا لوتھڑا ۱۲ دفعہ، ہڈی ۱۵ دفعہ، گوشت ۱۲ دفعہ گویا کہ کل ۶۵ دفعہ۔

☆ اسی طرح زمین کا ذکر ۱۳ مرتبہ اور سمندر کا ذکر ۳۲ مرتبہ آیا ہے، زمین پر پانی اور خشکی کا تناسب کس خوبصورت انداز میں ظاہر کیا گیا ہے:

زمین: ۱۳×۱۰۰=۲۸،۸۸۸۸۸۸۴۵ (خشکی)

پانی: ۳۲×۱۰۰=۷۱،۱۱۱۱۱۴۵ (سمندر) (۲)

---

(۱) مولانا عبدالرؤف رحمانیؒ نے اپنے مضمون میں استاذ عبدالرزاق نوفل کی کتاب ''قرآن کریم کا عددی اعجاز'' سے جو اعداد نقل کئے ہیں، ان میں ''الشدۃ'' اور ''الصبر'' کے اعداد ۱۰۲، اسی طرح ملائکہ اور شیاطین کی تعداد ۸۶ لکھی ہے، جب کہ آج کل انگریزی میں شائع شدہ ایک چارٹ میں شیطان وملائکہ کی تعداد ۸۸ اور شدۃ اور صبر کی ۱۱۴ بتائی گئی ہے۔

(۲) تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں: اعجاز قرآن کے حیرت انگیز نمونے، از سید احمد ومیض ندوی، ص: ۱۸۵

www.abulhasanalinadwi.org

نواں باب

تعلیمات قرآن

اچھے اخلاق کی تلقین

اخلاق، خلق کی جمع ہے، یہ انسانی کردار کا وہ طرز ہے جس میں انسان بغیر کسی خاص ارادہ کے بہ سہولت اپنا عمل ظاہر کرتا ہے، اوراس میں انسان کے جذبات وخواہشات کارفرما ہوتے ہیں، جو بعض وقت خراب صورت کے حامل ہوتے ہیں، ان کو اچھے انداز کا بنانا اور خراب اور ناپسندیدہ طرز سے بچانا انسان کو قابل تعریف بناتا ہے۔

قرآنی ہدایات اس سلسلہ میں اعلیٰ اور پسندیدہ طرز اختیار کرنے کی تلقین کرتی ہیں، وہ انسان کی شخصی آزادی کو سلب نہیں کرتیں، بلکہ وہ انسانی معاشرہ میں انصاف اور ایک دوسرے کی ہمدردی اور رعایت کی طرف توجہ دلاتی ہیں تاکہ افراد میں اچھے کردار کا احساس فروغ پائے۔

قرآن کی جامع اخلاق آیت یہ ہے کہ جس میں قرآن نے اخلاق کی بنیادی تعلیمات کا پرچار کیا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾.

''خدا تم کو انصاف، اور اچھا طریقہ کار اور رشتہ داروں کی مدد کا حکم دیتا ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

وہ بے حیائی کی باتوں اور ناپسندیدہ عمل اور دوسروں کے ساتھ زیادتی کرنے سے روکتا ہے، وہ تم کو نصیحت کرتا ہے، (اس کے پیش نظر توقع ہے کہ) تم نصیحت حاصل کرو"۔

اس آیت کریمہ میں اللہ پاک نے اخلاق کی بنیادی تعلیم عدل واحسان کو قرار دیا ہے اور بے حیائیوں اور بری باتوں سے منع کیا ہے، تاکہ انسانی اخلاق اچھے اور بلند کردار کے ساتھ رائج ہو اور بے توجہی کا شکار نہ ہو جائے۔(۱)

قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں جگہ جگہ اعلیٰ انسانی کردار واخلاق کی تلقین ملتی ہے، اور وہ سادہ انداز میں اور دل کو موہ لینے والے اسلوب میں بیان کی گئی ہے۔

سورہ فاتحہ

قرآن مجید کا آغاز رب العالمین کی حمد اور تعریف سے ہے اور اس کے احکام کو تسلیم کرنے اور اس سے مدد چاہنے پر مشتمل سورہ سے کیا گیا ہے جسے سورہ "فاتحہ" کہتے ہیں، یہ سات آیتوں پر مشتمل ہے، اور ہر نماز کے ہر حصہ یعنی رکعت میں پڑھی جاتی ہے، اس طرح بندہ اور رب کے درمیان جو تعلق ہے اس کا شب وروز میں بار ہا اظہار اور اقرار کیا جاتا ہے، اس کے ذریعہ یہ متنوع صفات رکھنے والی مخلوق انسان اپنے خالق ومالک اللہ رب العالمین کا جو تمام کائنات کا خالق ومالک اور پالنہار ہے، بندہ ہے، اسی سے مدد مانگتا ہے اور اسی کی عبادت کرتا ہے۔

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ، اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ، صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾. [سورہ فاتحہ:۱-۷]

سب تعریف خدا ہی کو سزاوار ہیں، جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے، بڑا

---

(۱) ملاحظہ کریں: محاضرات القرآن، از: ڈاکٹر سید وقار احمد رضوی، ص:۳۹۸، کراچی، پاکستان

www.abulhasanalinadwi.org

مہربان نہایت رحم والا ہے، انصاف کے دن کا حاکم، اے پروردگار ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں، ہم کو سیدھے راستے چلا، ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو اپنا فضل وکرم کرتا رہا ہے، ان لوگوں کے راستہ پر نہیں جن سے تو ناراض ہوا اور نہ ان کے راستہ پر جو اچھے راستہ سے بھٹک کر غلط چلے گئے۔

پہلی آیت "الحمد لله رب العالمين" کے پہلے جزء میں بندہ کا اپنے رب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر واعتراف ملتا ہے، کہ تعریف اور شکر اسی ذات اعلیٰ کا ہے جو اللہ کے نام سے موسوم ہے، اور وہ ساری مخلوقات کا پالنہار ہے اور سب کی زندگیوں کی کفالت کرنے والا ہے، سہارا دینے والا ہے، رب العالمین رب کائنات ہے۔

الرحمن الرحيم : اس کی اہم صفت رحم اور کرم ہے، ساری مخلوقات کی راحت اور بھلائی کا انتظام کرتا ہے، اور مہربانی کا معاملہ کرتا ہے، کہ اس کی رحمت اور مہربانی کی کوئی انتہا نہیں۔

مالك يوم الدين: اسی کے ساتھ وہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ بندہ اپنے پروردگار کی رحمتوں اور نعمتوں کو کتنا مانتا ہے، اور اس کے کہنے پر کتنا چلتا ہے، اور اس کے محاسبہ کے لئے اس نے ایک دن مقرر کیا ہے، جس میں دنیا کی موجودہ زندگی کو ختم کر دینے کے بعد نئی زندگی عطا فرمائے گا اور اس زندگی کے آغاز میں سب کو اس کے سامنے پیش ہونا ہوگا اور اس ذات اعلیٰ و برتر خالق و مالک کل واحکم الحاکمین کے پاس سب کی حاضری ہوگی اور وہ ایسا دن ہوگا جس میں سب اپنی دنیاوی زندگی میں کیے ہوئے اعمال کا حساب رب العالمین مالک یوم الدین کے سامنے دیں گے جو اس دن کا تنہا مالک وحاکم ہوگا جس کو فرمایا ﴿لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾[سورہ غافر:۱۶] (آج حکومت کس کی ہے، تنہا اللہ کی ہے جو زبردست ہے)۔

لہٰذا بندہ کو ابھی سے اس بات کی فکر رہنی چاہئے کہ وہ اس دن کے لئے تیاری

www.abulhasanalinadwi.org

کرے، اور انسانوں کو پیدا کرنے کی جو غرض مطلوب ہے اس کو وہ پورا کرے۔ یعنی اپنے رب کی تابعداری اور شکر گزاری کرے۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ: یعنی یہ درخواست کرے کہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔

وإياك نستعين: اور چونکہ صحیح تابعداری اختیار کرنا اور بری باتوں سے اپنے کو بچانا مشکل کام ہے، جس میں بندہ اپنے رب کی مدد کا طالب ہے، اور وہ مدد اس کی طرف سے ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز کا مالک ہے، لہٰذا ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، اور پوری رہنمائی فرمائے اور توفیق دے سیدھے راستہ کی ﴿اهدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ﴾

جیسا کہ ان بندوں کے ساتھ اس نے کیا ہے جن پر اس کا خصوصی کرم ہے ﴿صِرَاطَ الَّذِينَ أَنعمتَ عَلَيهِمُ﴾

اور ان لوگوں کے طور طریق سے بچا جن سے تو ناراض ہے یا وہ نافرمانی میں مبتلا ہیں، ﴿غَيرِ المَغضُوبِ عَلَيهِمُ وَلَا الضَّالِّينَ﴾۔

اس طریقہ سے یہ سات آیتیں اس مقصد وعمل کا خلاصہ پیش کر دیتی ہیں، جو بندہ اور رب کے درمیان میں مطلوب ہے، ان سات آیتوں کی سورت قرآن مجید کے شروع میں آئی ہے اور اسی لئے اس کو سورہ فاتحہ کا نام دیا گیا ہے، اور اس کی جامعیت کے لحاظ سے اس کو وظیفہ بنا دیا ہے جس کے ذریعہ بندہ بار بار اپنے رب سے عبدیت کا اظہار کرتا ہے اور مدد مانگتا ہے۔

قرآن مجید سورہ فاتحہ کے بعد جن سورتوں پر مشتمل ہے وہ ۱۱۳ سورہ ہیں، جو انسانی زندگی سے تعلق رکھنے والے بکثرت معاملات کے سلسلے میں توجہ دہانی اور رہنمائی پر مشتمل ہیں۔

نزول کی ترتیب میں پہلی سورہ اقرأ علم کی تلقین کی سورہ

قرآن مجید کی سورتوں میں سب سے پہلے نازل کی گئی آیتیں سورہ علق کی ابتدائی آیات ہیں، وہ اقرأ سے شروع ہوئیں۔

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ، خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اقْرَأْ

www.abulhasanalinadwi.org

وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ، عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ، كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَى، أَن رَّآهُ اسْتَغْنَى ، إِنَّ إِلَى رَبِّكَ الرُّجْعَى﴾[سورہ علق: ۱-۸]۔

ان میں اللہ کے نام کے ساتھ پڑھنے یعنی علم کو اختیار کرنے، اس سے فائدہ اٹھانے کی تاکید کی گئی ہے، اوراس طرح انسان کی جو سب سے بڑی امتیازی حیثیت ہے جس میں ساری مخلوقات ارضی پر اس کو امتیاز دیا گیا ہے، یعنی علم کی صلاحیت سے فائدہ اٹھا کر زندگی اور اردگرد کے حالات سے واقفیت حاصل کر کے ان کو ترقی دینے اور اپنے حالات واعمال کو سنوارنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، اوراس توجہ دہانی کو اگر ہم انسانی تاریخ کے لحاظ سے دیکھیں تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دنیا میں جو انسانی ترقیات اور تحقیقات وانکشافات سامنے آتے رہے اور آتے رہیں گے وہ سب اس خداوندی عطیہ یعنی انسان کو دوسری مخلوقات پر فوقیت علم حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی خصوصیت ہے جو اس خالق ومالک رب العالمین نے انسان کو دوسری مخلوقات ارضی پر ترجیح دیکر عطا کیا ہے، علم کے عطیہ کے تذکرہ کے ساتھ یہ بھی ظاہر کر دیا کہ انسان اپنی خود پسندی اوراحساس برتری کے دھوکہ میں آکر غرور میں مبتلا ہوسکتا ہے جسکے نتیجہ میں انسانی سوسائٹی میں انفرادی اوراجتماعی دونوں سطحوں پر بڑی خرابیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔

اس لیے پہلی نازل ہونے والی سورہ یعنی سورہ اقرأ میں علم کا حوالہ دیکر اس کو خدا کے نام سے جوڑا گیا کہ علم میں تم کتنی ہی ترقی کرو اور علم میں تم کتنا ہی فائدہ اٹھاؤ لیکن یہ نہ بھولو کہ علم کی یہ امتیازی خصوصیت دراصل تمہارے مالک اللہ رب العزت کا عطیہ ہے، لہٰذا علم کو اس کے نام کے ساتھ وابستہ رکھیں، لہٰذا اس کے نام سے یہ وابستگی اس کے شکر واطاعت سے الگ نہ ہو اور جب علم اس کے خالق یعنی اللہ رب العزت سے وابستہ ہوکر چلے گا تو انسان کی انفرادی اوراجتماعی دونوں کی صلاح وفلاح کا ذریعہ ہوگا اوران خرابیوں سے محفوظ رہے گا جو انسان کے احساس برتری اور غرور اور خود پسندی سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ قرآن مجید کی

www.abulhasanalinadwi.org

وساطت سے رب العالمین کا پہلا سبق تھا جو انسان کو دیا گیا ہے اور انسانی تاریخ کے آئندہ آنے والے عہد کے شروع ہونے سے متصلاً قبل نازل ہونے والی کتاب میں دیا گیا جو عہد انسانوں میں علم کی کثرت اور علم کو زندگی کے تمام پہلوؤں میں رواج دیا جانے والا اور سارے انسانوں کے مابین عالمی قربت و تعلق کا عہد بننے والا تھا، اور یہ قرآن مجید کی سورتوں میں سے اس سورت میں دیا گیا جو نازل ہونے کے اعتبار سے پہلی سورت ہے، پھر تمام سورتوں کے نازل ہو جانے کے بعد سورتوں کی ترتیب انسان کی زندگی کے سارے تقاضوں کو سامنے رکھ کر نئی ترتیب قائم کی گئی، اس میں سورہ فاتحہ کی آیات کو سب سے مقدم رکھا گیا جو اپنے مضمون کے لحاظ سے گویا پورے کلام الٰہی کا مقدمہ اور بہترین تمہید ہے۔

یہ ترتیب تلاوت اور استفادہ کے لحاظ سے رکھی گئی اس ترتیب میں یہ سورہ یعنی سورہ فاتحہ شروع میں رکھی گئی جو کہ ہر موقع پر اولیت کا مقام رکھتی ہے، اس میں رب العالمین کو ماننے، اس کے احسان کو تسلیم کرتے ہوئے زندگی کی درستگی کے لیے اس سے مدد چاہنے اور گمراہی سے بچائے جانے کی دعا ہے، اس کے بعد جو سورہ دیگر تمام سورتوں سے مقدم رکھی گئی وہ ایک بڑی اور جامع سورت ہے، جو سب سے بڑی اور تفصیلی سورہ ہے جس کا نام سورہ بقرہ ہے۔

سورہ بقرہ اور دیگر سورتیں

پہلی سورت سورہ بقرہ کا آغاز کلام الٰہی کی اہمیت اور عظمت کے تذکرے سے شروع ہوا۔

الٓمٓ ٥ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ٥ الَّذِينَ
يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ٥
وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ
وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ٥ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ٥ [سورہ بقرہ:۱-۵]

"الف لام میم، یہ کتاب کہ کوئی شبہ اس میں نہیں، ہدایت ہے اللہ سے ڈر

www.abulhasanalinadwi.org

رکھنے والوں کے لیے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں، اور نماز کی پابندی کرتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، اور یقین تو بس آخرت ہی پر رکھتے ہیں، یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور پورے بامراد تو بس یہی ہیں۔"

ان ابتدائی آیات میں اس بات کا اظہار ہے کہ زندگی کو سدھارنے اور صحیح کرنے کے لئے رب العالمین کا قانون اور دستور مقرر ہے اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ اپنے خالق و مالک اللہ تعالیٰ کو دل سے مانا جائے اور جو باتیں آنکھوں سے نہیں دیکھیں لیکن اللہ تعالیٰ کے کلام کے ذریعہ اور اس کے رسول کے ذریعہ بتائی گئی ہیں ان کو اپنی صلاحیت طلب و تحقیق کے ذریعہ حاصل کیے جانے والے علم کی طرح ہی مانا جائے، اور پھر اپنے رب کی دی ہوئی زندگی اور زندگی کی سہولتوں کے ملنے پر اس کا شکر عبادت کی شکل میں ادا کیا جائے، اس میں بنیادی عمل یعنی نماز پڑھنا ہے جو عبادت کی نہایت جامع اور موٴثر شکل ہے اور اپنی انسانی برادری میں ضرورت مندوں، حاجت مندوں کی مدد کرنا جو کہ انسانوں کی تکلیف و دکھ درد میں شریک و ہمدرد بننے کا طریقہ ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی نازل فرمائی ہوئی کتاب قرآن مجید اور اس سے پہلے نازل کی گئی کتابوں کو تسلیم کرنا جن میں دی ہوئی تعلیمات و ہدایات انسان کی اپنے پروردگار کے سامنے اپنی عبدیت و بندگی کے طریقوں سے واقف کراتی ہیں، اور اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ پیغام پہونچانے والوں جو انبیاء علیہم السلام کہلائے، ان کو بھی ماننا اور اس بات کو بھی تسلیم کرنا کہ اس زندگی کے بعد دوسری زندگی آئے گی جس میں اس دنیاوی زندگی میں کیئے گئے اعمال کی جزا و سزا ملے گی۔ آخرت کی زندگی پر ایمان دراصل انسانی زندگی کی درستگی کے لئے بہتر کنٹرول کا ذریعہ ہے۔ یہ مضامین وہ مضامین ہیں جو انسان کے امتیازی اخلاق و کردار اور اس کے مرتبہ و مقام کی اعلیٰ سطح کی واضح نشاندہی کرتے ہیں۔

ان مذکورہ بالا آیات کے بعد کی آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آنے والے نبیوں و رسولوں اور ان کی قوموں کا تذکرہ کیا گیا اور ان باتوں کا تذکرہ کیا گیا جو ان

www.abulhasanalinadwi.org

قوموں نے اپنے خالق ومالک اوراس کے احکام کی خلاف ورزی میں اپنے پروردگار کی ناراضگی کے مستحق ہوئے اسی کے ساتھ ساتھ بہت سے ضروری احکام بیان کیئے گئے۔

اس کے علاوہ اس طویل ترین سورت میں انسانی زندگی میں پیش آنے والی حق وباطل کی باتیں بیان کی گئیں جوانسان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں نصیحت اوررہنمائی اور توجہ دہانی پر مشتمل ہیں۔

اس طویل سورت سورہ بقرہ کے بعد دوسری سورتیں بھی اس سے ملتی جلتی مختلف ہدایات اوراحکامات پر مشتمل ہونے کے ساتھ نہایت مؤثر انداز کلام پر مشتمل نازل ہوئیں جن کی اثرانگیزی اورکلام کی خوبی، کلامِ الٰہی کی دلیل ثابت ہوتی ہے، کہ اس کو پڑھ کر اورسن کر انسان خود یہ کہنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ یہ انسانی کلام نہیں ہے، خداوندی کلام ہے، اس کی مختلف سورتوں میں خالق کائنات رب العالمین کی قدرت اور کرم وعنایت کی جگہ جگہ بڑے مؤثر انداز میں مثالیں دی گئی ہیں، سابقہ قوموں کے غلط اور برے کردار کے واقعات بتا کر ان کو نبیوں کے ذریعہ سمجھانے اوراچھے کرداراورایمان کی طرف بلانے کے واقعات بھی بیان کیے گئے جواپنے اسلوب بیان کے لحاظ سے بڑے مؤثر واقعات ہیں، اور بہت زیادہ نافرمانی پر جو عذاب دیا گیااس کوبھی بیان کیا گیاہے۔اس طریقے سے قرآن مجید کا کلام وبیان انسانی ہدایت کا مؤثرذریعہ ثابت ہوا،لیکن یہ ان لوگوں کے لیے جوزندگی میں احتیاط اختیار کرنا چاہتے ہیں اور جولوگ غورکرنے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں اوراپنی خودرائی اور خود پسندی میں مدہوش ہیں، ان کاحسن وخوبی اور بہتر زندگی سے بھٹک کر جانوروں کی طرح بن جانا تعجب کی بات نہیں۔

ان کوتوجہ دلانے کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی خوش بیانی اورمؤثرانداز کے بجائے دوسرا کھلا ہوااورمؤثر ذریعہ اختیار کرسکتا تھا جوان کی فطرت کوان کی پیدائش ہی کے وقت سے ایک حالت پر مقرر کردیتا کہ وہ ویسا ہی کرنے پر مجبور ہوتے جیسا دوسری مخلوقات میں ہے، لیکن اس میں انسان کے عمل کی خوبی اس کی اختیاری نہ ہوتی، اضطراری ہوتی، جس سے انسان کی کوئی خوبی سامنے نہ آتی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم چاہتے توسب کو

www.abulhasanalinadwi.org

راہ راست پر لے آتے لیکن اس سے انسان کی اختیاری خوبی سامنے نہ آتی اور انسان کے جذبے وعمل کا امتحان نہ ہوتا اور پھر سزا و جزا کا مسئلہ نہیں رہتا، اس طریقے سے قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی کتاب ہدایت ہے جو انسان کو امتیازی صلاحیت دے کر اس کی رہنمائی کرتی ہے اور توجہ دلاتی ہے کہ انسان پھر یہ نہ کہہ سکے کہ ہم کو بتایا نہیں گیا تھا۔

جو انسان زندگی میں احتیاط اختیار نہیں کرتے اور ان کو اپنے رب کی ناراضگی کی پرواہ نہیں، ان کے مقدر میں آخرت کی پکڑ اور عذاب ہے، وہاں جب ان کی خراب زندگی کا نتیجہ سامنے آئے گا اور ان کو توجہ ہوگی تو وقت نکل چکا ہوگا اور کوئی حل سامنے نہ آئے گا سوائے انجام بد کے اور سزا کے، اس کی طرف قرآن مجید میں جگہ جگہ اشارہ کیا گیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن حکیم کی بنیادی تعلیمات

دنیا میں جو جو مذاہب وجود میں آئے، ان میں ایک تو وہ ہیں جو خود انسانوں نے اپنی پسند و خواہش سے بنا لئے، وہ ان کے خود ساختہ مذاہب ہیں، دوسرے وہ مذاہب ہیں جو رب العالمین کے مقرر کردہ رسولوں اور نبیوں کے ذریعہ رب العالمین کی طرف سے مقرر کئے گئے اور آسمانی مذاہب کہلائے، قرآن مجید نے آسمانی مذاہب کو ان کے اصل اور صحیح حال پر رکھتے ہوئے ان کی پاسداری کا حکم دیا ہے اور خود ساختہ مذاہب کو انسان کا خود ساختہ اور کھلی گمراہی کا ذریعہ بتایا ہے اور ان کی گمراہی کو کفر یعنی رب العالمین کی باتوں کا انکار اور شرک یعنی اس کی خدائی میں دوسروں کی شرکت قرار دیا ہے۔

آسمانی مذاہب جو نبیوں کے ذریعہ واضح کئے گئے ان تمام مذاہب میں اعمال وعبادات اور احکام وقوانین سے پہلے عقیدہ کی تصحیح کی گئی ہے، اور اپنے زمانہ میں ہر نبی نے سب سے پہلے اللہ رب العالمین کے رب واحد اور خالق و مالک مخلوقات وکائنات ہونے اور اس کے صحیح اوصاف اور اس کی تقدیس وتنزیہہ کی تعلیم دی ہے، اس کی عبادت اور شکر گزاری کے طریقے بتائے ہیں اور اس کو انسان کی وجہ تخلیق قرار دیا ہے، اور ان کی کوششوں ان کی دعوت وتبلیغ اور ان کی جدوجہد کا سب سے بڑا اور مرکزی نقطہ یہی رہا ہے۔

ان آسمانی مذاہب کے نبیوں پر رب العالمین نے کتابیں نازل فرمائیں جن میں توحید اور اعمال صالحہ کی تلقین کی گئی، بعد میں ان مذاہب کے ماننے والوں نے مرور زمانہ اور اپنی خواہشات کے مطابق ان میں تبدیلیاں کیں اور اپنی مرضی کے مطابق ان پر عمل بدلا جس کی تصحیح رب العالمین نے اپنے آخری نبی اور اپنی آخری کتاب قرآن مجید کے ذریعہ کی، اور

www.abulhasanalinadwi.org

اپنی آخری کتاب قرآن مجید کی حفاظت کا خود وعدہ کیا اور مذہبی احکام میں مختلف قوموں کے لحاظ سے بعض امور میں جو ان کے لئے خاص تھے اور ان میں ضروری تبدیلی چھوڑ دی تھی، وہ اپنے آخری نبی کے ذریعہ پوری کر کے اپنے دین کے احکامات کو مکمل کر دیا اور اس طرح اسلام کو اپنے آخری نبی اور آخری آسمانی کتاب کے ذریعہ مکمل اور تا قیامت قایم رہنے والا دین حق قرار دیا۔ قرآن مجید جو ان تمام صحیفوں کا نگراں اور محافظ ہے، اور خدا کی آخری اور ابدی کتاب ہے، اس بات کی گواہی کے لیے کافی ہے، اور یہ موضوع بار بار اور طرز بدل بدل کر اس میں بیان کیا گیا ہے، بلکہ یہی اس معجزانہ کتاب کا بنیادی موضوع ہے۔

عقیدۂ توحید

اللہ رب العزت کی آخری کتاب قرآن مجید اپنے مشتملات میں سب سے پہلے عقائد صحیحہ کی تلقین کرتا ہے، پھر اس کائنات، اس کی مخلوقات کے خالق و مالک کا شکر ادا کرنے اور اس کے تحت عبادات اختیار کرنے کی تاکید کرتا ہے، اور اس کے ضمن میں ہم کو اس ذات ارفع و اعلیٰ کے متعلق اور اس کائنات کے مقصد تخلیق کے متعلق ضروری باتیں بتاتا ہے، پہلے تو وہ خود اپنے بلند و اعلیٰ حیثیت اور خصوصیت کو بتا کر اپنی بنائی ہوئی باتوں کو مستند بتاتا ہے جیسا کہ حسب ذیل آیات سے ثابت ہوتا ہے:۔

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ٥ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ٥ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ٥ هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ٥ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ٥ يُولِجُ اللَّيْلَ

www.abulhasanalinadwi.org

فِیْ النَّھَارِ وَیُولِجُ النَّھَارَ فِیْ اللَّیْلِ وَھُوَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ o آمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَأَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُم مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيهِ فَالَّذِيْنَ آمَنُوا مِنكُمْ وَأَنفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيْرٌ o[سورۃ الحدید:۱-۷]۔

''اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہیں، اور وہ زبردست حکمت والا ہے، اسی کی سلطنت ہے آسمانوں کی اور زمین کی، وہی حیات دیتا ہے اور موت دیتا ہے، اور وہی ہر چیز پر قادر ہے، وہی پہلے ہے اور وہی پیچھے، اور وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی ہے، اور وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے، وہ ایسا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا، پھر تخت پر قائم ہوا، وہ سب کچھ جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے، اور جو چیز اس میں چڑھتی ہے، اور وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے خواہ تم لوگ کہیں بھی ہو اور وہ تمہارے سب اعمال کو بھی دیکھتا ہے، اسی کی سلطنت ہے آسمانوں کی اور زمین کی، اور اللہ ہی کی طرف سب امور لوٹ جائیں گے، وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور وہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے، اور وہ دل کی باتوں کو جانتا ہے، تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، جس مال میں تم کو اس نے قائم مقام کیا ہے اس میں سے خرچ کرو، سو جو لوگ تم میں سے ایمان لے آئیں اور خرچ کریں ان کو بڑا ثواب ہوگا۔''

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ o لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ o وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ o مَّا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ

www.abulhasanalinadwi.org

بَصِیْرٌo [سورۃ لقمان: ۲۴-۲۸]

''اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے، آپ کہیے کہ الحمد للہ، بلکہ ان میں اکثر نہیں جانتے، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجود ہے سب اللہ ہی کا ہے، اور بے شک اللہ تعالیٰ بے نیاز سب خوبیوں والا ہے، اور جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں اور یہ جو سمندر ہیں اس کے علاوہ سات سمندر اس میں اور شامل ہو جاویں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں، بے شک خدا تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے، تم سب کا پیدا کرنا اور زندہ کرنا بس ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا، بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا سب کچھ دیکھتا ہے۔''

پہلی حقیقت جو قرآن مجید ہم کو بتاتا ہے کہ ساری کائنات کا بنانے والا ایک ہے اور وہ سب سے بڑا ہے، جیسا کہ آیت ذیل میں بتایا گیا ہے:

قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلِ اللّٰهُ قُلْ أَفَاتَّخَذْتُم مِّن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ نَفْعاً وَلَا ضَرّاً قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُo أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ أَمْ جَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُo [سورۃ الرعد: ۱۶]

''آپ کہئے کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے، آپ ہی کہہ دیجیے کہ اللہ ہے، پھر آپ یہ کہئے کہ کیا پھر بھی تم نے اس کے یعنی اللہ کے سوا دوسرے مددگار قرار دے رکھے ہیں جو خود اپنی ذات کے نفع نقصان کے بھی مالک نہیں، آپ یہ بھی کہئے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے، یا یہ کہیں کہ تاریکی اور روشنی برابر ہو سکتی ہے یا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک قرار دے رکھے ہیں کہ انہوں نے بھی کسی چیز کو پیدا کیا ہو جیسا خدا پیدا کرتا ہے پھر ان کو پیدا کرنا ایک سا معلوم ہوا ہو، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی ہر چیز کا

www.abulhasanalinadwi.org

خالق ہے اور وہی واحد ہے، غالب ہے۔"

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ عَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَ ابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ يُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ، ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝ وَ هُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ، وَ لَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (سورۃ الروم: ۱۷-۲۷)

سو تم اللہ کی تسبیح کیا کرو شام کے وقت اور صبح کے وقت، اور تمام آسمان اور زمین میں اسی کی حمد ہوتی ہے، اور بعد زوال اور ظہر کے وقت، وہ جاندار کو بے جان سے باہر لاتا ہے، اور بے جان کو جاندار سے باہر لاتا ہے، اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے، اور اسی طرح تم لوگ نکالے جاؤ گے، اور

www.abulhasanalinadwi.org

اسی کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے، پھر تھوڑے ہی دنوں بعد تم آدمی بن کر پھیلے ہوئے پھرتے ہو، اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی، اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں اور اسی کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا بنانا ہے، اور تمہارے لب ولہجہ اور رنگتوں کا الگ الگ ہونا ہے، اس میں دانشمندوں کے لئے نشانیاں ہیں، اور اسی کی نشانیوں میں سے تمہارا سونا لیٹنا ہے رات اور دن میں، اور اس کی روزی کو تمہارا تلاش کرنا ہے، اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں، اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تم کو بجلی دکھاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور امید بھی ہوتی ہے، اور وہی آسمان سے پانی برساتا ہے، پھر اسی سے زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کر دیتا ہے، اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں، اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں، پھر جب تم کو پکار کر زمین میں سے بلاوے گا تو تم یکبارگی نکل پڑو گے، اور جتنے آسمان اور زمین موجود ہیں، سب اسی کے تابع ہیں، اور وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا، اور یہ اس کے نزدیک زیادہ آسان ہے، اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی شان اعلیٰ ہے، اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

پھر اس بات کو بتایا گیا ہے کہ اس سب نظام کائنات کو بنانے کے پیچھے ایک مقررہ مقصد ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ○ مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ○ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ○ [سورۃ الذاریات: ۵۶-۵۸]

www.abulhasanalinadwi.org

''اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں، میں ان سے مخلوق کی رزق رسانی کی درخواست نہیں کرتا، اور نہ یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو کھلایا کریں، اللہ خود ہی سب کو رزق پہنچانے والا، قوت والا، نہایت قوت والا ہے۔''

اور پھر یہ زمین جس پر ہم سب انسان بسے ہوئے ہیں اس کو اس مقصد کے مطابق عمل درآمد کے لیے انتخاب کیا گیا اور انسان کو اس مقصد کے لیے کارکردگی سپرد کی گئی، اور اس کارکردگی میں سب سے اول اس کائنات اور اس کی مخلوقات کو پیدا کرنے والے مالک پر ایمان لانا ہے، اور اس ایمان اور اس کا عملی اور ظاہری جو تقاضہ ہے اس کو پورا کرنا ہے، اس ایمان اور اس کے عملی تقاضہ کو اس کائنات کے خالق و مالک نے اپنی کتابوں کے ذریعہ جو اس نے منتخب اور وفادار انسانوں پر اتاری، بتایا اور سمجھایا ہے، اور اسی کے ساتھ یہ بات ظاہر فرمادی ہے کہ کائنات کی مخلوقات کو اس کائنات کے اس عالم میں پیدا کرنے کا مقصد مخلوقات کی طرف سے اپنے خالق و مالک کی وفاداری کا جائزہ لے، تو اس کی وفاداری اور عمل کی خوبی کے لحاظ سے اس سے بہتر عالم میں جو اس دنیا کے ختم ہونے کے بعد طویل اور نہ ختم ہونے والی زندگی ہوگی جزا عنایت فرمائے، اور جو اس دنیا کی زندگی میں وفاداری اور عمل کی خوبی سے خالی ہو، اس کو اس بعد میں ملنے والے عالم کی زندگی میں سزا کے انجام تک پہنچادیا جائے تاکہ وہ اپنی کوتاہیوں کا نتیجہ بھگتے، کہ جب اس کائنات کے خالق و مالک نے اپنی کتابوں کے ذریعہ اور وفادار اور سمجھدار انسانوں کے ذریعہ جب خیر و شر کو واضح کردیا تو اس کے بعد وفاداری اور نافرمانی دونوں کا الگ الگ حساب اور اسی کے مطابق نتیجہ سامنے آئے، اور یہ مخلوق خدا اپنے کیے کے نتیجہ کے مطابق نفع یا نقصان سے دوچار ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ۝ [سورۃ الملک:۱-۲]

''وہ خدا بڑا عالی شان ہے، جس کے قبضہ میں تمام سلطنت ہے، اور وہ ہر چیز پر

www.abulhasanalinadwi.org

قادر ہے، جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون شخص عمل میں زیادہ اچھا ہے، اور وہ زبردست اور بخشنے والا ہے۔"

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقاً وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَن يُنِيبُ ۝ فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝ يَوْمَ هُم بَارِزُونَ لَا يَخْفَى عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ الْيَوْمَ تُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ [سورۃ المؤمن: ۱۳-۱۷]

"وہی ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے، اور وہی ہے جو آسمان سے تمہارے لیے رزق بھیجتا ہے، اور صرف وہی شخص نصیحت قبول کرتا ہے جو خدا کی طرف رجوع کرنے کا ارادہ کرتا ہے، سو تم لوگ خدا کو خالص اعتقاد کرکے پکارو، گو کافروں کو ناگوار ہی کیوں نہ ہو، وہ رفیع الدرجات ہے، وہ عرش کا مالک ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وحی یعنی اپنا حکم بھیجتا ہے تا کہ وہ صاحب وحی لوگوں کو اجتماع کے دن یعنی قیامت کے دن سے ڈرائے جس دن سب لوگ خدا کے سامنے آموجود ہوں گے کہ ان کی بات خدا سے مخفی نہ رہے گی، آج کے روز کی کس کی حکومت ہوگی، بس اللہ کی ہی ہوگی جو یکتا اور غالب ہے، آج ہر شخص کو اس کے کیے کا بدلہ دیا جائے گا، آج کسی پر ظلم نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔"

قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبّاً وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى ثُمَّ إِلَى رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ

www.abulhasanalinadwi.org

دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ○ [سورۃ الأنعام: ۱۶۴-۱۶۵]

’’آپ فرما دیجیے کہ کیا میں خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کو رب بنانے کے لیے تلاش کروں، حالانکہ وہ مالک ہے ہر چیز کا، اور جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے وہ اسی پر رہتا ہے، اور کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا، پھر تم سب کو اپنے رب کے پاس جانا ہوگا، پھر وہ تم کو جتلا دیں گے جس جس چیز میں تم اختلاف کرتے تھے، اور وہ ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں صاحب اختیار بنایا، اور ایک کا دوسرے پر رتبہ بڑھایا تا کہ ظاہراً تم کو آزمائے ان چیزوں میں جو تم کو دی ہیں، بالیقین آپ کا رب جلد سزا دینے والا ہے، اور بالیقین وہ بڑی مغفرت کرنے والا، بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔‘‘

اس ذات اعلیٰ واکبر نے ہر چیز کو جو موجود ہے اس کو وجود عطا کیا ہے، اور اس کا کام بھی مقرر کیا ہے اور اس کام پر نظر بھی رکھی کہ وہ اس کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے یا نہیں، ہر موجود چیز کو دیکھ کر یہی بات ثابت ہوتی ہے، اور انسان جو اس زمین کی زندہ موجودات میں سب سے بڑا اور با اختیار معلوم ہوتا ہے وہ بھی اپنے پیدا کرنے والی ذات اعلیٰ واکبر کے سامنے مشین کے ایک بے اختیار پرزہ کی طرح ہے کہ اس کا چلانے والا جیسا چلائے گا ویسا چلنے پر مجبور ہے، حتی کہ کھانے کا لقمہ اس کو اندر ڈالنے کے بعد وہ ہمارے اختیار میں نہیں رہتا، ہمارے پیدا کرنے والی ذات اعلیٰ واکبر نے اس کا جو نظام بنا دیا اس نظام کے ماتحت ہی وہ معدہ میں جاتا ہے، آنتوں سے گزرتا ہے اور اپنا کام انجام دیکر باہر آجاتا ہے، ہم کو علم کی جو صلاحیت ملی ہے، اس کے ساتھ ہم کو صرف اتنا اختیار دیا گیا ہے کہ ہم یہ جان لیں کہ کس طرح کا لقمہ ہو اور اس کی کیا خصوصیت ہوتا کہ اس کو اندر کے راستہ میں کوئی رکاوٹ نہ پڑے اور جو اندر کا مقررہ نظام ہے اس کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر اپنا کام انجام دے اور اس کو جتنا باہر آنا ہو باہر آجائے، اسی طرح یہ انسان اپنی ساری صلاحیتوں کے باوجود اپنے ذاتی معاملہ میں بھی صرف اتنا ہی اختیار رکھتا ہے کہ اس طرح سیکڑوں لقمے اور سینکڑوں بار ہم اپنے اندر داخل کرتے

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں اور ان کے عمل سے ہمارے جسم کے نظام کو تقویت حاصل ہوتی ہے، یہ اور ہمارے اعضاء مقررہ کام انجام دیتے ہیں اور یہ نظام ہزاروں سال سے اسی طرح چل رہا ہے، اور ہم اس نظام کے کسی جزء میں خلاف ورزی کرتے ہیں تو ہم پریشانی اور نقصان میں پڑ جاتے ہیں اور اس پریشانی اور نقصان کو دور کرنے کے لیے دوا وعلاج کا جو نظام اس ذات اعلیٰ واکبر کی طرف سے مقرر ہے، اسکا سہارا لینا ہوتا ہے، اس میں بھی ہم کوئی بات نظام سے ہٹ کر نہیں کرسکتے، دودھ سے ہم دودھ کا ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں، سنکھیا سے ہم سنکھیا کا نقصان یا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

عقیدۂ توحید کے تحت آنے والی دوسری حقیقتیں

اب معاملہ یہ ہے کہ سارا نظام اور انسان کو اختیار اور مجبوری جو عطا کی گئی ہے یہ کیونکر ہے؟ اس کا کیا مقصد ہے؟ کیونکہ نظام جو بھی ہو اس کا مقصد ہوتا ہے تو یہ نہ تو کائنات بے مقصد ہوگی، نہ کوئی مخلوق اور انسان بے مقصد ہوگا، اس ذات اعلیٰ واکبر اللہ کی اتاری ہوئی کتاب قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثاً وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ٥

[سورۃ المؤمنون: ۱۱۵]

”تو کیا تمہارا خیال تھا کہ ہم نے تمہیں یونہی بلا مقصد پیدا کر دیا ہے اور تم ہمارے پاس لوٹا کر نہ لائے جاؤ گے۔“

دیکھنا یہ ہے کہ وہ مقصد کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ اس مقصد کو اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے کلام سے ہی ہم بہتر طور پر معلوم کر سکتے ہیں، قرآن مجید میں فرمایا گیا:

إِنَّ هَـٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْراً كَبِيراً ٥ وأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَاباً أَلِيماً ٥ [بنی اسرائیل: ۹-۱۰]

”بے شک یہ قرآن ایسے طریقہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے رہتے ہیں خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لیے

www.abulhasanalinadwi.org

بڑا بھاری اجر ہے، اور یہ بھی بتاتا ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لیے ہم نے عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے۔"

اور فرمایا:

مَّن كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَن نُّرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُوماً مَّدْحُوراً ٥ وَمَنْ أَرَادَ الآخِرَةَ وَسَعَى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُوراً ٥ (بنی اسرائیل: ۱۸، ۱۹)

"جو کوئی دنیا کی نیت رکھے گا ہم اس کو دنیا میں سے جتنا چاہیں گے جس کے واسطے چاہیں گے فوراً ہی دے دیں گے، پھر ہم اس کے لیے جہنم رکھیں گے، اس میں وہ بدحال اور راندہ ہو کر داخل ہوگا، اور جو کوئی آخرت کی نیت رکھے گا اور اس کے لیے کوشش بھی اس کے لائق کرے گا درآنحالیکہ وہ مومن بھی ہو سو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہو کر رہے گی۔"

سب سے پہلے اپنے پروردگار کو اس پوری کائنات کا تنہا خالق و مالک سمجھنا اور اس کو ایک اور سب سے بڑا سمجھنا، اور اس کی طرف سے انسانوں کے سمجھانے کے لئے جو انبیاء مقرر ہوتے رہے ہیں، ان کو تسلیم کرنا اور ان کی ہر بات کو پروردگار کا پیغام اور حکم سمجھتے ہوئے ماننا اور تیسرے اس بات پر یقین رکھنا کہ اس زندگی کے بعد دوسری زندگی ملے گی جس میں دنیاوی زندگی کے کیے ہوئے اعمال کا حساب اور جزا یا سزا ہوگی، ان تین بنیادی باتوں کے ساتھ یہ باتیں بھی ماننا کہ انسان اور اس کے پروردگار کے درمیان فرشتوں کی مخلوق ہے، جو پروردگار کے احکام کو نیچے عمل کے لئے نبیوں تک ہونچاتی اور اس کائنات میں اپنے پروردگار کے حکموں کو چلاتی ہے، اور یہ بات بھی ماننا کہ اس کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے وہ پروردگار کی طرف سے ہوتا ہے، اور انسان کو جو کچھ پیش آتا ہے وہ سب پروردگار کے علم میں اور اس کی اجازت سے پیش آتا ہے، ان کے اقرار کو ان الفاظ میں بتایا گیا ہے:۔"آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت"۔

پروردگار عالم کی فرمانبرداری کے دو بنیادی جزء ہیں، ایک عقیدہ، دوسرے عقیدہ کے مطابق عمل، عقیدہ تو اس میں بیان ہو گیا کہ "آمنت باللہ وملائکتہ و کتبہ ورسلہ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت" اور اس کے مطابق جو عمل ہے وہ اس طرح اختیار کرنا کہ وہ اس عقیدۂ وخیال کی علامت ثابت ہو، انسان جو بھی عقیدہ اختیار کرتا ہے اس کے نتیجہ میں کسی نہ کسی طرح کے عمل کا اظہار رہتا ہے ان کی شکلیں انسان اپنے فکر وسوچ کے اعتبار سے بنالیتا ہے، وہ عام طور پر جن کو اپنے سے بڑی طاقت والا محسوس کرتا ہے اپنے عمل میں ان کی رضامندی اور ناراضی کا لحاظ کر کے ان کی عبادت کی شکلیں بنالیتا ہے، اسلام نے اللہ تعالیٰ کو تنہا پروردگار اور بزرگ واعلیٰ واقدس اور خالق کون ومکان کو نفع وضرر کی طاقت رکھنے والا اور لائق عبادت واطاعت قرار دیا ہے، جو کہ ناقابل شک حقیقت ہے، لیکن جس کے ہاتھ سے اسلام کی بتائی ہوئی حقیقت کا دامن چھوٹ گیا ہو وہ محض اندازے سے اپنا عقیدہ بنالیتا ہے اور اپنی دانست میں جو چیز یا جو فرد یا جس شے میں بھی انسان کی طاقت سے زیادہ طاقت محسوس ہوتی ہے اس کے سامنے جھکتا اور عبادت کرتا ہے، یہ اس کے تصور کردہ عقیدے کا مظہر ہوتا ہے، عموماً کسی غیر معمولی صلاحیت یعنی کہ اس کی صفت رکھنے والے انسان کو اس کی خوبی کی بنا پر لوگ احترام دیتے ہیں، یہ احترام اس شخص یا اسی شے سے بڑھ کر اس خیال تک پہنچا دیتا ہے کہ اس میں انسان اور دنیاوی طاقت سے زیادہ طاقت ہے، اور یہ بات یہاں تک بڑھ جاتی ہے کہ اس سے نسبت رکھنے والی یا اس کی طرف منسوب ہونے والی اشیاء سے بھی عقیدت ہو جاتی ہے، اور ان سے بھی انسان نفع ملنے اور ڈرنے کی توقع رکھنے لگتا ہے، ان کے سامنے عقیدت کے لیے وہ منسوب کی جانے والی چیز پتھر بھی ہو سکتی ہے اور جانور بھی ہو سکتا ہے، وہ ان کا احترام وعبادت کرنے لگتا ہے۔

اس طرح اس ذات پاک واعلیٰ اور منفرد خالق کائنات کی ذات کی صفات دوسری اشیاء یا افراد کے لئے بھی سمجھنے لگتا ہے، اور یہی شرک ہے، جو خالق کون ومکان اللہ رب العالمین کو بہت زیادہ ناپسند ہے اور اس کی سخت ناراضی کا باعث ہے، عربوں میں شروع میں

www.abulhasanalinadwi.org

بت پرستی نہیں تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نبوت کے واسطے سے خدائے واحد ہی کے ماننے والے اور عقیدہ وعبادت صرف اسی سے وابستہ رکھنے والے تھے، بعد میں ان میں پیدا ہونے والے ایک بڑے شخص عمرو بن لحی نے شام کے سفر سے واپسی پر وہاں کے بتوں کی عبادت کا خیال لاکر عربوں کو دیا اور ایک بت تھا ہبل کے نام سے، اس کو انسانی سطح سے بلند خدائی صفات کی شخصیت کے طور پر پیش کیا اور اس کے احترام اور اس کے سامنے جھکنے کو نفع وضرر کا ذریعہ قرار دیا، اور یہ بات چل گئی اور پھر اسی خیال کی رُو سے بُت بننے لگے، حتی کہ بت پرستی ایسی عام ہوگئی کہ قبیلہ قبیلہ نے کسی بڑی شخصیت کے ساتھ کسی طرح کی عقیدت وابستہ کرلی اور ایسے معبودوں کی نمائندگی (بیت اللہ شریف کعبہ میں رکھنا) ضروری سمجھی گئی، وہ وقت آیا کہ ۳۶۰ بت کعبہ میں رکھے ہوئے تھے۔

نبی کا کام یہ ہوتا ہے کہ اس کی قوم میں عقیدہ اور عبادت کے متعلق جو خرافات اور بری باتیں پھیل جائیں ان کو دور کرے اور نبیوں کے پیغام کو تازہ کرے، حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کی انہی خصوصیات کے حامل نبی تھے، انہوں نے اس کی کھل کر دعوت دی، یہ گذشتہ نبیوں کی دعوت کا مکمل تصور تھا کہ ﴿لَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ﴾ اور یہ کہ نفع وضرر صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اس کی کسی مخلوق کو برابری کی کوئی حیثیت حاصل نہیں، اس کائنات میں اور اس کی کسی صفت میں اس کی کسی بھی مخلوق کی شرکت نہ صرف غلط ہے بلکہ ساری نعمتوں کے ذرہ ذرہ اور زندگی اور موت اور نفع وضرر رکھنے والے کی ناشکری اور گستاخی ہے جو اس کو پسند بھی نہیں وہ اس کو قابل سزا سمجھتا ہے، اللہ خالق کون ومکان رب العالمین کے سوا کسی بھی شی کو خواہ کتنی ہی محترم ہو حتی کہ فرشتے اور ان کے علاوہ اور بھی کوئی ہو سب اس الٰہ واحد کے بندے ہیں، اور اسی کے نفع وضرر کے تابع ہیں اور اسی کی عبادت واطاعت کے پابند ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن مجید میں ان تمام پہلوؤں کے متعلق جن سے انسان کو سابقہ پڑنا تھا اور جو ذمہ داری انسان کے پیدا کرنے کی مصلحت کے طور پر رکھی گئی تھی، ان سب کی طرف اشارہ اور جہاں وضاحت کی ضرورت تھی وہاں وضاحت فرمادی ہے، جس میں اولین

www.abulhasanalinadwi.org

بات عقیدہ کی فرمائی کہ اپنے پروردگار کو ایک مانو، اس نے تم سب کو پیدا کیا اور زندگی کی تمام سہولتیں اور نعمتیں پیدا کیں اور تم کو ان کے حصول کے لئے مواقع عطا کیے، ان کا شکر ادا کرو، اس کا حکم مانو اور نافرمانی نہ کرو، اور یہ سمجھو کہ مٹی سے پیدا کیے گئے ہو اور مٹی دوسری چیزوں کے مقابلہ میں کم تر ہے، لیکن اس کے خالق و مالک نے اس کے باوجود اس کو دوسری مخلوقات کے مقابلہ عظیم ترین مرتبہ عطا فرمایا، لیکن یہ فرمادیا کہ تم اپنے رب کی خصوصی نعمت کو اگر مانو گے اور اپنے رب کی اطاعت کرو گے تو اس کے نتیجہ میں تمہاری مٹی والی حیثیت سے اٹھا کر تم کو بلند مقام دے دیا جائے گا، اور نافرمانی اور ناشکری کرو گے تو زیادہ ذلیل اور سزا یافتہ ہو گے، سورہ والتین میں ہے:

وَ التِّيۡنِ وَ الزَّيۡتُوۡنِ ۝ وَطُوۡرِ سِيۡنِيۡنَ ۝ وَهٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِيۡنِ ۝ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِيۡنَ ۝ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمۡ اَجۡرٌ غَيۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ۝ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعۡدُ بِالدِّيۡنِ ۝ اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِاَحۡكَمِ الۡحٰكِمِيۡنَ ۝

اور دوسری جگہ انسان کے حال کا تذکرہ فرمایا کہ انسان اپنے نفس کا غلام ہے، اس جگہ وہ بڑے نقصان میں مبتلا ہوتا رہا ہے اور اس سے وہی لوگ بچے جو یہاں اپنے پروردگار پر ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور دوسروں کو اچھے کاموں کی رغبت دلائی اور جو تکلیف ہوئی اس کو برداشت کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالۡعَصۡرِ ۝ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِىۡ خُسۡرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ۝

عقیدہ کی جن باتوں کی طرف قرآن مجید میں توجہ کی تاکید کی گئی ان میں سرفہرست عقیدہ توحید ہے، یعنی اپنے پروردگار کو ایک ماننا اور اس کو اپنا خالق و مالک ماننا اور اس کے شکر میں اس کی عبادت کرنا، اور تمام نبیوں کو جو اللہ رب العالمین کی طرف سے انسانوں کے لئے مقرر کیے جاتے رہے، تسلیم کرنا اور اپنے زمانہ کے نبی کی بتائی ہوئی باتوں کو ماننا جو پرودگار

عالم کی طرف سے وحی کے ذریعہ نبی کو بھیجی گئی ہیں جن میں آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ خصوصی مقام عطا کیا اور صرف انہی کے قوم کے لیے نہیں بھیجا، بلکہ پورے عالم کے لیے اور قیامت تک کے لئے بھیجا۔

تیسرے آخرت پر یقین رکھنا کہ اس دنیا کے ختم ہونے کے بعد مخلوقات کو سزا اور جزا کے لیے زندگی دی جائے گی، اور حساب کتاب کر کے دوبارہ زندگی دی جائے گی اور حساب کتاب کر کے ان کی جگہ اور سزا طے کی جائے گی۔ اسی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتابوں پر یقین کرنا جیسے زبور، توریت، انجیل اور قرآن مجید، اور فرشتوں پر ایمان جو اللہ کے احکام زمین تک پہنچانے کا ذریعہ بنائے گئے ہیں۔

اور اس بات کا یقین رکھنا کہ اللہ قادر مطلق ہے جو کچھ اس نے کیا اس کا اسے پورا اختیار تھا اور ہر طرح کے تصرف کا اختیار ہے اسی نے ساری کائنات بنائی، ہر چیز کی خصوصیت طے فرمائی، وہ جب چاہے اور جو تبدیلی چاہے کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سارے انبیاء ان بنیادی باتوں کو بتانے کے لیے اور زندگی کو اچھے اخلاق سے آراستہ کرنے کے لیے بار بار آتے رہے، اور ان کے پیغام کا قرآن مجید میں جہاں جہاں ذکر ہے، ان میں سرفہرست اللہ تعالیٰ کو تنہا پروردگار، خالق و مالک ماننا اور اس کو تنہا ساری قدرت کا مالک سمجھنا، لہٰذا بار بار کسی دوسرے کو اللہ رب العالمین اس کی عظمت اور قدرت میں شریک سمجھنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے اور اس کو شرک قرار دیا ہے، فرمایا کہ ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو معاف کرے گا لیکن شرک کو توبہ کیے بغیر مرنے پر معاف نہیں کرے گا۔ فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ
وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ○ [سورہ نساء: ۴۸]

”بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اور اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں جس کے لیے منظور ہو گا وہ گناہ

www.abulhasanalinadwi.org

بخش دیں گے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے وہ بڑے جرم کا مرتکب ہوا۔"

قرآن مجید نے رب والہ یعنی پروردگار اور معبود کا جو تصور دیا، وہ توحید کا تصور ہے، توحید کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ رب العالمین اور الہ العالمین ہے، اور وہ ایک اور صرف ایک ہے، وہی اس دنیا کا تنہا خالق اور مالک ہے۔ اور وہ ہر ظاہر و باطن سے آگاہ ہے۔ اور ہر شے اس کے ماتحت اور اس کے علم اور اس کے قدرت میں ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ o هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ o هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ o [سورہ حشر: ۲۳-۲۴]

"وہ ایسا معبود ہے کہ اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں، وہ بادشاہ ہے، سب عیبوں سے پاک ہے، سالم ہے، امن دینے والا ہے، نگہبانی کرنے والا ہے، زبردست ہے، خرابی کا درست کردینے والا ہے، بڑی عظمت والا ہے، اللہ تعالیٰ جس کی شان یہ ہے کہ لوگوں کے شرک سے پاک ہے، وہ معبود برحق ہے، پیدا کرنے والا ہے، ٹھیک ٹھیک بنانے والا ہے یعنی ہر چیز کو حکمت کے موافق بناتا ہے، صورت بنانے والا ہے، اس کے اچھے اچھے نام ہیں، سب چیزیں اس کی تسبیح کرتی ہیں، جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔"

اس میں خالق و مالک اللہ رب العالمین نے اپنی اطاعت و تابع داری اور اعلیٰ انسانی کردار کا جو دستور دیا ہے وہ بنیادی طور پر چھ اصولوں پر مشتمل ہے، اور توحید اس کا پہلا رکن ہے۔ سب سے پہلے اس کو ماننا اور اس کے مطابق عمل کرنا ہے، پھر فرشتوں کو ماننا جو آسمانی مخلوق

ہیں، اور رب العالمین کے حکموں کو عمل میں لاتے ہیں، پھر اللہ کی کتابوں پر ایمان، اس کے رسولوں پر ایمان، اور قیامت پر ایمان لانا ہے۔ اور تقدیر یعنی ہر بات اللہ کی طرف سے مقرر کردہ ہے، تو اِن سب اصولوں کا بنیادی سرچشمہ پہلا اصول یعنی توحید ہے کیونکہ ہر چیز کا مصدر اور مرجع وہی ذات اعلیٰ واقدس ہے جو ایک اور صرف ایک ہے۔ ہم ملائکہ یعنی فرشتوں پر ایمان اس لیے لاتے ہیں کہ ان کو خدا نے خاص اپنے کام کے لئے پیدا کیا ہے، کتابوں پر اس لیے ایمان ہے کہ وہ خدا کے کلام پر مشتمل ہیں اور اس کی طرف سے نازل کردہ ہیں۔ رسولوں پر اس لیے ایمان ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے حق بات کی تلقین کرنے والے ہیں اور انسانوں کو خدا کا پیغام پہنچانے کے لئے مقرر کیے گئے، یوم آخرت پر اس لیے ایمان ہے کہ وہ خدا کے انصاف کا دن ہے، اور انسان اور کائنات کی ہر بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہونے پر ایمان لانا۔

چنانچہ ہم کو حکم دیا گیا کہ ان سب پر ایمان لائیں "آمنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ ورسلہ والیوم الآخر" یہ تو ماننے اور اس کے مطابق رائے رکھنے کی بات ہے جس کو عقیدہ کہتے ہیں، عقیدہ کے بعد عمل ہے، وہ بھی اس عقیدہ کو ملا کر پانچ اصولوں پر مشتمل ہے، نماز، روزہ، زکوۃ،، حج، نماز دن رات میں پانچ مرتبہ، اور روزہ یعنی طلوع فجر سے سورج ڈوبنے تک محض اللہ کی رضا کی خاطر کھانے پینے اور بیوی سے فائدہ اٹھانے سے اپنے کو روکنا ہے سال بھر میں ایک مہینہ، اور زکوۃ اپنی دولت میں سے ایک چھوٹا حصہ غریبوں کو دینا اور حج عمر بھر میں ایک مرتبہ مکہ جانا اور وہاں کی عبادت ادا کرنا بشرطیکہ وہاں کے سفر اور سفر خرچ کی طاقت ہو۔

غرض ہر چیز جو اس اسلام میں ہے خواہ وہ عقیدہ ہو یا عمل سب کا تعلق توحید رب العالمین یعنی ایک ہی ذات یعنی اللہ کو رب ماننے سے ہے۔ رب العالمین کی طرف سے مقرر کردہ زندگی کا سارا نظام اسی ایک مرکز کے گرد گھومتا ہے۔ اس لیے اسلام کے پورے اعتقادی اور عملی نظام میں پہلا اور بنیادی پتھر توحید ہے۔ توحید وہ حقیقت ہے جس کا دل سے یقین کرنا اور زبان سے اقرار کرنا ضروری ہے۔

اس عقیدہ اور اس کے مطابق عمل کے بغیر ہر عمل بے بنیاد ہے۔ توحید ہی دین وایمان

www.abulhasanalinadwi.org

کی درستگی کا اصل سرچشمہ ہے، لہٰذا خدا کے وجود اور اس کے ایک اور سب سے برتر اور معبود ہونے کا اقرار اور اس کی رضامندی کا حصول، انسان کی درست زندگی کا اصل سرچشمہ ہے، اگر عقیدہ توحید نہ ہو تو نہ انسان میں دل کا نور پیدا ہو سکتا ہے نہ دماغ کی روشنی۔

قرآن مجید نے خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی توحید پر جابجا فطری اور عقلی براہین سے استدلال کیا ہے، اور یہ استدلال ہر جگہ ایسے اسلوب میں ہے کہ ہر صاحب عقل بآسانی اس کو سمجھ سکتا ہے، بلکہ اس کا ذہن اس کو بآسانی قبول کر سکتا ہے سوائے اس کہ جس نے کسی صورت میں بھی اس کو نہ ماننا طے کر لیا ہو، قرآن کے طریق استدلال کا پہلا منبع تعقل وتفکر ہے۔ وہ بار بار خدا کی دی ہوئی نشانیوں میں اس کی وحدانیت پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ زمین کی ہر چیز میں، آسمان کے ہر مظہر میں، زندگی کے ہر تغیر میں، فکر انسانی کے لیے، معرفت الٰہی کی نشانیاں ہیں۔ وہ مناظر فطرت سے خدا کے وجود پر استشہاد کرتا ہے، چنانچہ وہ کہتا ہے کہ یہ رنگارنگ آب وگل، یہ تاروں بھرا آسمان، زمین، چاند، سورج، درخت، دریا، سمندر سب خالق کائنات کے وجود کا پتہ دیتے ہیں۔

> إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ○ (آل عمران: ۱۹۰)
>
> ’’آسمانوں اور زمین کی پیدائش، رات اور دن کے بدلنے میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔‘‘

سورۂ انعام (آیت: ۹۹) میں نباتات اور اس کی نیرنگیوں کو خدا تعالیٰ نے اپنے وجود کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس نے کہا:

> وَهُوَ الَّذِيْ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنّٰتٍ مِّنْ أَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ اُنْظُرُوْا إِلٰى ثَمَرِهٖ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ إِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَآيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

''وہ اللہ ہے جو آسمانوں سے پانی برساتا ہے پھر زمین سے اُگنے والی چیزیں پیدا کرتا ہے اور سبز خوشے نکالتا ہے۔ کھجور کے گچھے، انگور کے باغ، زیتون اور انار پیدا کرتا ہے بے شک ان سب چیزوں میں ایمان والوں کے لیے دلیلیں ہیں۔''

سورۂ لقمان (آیت: ۱۰-۱۱) میں ارشاد خداوندی ہے کہ

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَ اَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ، وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍo هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِىْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ، بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍo

''اس نے آسمانوں کی چھت کو بغیر کسی ستون کے کھڑا کیا ہے اور زمین میں کھونٹے ڈال دیئے ہیں کہ وہ تم کو لے کر ہل نہیں جاتی۔ اور اس میں ہر طرح کے جانور پھیلا دیئے اور ہم نے ہی آسمان سے پانی نازل کیا، پھر اس سے اس میں ہر قسم کی نفیس چیزیں اگائیں، یہ تو خدا کی طرف سے پیدا کردہ ہے، تو مجھے دکھا کہ خدا کے سوا جو لوگ ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔''

ایک اور موقع پر قرآن مجید نے کہا ہے:

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِىَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ، ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ، بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَo اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ، ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ، قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَo اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِىْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ ، ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ،

www.abulhasanalinadwi.org

تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ٥ اَمَّنْ يَّبْدَءُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ، ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ، قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥ [سورۂ نمل: ۶۰-۶۱]

"اچھا بتلاؤ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور کس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا، (ہم نے) پھر ہم ہی نے اس سے سرسبز باغ اگائے تمہارا کام تو نہ تھا کہ تم ان کے درختوں کو اگاتے، تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ رستے سے الگ ہو رہے ہیں، بھلا کس نے زمین کو قرارگاہ بنایا اور اس کے بیچ نہریں بنائیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور کس نے دو دریاؤں کے بیچ اوٹ بنائی (یہ سب کچھ خدا نے بنایا) تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ (ہرگز نہیں) بلکہ ان میں اکثر لوگ دانش نہیں رکھتے، بھلا کون بیقرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے، اور کون اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے اور کون تم کو زمین میں اگلوں کا جانشیں بناتا ہے (یہ سب کچھ خدا ہی کرتا ہے) تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ (ہر گز نہیں) تم بہت کم غور کرتے ہو، بھلا کون تم کو جنگل اور دریا کے اندھیروں میں راستہ بتاتا ہے اور کون ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے (یہ سب کچھ خدا کرتا ہے) تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ (ہرگز نہیں) یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں، خدا کی شان اس سے بلند ہے۔"

ان آیات میں سے ہر آیت توحید خداوندی پر بجائے خود ایک مستقل دلیل ہے۔ قرآن پاک کا یہ وہ عام فہم استدلال ہے جس کے ذریعہ اس نے خدا کی حقانیت اور توحید الٰہی پر مظاہر کائنات کے ذریعہ نشاندہی کی ہے، جو ایک فطری طریقۂ استدلال ہے۔ اور جس سے بات دل میں اتر جاتی ہے اور بات سمجھ میں آتی ہے۔ اناج کے دانے، انگور کی بیلیں، کھجور کے خوشے، ترکاریاں، زیتون کا تیل، درختوں کے جھنڈ، قسم قسم کے میوے، چرند اور پرند یہ سب چیزیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان سب کا کوئی پیدا کرنے والا ہے۔ اس لیے قرآن

www.abulhasanalinadwi.org

پاک یہ حقیقت بتاتا ہے کہ عمل بغیر عامل کے، نظم بغیر ناظم کے، نقش بغیر نقاش کے کیسے وجود میں آسکتا ہے۔

لہٰذا ان اشیاء و مظاہر کو کھلے ذہن سے دیکھ کر اس بات کا کوئی کیسے قائل نہ ہوگا کہ اس نظام کائنات کا کوئی چلانے والا ہے۔ یہ کائنات کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے بلکہ اس کا کوئی خالق یا حاکم ہے۔ یہ خالق اور حاکم صرف ایک ہے۔ اور اس کی حکمرانی اِس کائنات کی ہر چیز میں کارفرما ہے۔ چنانچہ ہر وہ شخص جو دیکھنے والی آنکھ، سوچنے والا دماغ رکھتا ہے اس کو دیکھ کر بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ یہ کارخانۂ عالم خالق کے بغیر نہ وجود میں آسکتا ہے اور نہ قائم اور جاری رہ سکتا ہے۔

اللہ کی وحدانیت پر قرآن پاک کا ایک اور مضبوط استدلال یہ ہے کہ اس کائنات اور اس کے پورے نظام کا بنانے اور چلانے والا ایک ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا، مثلاً دو ہوتے تو آپس میں اختلاف اور کشمکش ہوکر ہر کام میں بگاڑ آجاتا، اور عالم میں فساد برپا ہوجاتا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ کسی ایک ملک کے حکمراں اعلیٰ دو یا ایک سے زیادہ ہوجائیں، یا کسی نظام کو چلانے والے اعلیٰ سربراہ دو ہوجائیں تو اس کا سارا انتظام درہم برہم ہوجاتا ہے۔ اس لیے یہ خدا کی یکتائی پر محکم دلیل ہے کہ سارے عالم کا نظام ایک مربوط انداز سے چل رہا ہے، سورج اپنے وقت پر طلوع اور غروب ہوتا ہے، رات اپنے وقت پر آتی ہے اور دن اپنے وقت پر نکلتا ہے۔ آسمان سے بارش اپنے وقت پر ہوتی ہے۔ کسی میں اس کی قدرت نہیں کہ سورج مشرق کے بجائے مغرب سے نکال کر دکھائے خود انسان اپنی موت کے سامنے بے بس ہے۔

قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فبهت الذی کفر [سورۂ بقرہ: ۲۵۸]

''ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آفتاب کو (ہر) روز مشرق سے نکالتا ہے تو (ایک ہی دن) مغرب سے نکال دے، اس پر متحیر رہ گیا وہ کافر اور کچھ جواب بن نہ آیا۔''

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ [سورۂ قمر: ۴۹]

''ہم نے ہر چیز کو اندازہ سے پیدا کیا۔''

www.abulhasanalinadwi.org

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ٥ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ عَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ٥ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ٥ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ٥ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ٥ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ٥ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَ ابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ٥ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ يُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ٥ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ، ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ٥ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ٥ وَ هُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ، وَ لَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ٥ (سورۃ الروم: ١٧-٢٧)

”سو تم اللہ کی تسبیح کیا کرو شام کے وقت اور صبح کے وقت، اور تمام آسمان اور زمین میں اسی کی حمد ہوتی ہے، اور بعد زوال اور ظہر کے وقت، وہ جاندار کو بے جان سے باہر لاتا ہے، اور بے جان کو جاندار سے باہر لاتا ہے، اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے، اور اسی طرح تم لوگ نکالے جاؤ گے، اور اسی کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے، پھر

www.abulhasanalinadwi.org

تھوڑے ہی دنوں بعد تم آدمی بن کر پھیلے ہوئے پھرتے ہو، اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی، اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں اور اسی کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا بنانا ہے، اور تمہارے لب ولہجہ اور رنگتوں کا الگ الگ ہونا ہے، اس میں دانشمندوں کے لئے نشانیاں ہیں، اور اسی کی نشانیوں میں سے تمہارا سونا لیٹنا ہے رات اور دن میں، اور اس کی روزی کو تمہارا تلاش کرنا ہے، اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں، اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تم کو بجلی دکھاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور امید بھی ہوتی ہے، اور وہی آسمان سے پانی برساتا ہے، پھر اسی سے زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کر دیتا ہے، اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں، اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں، پھر جب تم کو پکار کر زمین میں سے بلاوے گا تو تم یکبارگی نکل پڑو گے، اور جتنے آسمان اور زمین موجود ہیں، سب اسی کے تابع ہیں، اور وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا، اور یہ اس کے نزدیک زیادہ آسان ہے، اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی شان اعلیٰ ہے، اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔"

یہ وہ فطری دلائل ہیں جن کے سامنے عقل ودانش سرنگوں ہے اور اس بات کو ماننا پڑتا ہے کہ زمین سے لے کر آسمان تک ساری کائنات ایک مکمل نظام ہے۔ اور یہ پورا نظام ایک زبردست قانون کے تحت چل رہا ہے۔ جس میں ہر طرف ایک ہمہ گیر اقتدار، ایک بے عیب حکمت اور بے خطا علم کے آثار نظر آتے ہیں۔ یہ آثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس نظام کا ایک فرمانروا ہے۔ اور وہ خدا ہے اس لیے سورۂ ابراہیم میں قرآن پاک نے وجودِ باری تعالیٰ پر استدلال کرتے ہوئے ارشاد کیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

أَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

''کیا آسمان اورزمین پیدا کرنے والے خدا میں شک ہے۔''

غرض دنیا کی بقا اس بنا پر ہے کہ اس دنیا کے کئی حکمراں نہیں ہیں، بلکہ صرف ایک حکمراں ہے اوراسی کے پاس اقتدارِ اعلیٰ ہے۔توحید صرف ایک علمی حقیقت ہی نہیں بلکہ ایک عملی حقیقت ہے۔انسانی زندگی خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی توحید کے تصور اختیار کرنے پر منظّم اور صحیح طریقہ کی بن جاتی ہے کہ وہ ایک کا بندہ ہے، کئی کو راضی کرنے کی پریشانی سے محفوظ ہے۔

اسی طرح انسانی زندگی پر توحید کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اس سے انسان بے خوف، نڈر، بہادر اور جری بنتا ہے۔توحید کے مقابلے میں شرک اور کفر کی لازمی خصوصیت یہ ہے کہ اس سے انسان بزدل، کمزور اور ناتواں ہوتا ہے کہ کس کس کو راضی کرنے کی کوشش کرے، کس کس کے سامنے جھکے اور تابعداری کرے،عقیدہ توحید انسان میں عزت نفس کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔توحید کا ماننے والا انسان مغرور اور متکبر نہیں ہوتا۔بلکہ اس میں تواضع اور انکساری آجاتی ہے،توحید کا ماننے والا کبھی تنگ نظر نہیں ہوتا۔وہ اپنے ماتحتوں کا حق نہیں مارتا اور نہ ان کو بے جا دباتا ہے کیونکہ وہ ایک خدائے برتر واعلیٰ کا ماننے والا اور اس کے وجود کا قائل ہوتا ہے اس کو سب سے زیادہ طاقتور جانتا ہے، اور مالک کل سمجھتا ہے، صرف اسی سے مانگتا ہے، صرف اسی سے لیتا ہے،توحید کے ماننے والے جھوٹے متعدد ومنتشر خداؤں کے سامنے سر جھکانے کے محتاج نہیں، وہ صرف ایک ہی سے لولگاتے ہیں، اور وہ سب سے بڑا اور قادر مطلق ہے، اس لئے سب کچھ اسی سے مل سکتا ہے۔

عقیدۂ توحید کا اجتماعی زندگی پر یہ اثر ہوتا ہے کہ انسانی معاشرت کی بنیاد کامل عدل اور صحیح مساوات پر استوار ہوتی ہے دنیا کی موجودہ ابتری وتباہی کا بنیادی سبب یہی ہے کہ انسان توحید خداوندی پر دل سے پوری طرح یقین نہیں رکھتا۔

خدا کی مشیت میں کوئی شریک نہیں، تمام مشیئتیں اور خواہشیں، اللہ کی مشیت اور پسند کے تحت ہیں۔اس کے ساتھ کسی مخلوق کی مشیت، عالم کے کاروبار میں شریک نہیں ہے۔حقیقی

www.abulhasanalinadwi.org

توحید قلب وروح کی توحید ہے۔ انسان کا بڑا بت وہ ہے جس کو انسان نے خود اپنے دل کے بت خانے میں چھپا رکھا ہے۔ اس بت کو توڑنا توحید کی اصل تکمیل ہے توحید سے دل میں خدا کا خوف، خدا کی خوشنودی اور خدا کی محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی لیے تمام فاسد خیالات کے استحصال کے لیے ہر نماز میں، نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ضمن میں اس آیت کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے کہ "ایاك نعبدو ایاك نستعين" اے عالم کے پروردگار ہم تیرے ہی آگے سر جھکاتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

ایمان

توحید کا عقیدہ ایمان کی طاقت سے قائم ہوتا ہے، اور اسی کے ذریعہ عمل میں آتا ہے اور وہی اسلام کو صحیح طور پر عمل میں لانے کی اصل اور بنیاد بنتا ہے، اسلام میں ایمان کا دائرہ یہ ہے کہ اللہ کو رب واحد اور اس کے رسولوں کو تا خاتم الرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ملائکہ، صحف سماوی اور آخرت اور تقدیر کو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے شدہ امور ہیں، دل سے اور یقین کے ساتھ مانا جائے، یہی ایمان ہمارے تمام اعمال کی اساس بنتا ہے۔ اس کے بغیر انسانی عمل کی کوئی مضبوط بنیاد نہیں، ایمان جب پیدا ہوتا ہے تو وہ دل کا نور بن جاتا ہے، اس طرح وہ انسان کی اعلیٰ اور معتبر زندگی کا سرچشمہ ثابت ہوتا ہے اگر ایمان نہ ہو تو انسان کی پوری زندگی ایک خالی خولی فضاء میں بھٹکتی رہتی ہے جس کا نہ کوئی کام ہوتا ہے اور نہ کوئی اطمینان کی کیفیت۔

ایمان سے زندگی کا مقصد اور منزل متعین ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان کی پیدائش باقاعدہ متعینہ مقصد کے تحت ہوئی اور وہ مقصد اپنے خالق اور پروردگار کی عطا کردہ زندگی اور زندگی کی نعمتوں کے شکریہ کے طور پر اس کی بندگی اور اس کے احکام کی ادائیگی کا اہتمام کرنا ہے، وہ فرماتا ہے ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ میں نے انسانوں اور جنوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری تابعداری اور بندگی کریں۔ اس عقیدہ میں ایسا اثر ہے کہ اگر انسان کے دل میں یہ یقین راسخ ہو جائے کہ اس کائنات کا جو پیدا کرنے والا ہے وہ اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے تو اس سے اس کے دل میں یکسوئی پیدا ہوتی ہے کہ ہم کو اس کائنات ومخلوقات کے خالق ومالک کی سرپرستی حاصل ہے اور اس نے اپنے بندہ

www.abulhasanalinadwi.org

پر رحم کا وعدہ کیا ہے، اس احساس کے ساتھ انسان اس سے لو لگاتا ہے اور اس کی عبادت کرتا ہے اور اس سے امیدیں قائم کرتا ہے، یہی بات انسانی اخلاق و اعمال کی بنیاد مقرر ہوتی ہے، اعمال میں مقصدیت اور اثر و تاثر اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان دل سے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ اس لیے انسان کے تمام اعمال وافعال کا محور ایمان ہے۔ قرآن شریف نے سب سے پہلی چیز جس پر زور دیا ہے وہ ایمان ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ، الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ [سورہ بقرہ:۲-۳]

''یہ کتاب قرآن مجید ہر طرح کے شک وشبہ سے خالی ہے اور جو لوگ احتیاط کی زندگی رکھنے والے ہیں اور آنکھوں سے نظر نہ آنے والی یعنی غیب کی حقیقتوں پر ایمان رکھتے ہیں، ان کے لئے یہ کتاب رہنمائی اور ہدایت کا ذریعہ ہے۔''

اسی ایمان کا کرشمہ تھا کہ عرب جو اسلام سے پہلے جاہل اور وحشی قوم تھے دیکھتے ہی دیکھتے علم وتہذیب کے علمبردار بن گئے، ایمان کی قوت سے بہرہ ور ہو کر انہوں نے دنیا کی ایک بہت بڑی آبادی پر حکمرانی کی، اس کی وجہ یہی ہے کہ ایمان سے انسان کے قلب میں ایک اصلاحی اور انقلابی تحریک پیدا ہوتی ہے۔

دراصل یہ کائنات ایک سلطنت کی طرح ہے اس کا حاکم خدائے بزرگ و برتر ہے وہ اس سلطنت کا شہنشاہ ہے۔ رسول اس کا نمائندہ ہے، قرآن اس کی کتاب آئین ہے، اور ہر وہ شخص جو اس کی شہنشاہیت کو تسلیم کرے اس پر ضروری ہے کہ اس کے احکام کی پابندی کرے اور اس کے احکام کی پابندی یہ ہے کہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ادا کرے، اس طرح اپنی زندگی کو کتاب وسنت کے مطابق ڈھالے، کتاب وسنت ایمانیات کے ایسے حصے ہیں جن سے اسلامی تہذیب کی تشکیل ہوتی ہے، اور جن پر عمل پیرا ہو کر انسان کا ضمیر بیدار رہتا ہے۔

غرض اسلامی تہذیب کی ایمانیات جہاں انسان کی باطنی زندگی کو سنوارتی ہے وہاں

www.abulhasanalinadwi.org

اس کی مادی زندگی کو بھی بہتر بناتی ہے، اور وہ اس طور پر کہ جب انسان کے قول وعمل میں مطابقت، دل کی سچائی، عمل کی سچائی، عفت وپاکیزگی، دیانت داری شرم وحیا، عدل وانصاف، عہد کی پابندی، عفوودرگزر، خودداری اور عزت نفس جیسی خوبیاں پیدا ہوجائیں گی تو پورا معاشرہ خودبخود سدھر جائے گا، اور انسانی سوسائٹی ایک اعلیٰ سوسائٹی بن جائے گی، جس میں بے ایمانی، خیانت، ناپ تول میں کمی، بدی، غیبت رشوت، ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری کی لعنتیں نہ ہوں گی اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب انسان سچے دل سے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔اس طرح ایمان معاشرے کو سدھارتا ہے اور انسان کی عملی قوتوں کو منظّم اور مستحکم بناتا ہے۔قرآن مجید میں جگہ جگہ اور مختلف انداز میں مذکورہ بالا خوبیوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور برائیوں سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے اور آخرت کی زندگی کے آنے اور اس میں اعمال کا حساب کئے جانے کا تذکرہ ہے۔(۱)

---

(۱) ملاحظہ کریں: محاضرات القرآن، از: ڈاکٹر سید وقار احمد رضوی، ص:۵۶-۶۵

www.abulhasanalinadwi.org

نماز

ایمان اور اعمال صالحہ کا طریقۂ کار انسانوں کی زندگی کے آغاز میں اول نبی اور انسان اول حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ بتایا گیا تھا جو مرور زمانہ کے اثر سے مختلف قوموں میں ان کے خودساختہ تصور اور من مانے خیالات کے اثر سے بدلتا رہا اور وہ ان کی عبادت کی گمراہ شکلوں میں ظاہر ہونے لگا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے ذریعہ سے صحیح عقیدہ عقیدۂ توحید کے لحاظ سے عبادت کی شکلوں کی تلقین فرمائی، جو ان قوموں کے حالات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے کچھ معمولی فرق بھی رکھتی رہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آخری اور وسیع الاطراف دین کے پہنچانے والے نبی تھے، تو ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے عبادت کی زیادہ جامع شکل متعین فرمائی، اس میں جسمانی پہلو کی نمائندگی بھی ہے، اور ذہنی اور مالی پہلو بھی ہے اور اس سلسلہ میں چار ارکان متعین فرمائے، ایک پنج وقتہ نماز جس میں قیام، رکوع، سجود اور قعدہ چاروں شکلیں جمع کردیں، دوسرے روزہ جس میں اپنے رب کی اطاعت اور اس کی رضامندی کے حصول کے لیے جسم کے غذا کے تقاضے کو کچھ وقت کے لیے دبانا اور بھوکا رکھنا طے کیا گیا، تیسرے زکوٰۃ کہ مال ودولت ضرورت سے بڑھ جائے تو اس میں سے ایک حصہ کاٹ کر ضرورت مندوں کو دینا اور اس طرح اپنے مال کے آمد وخرچ کو اپنے رب کے حکم کے مطابق کنٹرول کرنا، اور اپنے مال سے نکال کر دوسرے کو دینا، چوتھے حج کی عبادت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مقدس مقام جو بیت اللہ اور کعبہ کے نام سے مکہ مکرمہ میں ہے وہاں جاکر اپنی عقیدت اور محبت اور تعظیم کے جذبہ کا اظہار کرنا اور اس مقصد سے وہاں کی حاضری بھی عبادت اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ قرار دی گئی، اور حکم دیا گیا کہ جس میں وہاں جانے اور جاکر یہ فریضہ انجام دینے کی استطاعت ہو تو

اس کے لیے یہ چوتھا رکن بھی ضروری ہے۔ اس طریقہ سے پروردگار عالم کی عبادت اپنے عقیدۂ توحید اور اطاعت الٰہی کے اظہار کے طور پر ان عبادتوں کو جاری کرے۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَاماً لِّلنَّاسِ [سورۃ المائدۃ: ۹۷]

''خدا تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دے دیا۔''

وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ [سورۃ الحج: ۳۲]

''اور جو شخص خدا کی یادگاروں کا ادب رکھے گا سو یہ ادب دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے۔''

اللہ رب العالمین کی نعمتوں کے شکر کے طور پر جو انسان کے لئے تمام مخلوقات کے مقابلہ میں زیادہ رکھی گئی ہیں، اپنے پروردگار کے سامنے عبدیت کا غیر معمولی اظہار کرنے کا فرض عائد ہوتا ہے، اور انسانوں کا دیگر مخلوقات کے مقابلہ میں جو اعلیٰ مقام رکھا گیا ہے اس کا بھی تقاضہ ہے کہ اس کی عبادت زیادہ جامع صفات اور اعلیٰ ہو، اور یہ بات سب سے زیادہ نماز کی صورت میں ملتی ہے۔

نماز

عبادت کی مذکورہ چار اقسام میں سب سے اولین قسم صلاۃ یعنی نماز ہے، جو ہر مسلمان کے لئے ہر حال میں ادا کرنا ضروری ہے اور عبادت کی بنیادی اور لازمی کیفیت سب سے زیادہ اس میں ملتی ہے، اس کی اہمیت اور کیفیت کو سمجھنے کے لئے خدا اور اس کے بندہ کے درمیان کے تعلق کو سمجھنا ضروری ہے۔

خدا اور انسان کے درمیان کا تعلق

اس کے لئے سب سے پہلے ہم کو اپنے پروردگار کے ان تمام صفات کو جن کو ہم قوت وقدرت، علم واحاطہ، رحم وکرم، جود وعطا، قبول واستجابت اور قرب ومعیت سے تعبیر کرتے ہیں، نیز قرآن مجید نے اس کے جو صفات عالیہ اور اسماء حسنٰی بیان کیے ہیں اور ان کی جو بلیغ ومعجزانہ تفصیل

www.abulhasanalinadwi.org

وتشریح کی ہے، اس کو ذہن میں تازہ کرنا چاہئے، پھر انسان کے ان صفات کو مستحضر کرنا چاہئے جس کا خلاصہ ضعف وعجز اور فقر وافلاس کے دو لفظوں میں بیان کیا جاسکتا ہے، پھر اس کی ہمت کی بلندی اور بلند پروازی پر بھی ایک نظر ڈالنی چاہئے جو کسی اور مخلوق میں ودیعت نہیں کی گئی، مادیت وروحانیت کے دونوں شعبوں میں اس کی نہ مٹنے والی بھوک اور نہ بجھنے والی پیاس کو دیکھنا چاہئے، جس میں اس نے حیوانات کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے، اس کی ضرورتوں، خواہشوں، فرمائشوں اور آرزوؤں کی نہ ختم ہونے والی فہرست کو دیکھنا چاہئے جس کی کثرت وتنوع اور نازک خیالی اور دقیقہ رسی میں اس کا کوئی شریک نہیں، پھر اس کی محبت ووارفتگی، جذبۂ سرافگندگی اور شان تسلیم ورضا اور اندازِ وفا کو دیکھنا چاہئے، جو اس کے رگ رگ میں پیوست ہے۔

ان سب کھلی ہوئی حقیقتوں کے بعد کیا ایک انسان کو اس کی احتیاج نہیں کہ وہ اپنے اس پروردگار کے حضور میں مسلسل طاعت وعبادت، مسلسل رکوع وسجود اور مسلسل دعا ومناجات کی حالت میں رہے جو جواد مطلق اور مالک الملک ہے اور جو اس کی ہر ضرورت (خواہ وہ زبان قال سے بیان کی گئی ہو یا زبانِ حال سے) پوری کرتا ہے۔

وَآتَاكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِن تَعُدُّواْ نِعْمَتَ اللّهِ لاَ
تُحْصُوهَا إِنَّ الإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ (سورہ ابراہیم:۳۴)

''اور تم کو ہر اس چیز میں سے دیا جو تم نے مانگی اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو انہیں شمار نہ کرپاؤ گے''۔

پوری کائنات محوِ عبادت اور سربسجود ہے

جب سے یہ کائنات وجود میں آئی اس وقت سے سورج روشنی وزندگی اور حرارت کا یہ منبع ہے، اور اپنا فرض بے کم وکاست اور بے چوں وچرا انجام دے رہا ہے، چاند اپنی آب وتاب اور اپنی رفتار کے ذریعہ مہینوں اور سالوں کا تعین کرتا ہے، پہاڑ جو ہزاروں سال سے اپنی اپنی ڈیوٹی پر کھڑے ہیں، درخت اپنی جگہ ایستادہ اور خدا کی عبادت میں مشغول ہیں، اور اپنے سایہ اور پھل سے لوگوں کو فائدہ پہنچا رہے ہیں، ہوا اس انسان کے لیے (جو کائنات کا سردار اور خلیفہ

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ فی الارض ہے) حیات کا پیغام لے کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتی ہے، بادل پانی بھر کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہونچاتے ہیں اور زمین کو نئی زندگی بخشتے ہیں، اس کی وجہ سے چشمے جاری ہوتے ہیں، انسان کی پیاس دور ہوتی ہے، فصلیں تیار ہوتی ہیں اور زمین اپنا خزانہ اگل دیتی ہے، چوپائے اپنی ٹانگوں پر چلتے پھرتے دوڑتے بھاگتے اور گویا رکوع کی تصویر نظر آتے ہیں، انسان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتے ہیں، بوجھ اٹھاتے ہیں، ان کے ذریعہ لوگ سردی سے بچاؤ کا سامان اور اپنے کھانے پینے کا انتظام کرتے ہیں، بہت سے جانور پیٹ کے بل چلتے ہیں، اور ان سے بھی انسان کو مختلف فوائد حاصل ہوتے ہیں، یہ تمام مخلوقات جو نہ دل رکھتے ہیں نہ عقل، ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طاعت وعبادت میں مشغول ہیں، نہ ان کے یہاں نافرمانی ہے، نہ بغاوت، نہ سرکشی، نہ اکتاہٹ، نہ یہ اسٹرائک کرتے ہیں، نہ کبھی چھٹی لیتے ہیں، گویا ہر وقت اور ہر حالت میں وہ سربسجود ہیں۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَن يُهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ٥ (سورہ حج:۱۸)

"کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ ہی کو سجدہ (تسلیم) کرتے ہیں جو کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور کثرت سے انسان بھی، اور بہتوں پر عذاب (بھی) ثابت ہوگیا ہے اور جس کو اللہ ذلیل کرے اس کا کوئی عزت دینے والا نہیں، بے شک اللہ جو چاہے کرے"۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ٥ يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ٥ (سورہ نحل:۴۹-۵۰)

"اور اللہ ہی کی مطیع ہیں جتنی چلنے والی چیزیں آسمان میں ہیں اور جتنی زمین

www.abulhasanalinadwi.org

میں ہیں اور فرشتے بھی اور وہ اپنی بڑائی نہیں کرتے وہ ڈرتے رہتے ہیں اپنے پروردگار سے جوان پر بالا دست ہے، اور وہ وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ملتا رہتا ہے''۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعاً وَكَرْهاً وَظِلالُهُم بِالْغُدُوِّ وَالآصَالِ o (سورۂ رعد:۱۵)

''اور اللہ ہی کے آگے جھکتے رہتے ہیں (سب) جتنے آسمانوں میں ہیں اور (جتنے) زمین میں ہیں (کوئی) ارادۃً (تو)...(کوئی) جبراً...اور ان کے سائے بھی صبح وشام کے وقت''۔

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ o وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ o

(سورہ رحمٰن:۵-۶)

''سورج اور چاند تک حساب کے (پابند) ہیں اور سبزیاں اور درخت دونوں (اسی کے) مطیع ہیں''۔

اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقاً لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ، وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنَ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، وَآتَاكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِن تَعُدُّواْ نِعْمَتَ اللّٰهِ لاَ تُحْصُوهَا إِنَّ الإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ o (سورہ ابراہیم:۳۲-۳۴)

''اللہ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمانوں سے پانی اتارا پھر اس (پانی) سے (مختلف) پھل تمہارے لیے بطور رزق پیدا کئے اور تمہارے (نفع کے لیے) کشتی کو (اپنی قدرت سے) مسخر کر دیا تا کہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں چلے اور تمہارے (نفع کے) لیے دریاؤں کو (اپنی قدرت سے) مسخر کر دیا، اور تمہارے (نفع کے) لیے سورج اور چاند کو (اپنی قدرت سے) مسخر کر دیا جو دوام رکھنے والے ہیں، اور تمہارے (نفع کے) لیے رات

www.abulhasanalinadwi.org

اور دن کو (اپنی قدرت سے) مسخر کر دیا اور تم کو ہر اس چیز میں سے دیا جو تم نے مانگی اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو انہیں شمار نہ کر پاؤ گے، بے شک انسان بڑا ہی ناانصاف ہے بڑا ہی ناشکرا ہے۔"

یہ مخلوقات اپنے اشکال کے اختلاف وتنوع اور طرز عبادت کے فرق کے باوجود ایک ایسی نماز اور ایک ایسی حمد و تسبیح میں مشغول ہیں، جو ان کے فرض منصبی اور ان کے مزاج کے ساتھ ہم آہنگ ہے، اور جس کو صرف وہی سمجھ سکتا ہے جس کی چشم بصیرت اللہ تعالیٰ نے کھول دی ہو اور یہ مادی حجاب اٹھا لیے ہوں۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيماً غَفُوراًo (سورہ بنی اسرائیل: ۴۴)

"اسی کی پاکی بیان کرتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی بھی ان میں موجود ہیں اور کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو حمد کے ساتھ اس کی پاکی نہ بیان کرتی ہو، البتہ تم ہی ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو، بے شک وہ بڑا حلم والا ہے بڑا مغفرت والا ہے۔"

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صَافَّاتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَo (سورہ نور: ۴۱)

"کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں جو کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرند بھی جو پر پھیلائے ہوئے ہیں ہر ایک کو معلوم ہے اپنی اپنی دعا اور اپنی تسبیح اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ یہ لوگ کرتے رہتے ہیں۔"

اس کائنات میں انسان کا مقام اور دوسری مخلوقات سے اس کے امتیاز کا راز

انسان اپنی ان مذکورہ بالا خصوصیات، اپنی برتری وشرف، اپنی عقل اور اپنے قلب کی وجہ سے دوسری مخلوقات کی بہ نسبت اس بات کا زیادہ حقدار تھا کہ مسلسل حالت عبادت میں رہتا

اور اپنا ہر لمحہ رکوع و سجود، حمد و تسبیح اور ذکر الٰہی میں گزارتا، اور کسی وقت بھی اس کی زبان اس کے ذکر سے غافل نہ ہوتی، جو عطیات ربانی اس کے ساتھ مخصوص ہیں، اور جن انعامات کا مستحق اس کو بنایا گیا ہے، جو بے شمار نعمتیں اس پر مینہ کی طرح برستی رہتی ہیں ان سب کا تقاضا بلاشبہ یہی تھا کہ وہ عبادت کو ایک لمحہ کے لیے بھی ترک نہ کرتا اور نماز سے پلک جھپکنے کے برابر غافل نہ ہوتا اور ان فرشتوں کی طرح ہو جاتا جن کے متعلق قرآن مجید کا بیان ہے:

وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۝ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ۝ (سورہ انبیاء: ۱۹-۲۰)

''اور اسی کی ملک ہے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو اس کے نزدیک ہیں وہ اس کی عبادت سے عار نہیں کرتے اور نہ وہ تھکتے ہیں رات دن تسبیح کرتے رہتے ہیں موقوف نہیں کرتے۔''

لیکن چونکہ اس کو اس زمین پر اللہ کا خلیفہ بننا تھا، اور نہایت نازک منصب پر فائز ہونا تھا، اس لیے اس میں خواہشات بھی رکھی گئی ہیں، اور کچھ ضرورتیں بھی اس کے ساتھ وابستہ کر دی گئی ہیں، اس میں جذبات بھی ہیں اور سوز محبت بھی، احساس الم بھی اور شعور مسرت بھی، ذوق جستجو اور شوق علم بھی، وہ زمین کے خزینوں اور دفینوں سے فائدہ اٹھانے اور ان کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی پوری صلاحیت و قابلیت رکھتا ہے، تعلیم اسماء کی جو خصوصیت و امتیاز اس کو حاصل ہے، وہ دراصل اس کی فطری استعداد کا رمز اور خلافت ارضی کا مظہر ہے۔

اس اہم اور نازک منصب کی ذمے داریوں کو نباہنے اور اس خاص مقصد کی تکمیل کے لیے جس کے لیے اس کی تخلیق کی گئی، اس کو اجرام فلکی، پہاڑں، نباتات، جمادات اور حیوانات کی طرح مسلسل قیام، مسلسل رکوع، مسلسل سجود اور مسلسل تسبیح و ذکر کا پابند نہیں کیا گیا، اور اگر وہ کبھی اس کی کوشش کرے گا تو اس زمین پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کی حیثیت سے اپنی ناکامی کا ثبوت فراہم کرے گا اور ان فرشتوں کے اعتراض کو حق بجانب ثابت کرے گا، جنہوں نے اس کے بجائے اس بنا پر اپنی خدمات پیش کی تھیں اور اپنے کو خلافت کا مستحق سمجھا تھا کہ وہ ہمیشہ تسبیح

www.abulhasanalinadwi.org

وتحمیداور ذکر وعبادت میں مشغول رہتے ہیں "ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک"۔

انسان کے لئے مقررہ عبادت نماز

ان تمام باتوں کے پیش نظر انسان کے لیے ایک ایسے طرز عبادت یا نظام عبادت کی ضرورت تھی، جو اس کی فطرت، اس کے فرائض منصبی، اس کائنات میں اس کے مرتبہ ومقام اور اس ذمہ داری اور فریضہ کے ساتھ ہم آہنگ ہو جو خلافت الٰہی کی صورت میں اس کے کاندھوں پر ڈالی گئی ہے، ایک طرف عبادت اس کے لیے ضروری بھی تھی، اس لیے کہ اس کی فطرت کا تقاضا اس کے وجود کا منشا، اس کے ضمیر کی آواز، اس کی شرافت واحسان مندی کا اظہار، انسانیت کی ضرورت اور قلب وروح کی غذا ہے، دوسری طرف یہ بھی ضروری تھا کہ یہ عبادت اس کے قدوقامت اور شخصیت کے مطابق اور اس کی نازک اور اہم حیثیت اور اس کائنات میں اس کے منفرد مقام کے ساتھ ہم آہنگ ہو اور اس لباس کی طرح ہو جو اس کے قدوقامت پر پوری طرح راس آئے اور زیب دے، نہ تنگ ہو، نہ ڈھیلا، نہ کم ہو، نہ زیادہ۔

اس کی شخصیت کا لباس

نماز درحقیقت یہی لباس ہے جو ٹھیک اس کے وجود پر پورا اتر رہا ہے اور جس میں کسی قسم کی کوئی کمی بیشی نظر نہیں آتی۔

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ○ (سورہ ملک:۱۴)

"کیا وہی آگاہ نہ ہوگا جس نے پیدا کیا ہے؟ وہ تو (بڑا ہی) باریک بین اور (پورا) باخبر ہے۔"

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ (سورہ القمر:۴۹)

"ہم نے ہر چیز کو (ایک خاص) انداز سے پیدا کیا ہے"۔(۱)

---

(۱) ملاحظہ ہو ارکان اربعہ، ص: ۲۰-۳۳

www.abulhasanalinadwi.org

زکوٰۃ اور صدقات کی اہمیت

ادائے عبدیت کا دوسرا رکن زکوٰۃ وصدقات کی ادائیگی ہے، زکوٰۃ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی مالی نعمتوں کا شکر ہے جس کو ادا کرکے انسان اپنے رب کے مالی احسانات کا شکر ادا کرتا ہے، وہ مال کی مختلف قسموں پر ایک مقررہ حد تک پہنچ جانے پر فرض ہوتی ہے، مال جب کسی کے پاس ضرورت سے زیادہ ہوجاتا ہے تو اس پر زکوۃ فرض ہوجاتی ہے، ضرورت سے زیادہ ہونے کی ایک حد مقرر کی گئی ہے، اور زکوۃ کی مقدار بھی ایک معمولی حد رکھی گئی ہے، مثلاً یہ کہ ضرورت سے زیادہ مال جس پر زکوۃ فرض ہے، لائق حد تک سال بھر آدمی کے پاس موجود رہے تو ڈھائی فیصد رقم زکوۃ کی رہے گی اور مال کی قسموں کے علاوہ علیحدہ علیحدہ حدیں بھی رکھی گئیں ہیں، زکوۃ فرض ہے، زکوۃ کے علاوہ صرف اپنے رب کو راضی اور خوش کرنے کے لیے صدقات کی بھی تلقین کی گئی ہے، اس کی کوئی حد نہیں رکھی گئی ہے اور اس کو فرض بھی نہیں کیا گیا ہے، اس طرح زکوۃ وصدقات میں اظہار عبدیت کے ساتھ اپنے ہم جنس انسانوں کی مصیبت وپریشانی میں ان کی ہمدردی وغمخواری کی علامت بنتی ہے، اور یہ صورت حال اللہ رب العالمین کو بہت پسند ہے، اسی لئے اپنی عبادت اختیار کرنے کی تلقین میں نماز کے ادا کرنے کے فوراً بعد زکوٰۃ کا ذکر آیا ہے۔

اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس سے ایک طرف ہمدردی وغمخواری کی فضا قائم ہوتی ہے، اور دوسری طرف معاشرہ کے افراد میں خوشحالی کی صورت حال قائم ہوتی ہے، مالوں میں برکت ہوتی ہے، دلوں میں الفت پیدا ہوتی ہے، ایک دوسرے پر اعتماد اور بھروسہ کی فضا قائم ہوتی ہے۔

سودی لین دین کے نقصانات

زکوٰۃ کی ان خوبیوں کے برعکس سودی لین دین کا معاملہ بالکل مختلف ہے، سود کی

صورت میں ایک طرف محنت کرنے والے کی کمائی میں ایک دوسرا جو بلا محنت وفکر مندی اختیار کیے حصہ دار بنتا چلا جاتا ہے، اور یہ بات مسلسل ہوتی رہتی ہے، اس کے نتیجہ میں محنت وفکر مندی کرنے والوں کے حصہ میں صرف محنت آتی ہے اور ان کی محنت کا ایک حصہ بے فکر افراد کو مل جاتا ہے۔

غور کیا جائے تو نظر آئے گا کہ سود کے نتیجہ میں آپسی ہمدردی کا فقدان اور خود غرضی کا مزاج پیدا ہوتا ہے اور آپس میں انسانی ہمدردی ذہن سے بالکل نکل جاتی ہے، فقراء، وغرباء کا استحصال، اور دو بالکل علیٰحدہ اور نمایاں طبقوں کا وجود جن میں سے ایک صرف لینے اور دوسرے کی محنت کو چوسنے والا اور دوسرا جانوروں کی طرح صرف استعمال کیے جانے والا، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں سود کی سخت مذمت کی گئی ہے اور اس کی مکروہ تصویر پیش کی گئی ہے، اور اس کی مذمت میں سخت اور وعیدوں سے بھرے ہوئے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، اس کے مقابلہ میں زکوۃ کی تعریف کی گئی ہے جس میں ایک دوسرے کے ساتھ انسانی ہمدردی کا جذبہ ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سود کی سخت قباحت بتائی گئی ہے، منکرات وفواحش اور اخلاق ذمیمہ کی مذمت میں بھی قرآن مجید کا اسلوب وہ نہیں ہے جو اس نے سود کے سلسلہ میں اختیار کیا ہے، یہ وہ اسلوب بیان ہے جس سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہونے لگتے ہیں، اور معلوم ہوتا ہے کہ دل سینہ سے نکل آئے گا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ○ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُؤُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ○ (سورہ بقرہ: ۲۷۸-۲۷۹)

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو، اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اسے چھوڑ دو، اگر تم ایمان والے ہو، لیکن تم نے ایسا نہ کیا تو خبردار ہو جاؤ جنگ کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے، اور اگر تم توبہ کرلو گے تو تمہارے اصل اموال تمہارے ہی ہیں، نہ تم (کسی پر) ظلم کرو گے نہ تم پر (کسی کا) ظلم ہوگا۔"

www.abulhasanalinadwi.org

اس نے سود خوار کی جو تصویر کھینچی ہے، اس سے ایک مومن کے دل میں نفرت وکراہت خود پیدا ہونے لگتی ہے۔

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (سورہ بقرہ:۲۷۵)

"جو لوگ سود کھاتے رہتے ہیں وہ لوگ نہ کھڑے ہو سکیں گے، سوا اس کے کہ جیسے وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے جنون سے خبطی بنا دیا ہو، یہ سزا اس لیے ہوگی کہ وہ کہتے ہیں کہ بیع بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے، پھر جس کسی کو نصیحت اس کے پروردگار کی طرف سے پہنچی گی، اور وہ باز آگیا تو جو کچھ پہلے ہو چکا وہ اس کا ہو چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ رہا، اور جو کوئی پھر عود کرے تو یہی لوگ دوزخ والے ہیں اس میں وہ ہمیشہ پڑے رہیں گے۔"

قرآن مجید نے سود اور صدقات کا موازنہ کئی جگہ کیا ہے، اور ان دونوں کے آثار ونتائج ایسے معجزانہ جملوں میں بیان کیے ہیں جن کی تشریح وتفصیل کے لیے درحقیقت ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے، اور جن کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے علم الاقتصاد، اور سود خوار ملکوں اور اقوام کی معاشی وذہنی حالت کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔

يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ (سورہ بقرہ:۲۷۶)

"اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی کفر کرنے والے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

www.abulhasanalinadwi.org

وَمَا آتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِيْ أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْ عِنْدَ اللَّهِ وَمَا آتَيْتُمْ مِّنْ زَكَاةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝ (سورہ روم:۳۹)

''اور جو کچھ تم اس غرض سے دو گے کہ لوگوں کے مال میں پہنچ کر زیادہ ہو جائے سو وہ اللہ کے آگے نہیں بڑھتا اور تم جو صدقہ دو گے جس سے اللہ کی رضا طلب کرتے ہو گے تو ایسے ہی لوگ عنقریب بڑھاتے رہیں گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی زکوۃ اور صدقات کی تعریف فرمائی ہے، اور مسلمانوں کے مال میں اس کی وجہ سے جو خیر و برکت ہوتی ہے، اس کا ذکر کیا ہے، اور اسی کے ساتھ زکوۃ نہ ادا کرنے والوں کو دنیا میں فوری سزا اور ابتلا کی سخت وعید بھی سنائی ہے، بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جب کوئی قوم زکوۃ دینا چھوڑ دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو خشک سالی اور قحط میں مبتلا کر دیتا ہے''۔

اسی طرح سودی کاروبار کرنے والوں کو دنیا و آخرت دونوں جگہ سخت سزا اور عذاب کی وعید ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''جب کسی قوم میں سود کا عام رواج ہو جاتا ہے تو وہ قحط میں مبتلا کر دی جاتی ہے، اور جب کسی قوم میں رشوت عام ہو جاتی ہے تو وہ رعب میں گرفتار ہو جاتی ہے، یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے، سود لینے والے اور دینے والے اور اس کو لکھنے اور صدقہ دینے والے پر''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس رات مجھے آسمان پر لے جایا گیا میرا گزر ایک ایسی جماعت پر ہوا جن کے پیٹ گھر کی طرح تھے، اس میں سانپ تھے، جو باہر سے نظر آتے تھے، میں نے پوچھا کہ جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ سود خوار ہیں''۔

یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ''جب اللہ تعالیٰ کسی کو تباہ کرنا چاہتا ہے تو اس میں سود عام کر دیتا ہے''۔

اگر کوئی شخص اسلامی معاشرہ کی تاریخ، اس کے اخلاقی پہلو، احکام شرعیہ کا اجراء،

www.abulhasanalinadwi.org

اوامر الٰہیہ کی تنفیذ اور اس میں خیر و برکت، امن واطمینان، خوش حالی اور فارغ البالی کا جائزہ لے گا، جو احکام شرعیہ کے نفاذ کی برکت سے پیدا ہوئی تھی، نیز اس تنگی و دشواری اور پریشان حالی پر بھی ایک نظر ڈالے گا جو شریعت کے ترک اور فرائض کے تعطل کے نتیجہ میں اسلامی معاشرہ پر چھا گئیں تو وہ ان احادیث نبویؐ کی تصدیق کرنے پر مجبور ہوگا، جو ابھی اوپر گزری ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ○

(سورہ نحل: ۹۷)

''نیک عمل جو کوئی بھی کرے گا مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اسے ضرور ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم انہیں ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ضرور اجر دیں گے۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكاً وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى○ (سورہ طٰہٰ: ۱۲۴)

''جو کوئی میری نصیحت سے اعراض رکھے گا سو اس کے لیے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔''(۱)

---

(۱) بحوالہ ارکان اربعہ، مؤلفہ مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی ص: ۱۶۲-۱۶۶

www.abulhasanalinadwi.org

روزہ

روزہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک بنیادی رکن ہے، یہ بنیادی ارکان اسلام کے وہ ستون ہیں جن پر دینِ اسلام کی عمارت قائم ہے، ان میں سے ہر ستون کی حفاظت ضروری ہے تاکہ دین اسلام کی عمارت قائم رہے، اسلام کے ایک بنیادی رکن ہونے کے ساتھ روزہ کی جو خصوصیات اور فوائد ہیں ان پر انسان اپنی فطرت سلیمہ کے لحاظ سے غور کرے تو اس کو اس میں اپنی زندگی کے لیے کئی روشن پہلو نظر آئیں گے، اعلیٰ انسانی قدروں پر عمل کے لیے اپنی نفسانی خواہشات کو دبانے اور اپنی غرض اور خواہش کو نظر انداز کر کے اپنے پروردگار کے احکام کی بجا آوری اس کے اہم پہلو ہیں، روزہ کے ذریعہ انسان ایک طرف باطنی خوبیوں سے آراستہ ہونے کی کوشش کرتا ہے، اور دوسری طرف دوسروں کے دُکھ و پریشانی کو اپنے تجربہ میں لا کر اپنے اندر ہمدردی اور رحم دلی کے احساس کو جگہ دیتا ہے۔

قرآن مجید میں اس کی اہمیت اور اس میں خیر کے انسانی جذبہ کی تقویت، انسانی ہمدردی اور نفس کی رغبت کو کنٹرول کرنے کے مقصد کی طرف واضح اشارہ کیا گیا ہے اور ایک سال ایک ماہ اس کی مشق کے لیے مقرر کرتے ہوئے اس کی یہ فضیلت بھی بتائی گئی ہے کہ رب العالمین کی مقدس کتاب قرآن مجید کا نزول بھی اسی ماہ میں ہوا۔

يَـآ يُّهَـا الَّـذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ كَانَ
مِنْـكُـمْ مَّـرِيْضًـا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَ عَلَى
الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ

www.abulhasanalinadwi.org

خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَهْرُ
رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ
الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ
كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ
الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ
عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ [سورہ بقرہ:۱۸۳-۱۸۵]

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کیے گئے تھے جو تم سے قبل ہوئے ہیں عجب نہیں کہ تم متقی بن جاؤ، گنتی کے چند دن ہیں لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی پورا کر لے، اور جو لوگ اسے مشکل سے برداشت کر سکیں ان کے ذمہ فدیہ ہے کہ وہ ایک مسکین کا کھانا ہے، جو کوئی خوشی خوشی نیکی کرے وہ اس کے حق میں بہتر ہے، اور اگر تم علم رکھتے ہو تو بہتر تمہارے حق میں بھی ہے کہ روزے رکھو۔ ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا، جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے اور روزہ رکھنا چاہے، ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں یہ گنتی پوری کرنی چاہیئے اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں وہ چاہتا ہے تم گنتی پوری کر لو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس طرح کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔''

روزہ کا طرز و ساخت ایسی رکھی گئی ہے کہ اس میں فرشتوں جیسی زندگی ابھرتی ہے، فرشتے اللہ تعالیٰ کی وہ مخلوق ہیں جو نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں اور نہ ان کو زمینی مخلوقات کی طرح زمینی ضروریات پیش آتی ہیں، وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے لو لگائے اس کی عبادت و اطاعت میں لگے رہتے ہیں، نہ تھکتے ہیں اور نہ نافرمانی کرتے ہیں، روزہ دار کی زندگی ممکن حد تک ایسی ہی زندگی بن جاتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

زمینی مخلوق کا فرد ہونے کی وجہ سے اس کو لازمی تقاضائے بشری تو پورے کرنے ہوتے ہیں، لیکن دیگر ممکن اور اختیاری معاملات میں روزہ دار فرشتوں کی طرح عبادات واطاعت میں لگا رہتا ہے، نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور نہ کوئی نافرمانی کرتا ہے۔

روزہ دار اس طرح کی زندگی اختیار کرنے میں کامیاب اور مقبول روزہ دار ثابت ہوتا ہے اور اس میں کوتاہی کرنے میں کوتاہی کے بقدر روزہ کے فائدے سے محروم ہو جاتا ہے۔

روزوں کا یہ زمانہ چونکہ سب مسلمانوں کے لئے ایک ہی وقت میں آتا ہے اس لئے ایک عمومی منظر اور ماحول بن جاتا ہے، اور ایسا ماحول بنانے کی تاکید بھی آئی ہے حتی کہ بیماری یا سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکنے والے کو بھی تاکید ہے کہ وہ علی الاعلان اپنے روزہ نہ رکھنے کا مظاہرہ نہ کرے تاکہ روزہ کی فضا متاثر نہ ہو۔

مسلمانوں کو اس روحانی عمل کے ذریعہ اپنی زندگی کا جائزہ لینے کا موقع ملتا ہے ان کے پیش نظر روحانی مخلوق ملائکہ کا طرز زندگی ہوتا ہے، ان کی ایک طرح سے مشابہت اختیار کرنی ہوتی ہے ان کو یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ وہ اس کے لیے کہاں تک عہدہ برآ ہو رہے ہیں اور اگر ان سے کچھ کوتاہی ہوتی ہے تو وہ اس کو دور کرنے کی کیا کوشش کرتے ہیں، وہ اپنی پوری زندگی میں فرشتے نہیں بن سکتے تو وہ کم از کم ان کو جو تھوڑا سا موقع اس بات کا مظاہرہ کرنے کے لئے مل رہا ہے اس سے وہ بقدر استطاعت فائدہ اٹھا سکتے، اور اپنے پروردگار کی رحمتوں اور رضامندیوں سے مالا مال ہو سکتے ہیں!

علامہ ابن القیم روزہ کے اسرار و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''روزہ جوارح ظاہری اور قوائے باطنی کی حفاظت میں بڑی تاثیر رکھتا ہے، فاسد مادہ کے جمع ہو جانے سے انسان میں جو خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں، اس سے وہ اس کی حفاظت کرتا ہے، جو چیزیں مانع صحت ہیں ان کو خارج کر دیتا ہے اور اعضاء و جوارح میں جو خرابیاں ہوا و ہوس کے نتیجہ میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں وہ اس سے دفع ہوتی ہیں، وہ صحت کے لئے مفید اور تقویٰ کی

www.abulhasanalinadwi.org

زندگی اختیار کرنے میں بہت ممد ومعاون ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کیے گئے تھے جو تم سے قبل ہوئے ہیں عجب نہیں کہ تم متقی بن جاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصوم جنة: روزہ ڈھال ہے۔ چنانچہ ایسے شخص کو جو نکاح کا خواہش مند ہو اور استطاعت نہ رکھتا ہے روزہ رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے اور اس کو اس کا تریاق قرار دیا گیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ روزہ کے مصالح اور فوائد چونکہ عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کی رو سے مسلم تھے اس لئے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی حفاظت کی خاطر محض اپنی رحمت اور احسان سے فرض کیا ہے"۔(۱)

ہماری عام زندگی تو دینی کمزوریوں اور عملی کوتاہیوں سے پُر رہتی ہے، دنیاوی راحتوں اور لذتوں کی فکر، دنیاوی فوائد کے حصول کی فکر، ہر وقت نفس کی خواہشات کی فکر، اپنے شوق وخواہش کے اثر سے دوسروں کے ساتھ زیادتی وحق تلفی، کسی کی غیبت، کہیں جھوٹ، کسی کے ساتھ زیادتی، کسی کی حق تلفی، ہماری زندگی کم وبیش ان باتوں سے داغدار رہتی ہے، سال بھر میں صرف ایک مہینہ ہم کو دیا گیا ہے کہ ہم ان تمام بری اور نامناسب باتوں سے پرہیز کی مشق کریں، اور کوشش کریں کہ ہماری زندگی ان سب باتوں سے جتنا ممکن ہو پاک ہو، اگر اس میں کامیاب ہوتے ہیں تو یہ فرشتوں کے کارنامہ سے بڑا کارنامہ ہوگا، کیونکہ فرشتے ایسا کرنے پر فطری طور سے مجبور ہیں، لیکن ہم زمینی مخلوق ہونے کے باعث فطری طور پر مجبور نہیں ہیں، ہم اپنے ارادہ اور فکر مندی سے اس کو اختیار کریں گے، فرشتوں کو ایسی حالت کے لئے قربانی نہیں کرنی پڑتی، ہم محنت وقربانی سے اس کو اختیار کرسکیں گے، اس لئے انسان اگر فرشتوں جیسی حالت اختیار کرے تو اس کا رتبہ فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے۔

---

(۱) زاد المعاد: ۵۲/۱

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن مجید کا اس ماہ کے ساتھ خاص تعلق ہے، خود اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کی یہ عظیم خصوصیت بتائی ہے کہ اس میں قرآن مجید نازل ہوا فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیَ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ [سورہ بقرہ:۱۸۵]

''رمضان کا یہ مہینہ ایسا ہے کہ اس میں قرآن مجید نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے اور (اس میں) ہدایت کی روشن باتیں ہیں اور حق و باطل کے درمیان فرق واضح کرنے والا ہے۔''

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''اس مہینہ کو قرآن مجید کے ساتھ بہت خاص مناسبت ہے، قرآن مجید اسی مہینہ میں نازل کیا گیا، یہ مہینہ ہر قسم کی خیر و برکت کا جامع ہے، آدمی کو سال بھر میں مجموعی طور پر جتنی برکتیں حاصل ہوتی ہیں وہ اس مہینہ کے سامنے اس طرح ہیں جس طرح سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ، اس مہینہ میں جمعیت باطنی کا حصول پورے سال جمعیت باطنی کے لئے کافی ہوتا ہے اور اس میں انتشار اور پریشان خاطری بقیہ تمام دنوں بلکہ پورے سال کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے، قابل مبارک باد ہیں وہ لوگ جن سے یہ مہینہ راضی ہو کر گیا اور ناکام اور بدنصیب ہیں وہ جو اس کو ناراض کر کے ہر قسم کے خیر و برکت سے محروم ہو گئے''۔

ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں:

''اگر اس مہینہ میں کسی آدمی کو اعمال صالحہ کی توفیق مل جائے تو پورے سال اس کے شامل حال رہے گی اور اگر یہ مہینہ بے ادبی فکر و تردد اور انتشار کے ساتھ گزرے تو پورا سال اسی حال میں گزرنے کا اندیشہ ہے''۔(۱)

روزہ کی افادیت اور عند اللہ اس کی اہمیت کی یہ بڑی دلیل ہے کہ اللہ نے دوسرے اعمال کے مقابلہ میں اس سے اپنی پسند زیادہ ظاہر کی ہے، حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کا یہ

(۱) مکتوبات از امام ربانی ج:۱/۸ و ص:۴۵

www.abulhasanalinadwi.org

ارشاد بتایا گیا ہے کہ:

"عن أبی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل عمل ابن آدم يضاعف له الحسنة بعشر أمثالها الىٰ سبع مأة ضعف قال الله تعالىٰ الا الصوم فانه لی وانا اجزی به يدع شهوته وطعامه من أجلی" (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (روزہ کی فضیلت اور قدر و قیمت بیان کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا کہ آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب دس گنے سے سات سو گنے تک بڑھایا جاتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ اور بالاتر ہے، وہ بندہ کی طرف سے خاص میرے لیے ایک تحفہ ہے، اور میں ہی (جس طرح چاہوں گا) اس کا اجر و ثواب دوں گا۔ میرا بندہ میری رضا کے واسطے اپنی خواہش نفس اور اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے (پس میں خود ہی اپنی مرضی کے مطابق اس کی اس قربانی اور نفس کشی کا صلہ دوں گا)۔

روزوں کا یہ ایک مہینہ مسلمانوں کی ایسی دینی دولت ہے جس سے ان کو مختلف النوع فوائد حاصل ہوتے ہیں، عبادت کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے متعدد گوشے اصلاح و درستگی کے عمل سے گزرتے ہیں، آپس ں ہمدردی غم خواری، تعاون اور انسانی احساسات کی صحیح کارفرمائی کا یہ بہترین موقع ہوتا ہے، چنانچہ رمضان کے زمانہ کو صحیح طریقہ سے گزارنے کے بعد ایک مسلمان عبادت کی شاندار ادائیگی کے ساتھ غفلتوں، انسانی کدورتوں اور ترش مزاجی کی کیفیت سے پاک ہو کر نکل سکتا ہے، روزہ دار کو ایک ماہ تک ان تمام باتوں سے پرہیز کرنا ہوتا ہے جو انسان کے نفس کو موٹا اور اس کی طبیعت کو اچھے انسانی اخلاق سے برگشتہ بناتی ہیں، اس کو ایک طرف اپنے پروردگار کے سامنے بندگی کی ذمہ داریوں کو انجام دینے کا بھر پور موقع ملتا ہے، دوسری طرف اپنی انسانی برادری کے ساتھ ہمدردی اور دلداری کے حقوق بھی ادا کرنے ہوتے ہیں، بندگی کے اظہار میں عمل عبادت کے ساتھ اپنے پروردگار کے حکم کے سامنے اپنی راحت اور اپنی مرضی کو قربانی کرنا ہوتا ہے، اس قربانی میں نفس کی قربانی بھی ہوتی ہے اور بدنی راحت کی بھی قربانی ہوتی ہے، اس کے اختیار کردہ معمولات میں فرق لے آیا جاتا ہے، کھانے

www.abulhasanalinadwi.org

پینے کے وقفوں کو طویل کر دیا جاتا ہے اور ان کے اوقات میں بھی تبدیلی کر دی جاتی ہے، وہ جس وقت کھانا کھاتا تھا اس وقت اس کو روک دیا جاتا ہے اور جس وقت وہ عموماً نہیں کھاتا اس وقت اس کو کھانے کا وقت بتایا جاتا ہے، اس کے لیے طلوع فجر سے قبل جب کہ اس کے بیدار ہونے سے کم از کم گھنٹہ دو گھنٹہ قبل کا وقت ہوتا ہے اٹھ کر کھانا کھانا تجویز کیا جاتا ہے، اور جب وہ دن کے اوقات میں اپنی راحت کے مطابق کھانا کھایا کرتا ہے ان اوقات میں اس کو منع کر دیا جاتا ہے، پھر سورج غروب ہوتے ہی اس کو کھانے کی صرف اجازت ہی نہیں ملتی بلکہ اس وقت اس کے لیے یہ کام اجر و ثواب کا کام قرار دیا جاتا ہے، پھر یہ سلسلہ پورے ایک ماہ چلتا ہے، اس سلسلے میں کھانے کے علاوہ پانی پینے کو بھی شامل کیا جاتا ہے، اس طرح روزہ دار کو اپنے پروردگار کے حکم پر بھوکا پیاسا رہنا ہوتا ہے اور پھر اسی کے حکم سے کھانا پینا اختیار کرنا ہوتا ہے، روزہ کی یہ پابندیاں اپنی نوعیت کی خاص قسم کی پابندیاں ہیں۔

عید

رمضان کے انتیس یا تیس دن ایسی نورانی کیفیات و حالات میں گزر کر عید الفطر کا دن آتا ہے، جو لطف و عبادت اور راحت و قبولیت دونوں کو سمیٹے ہوئے آتا ہے، اس میں دنیاوی اور دینی دونوں لحاظ سے مسرت کا سامان ہوتا ہے ایک طرف تو اس کو اپنی جائز پسند و خواہشات کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی ملتی ہے۔

اور دوسری طرف پورے ایک ماہ اطاعت و فرماں برداری اور عبادت کے اجر کا فیصلہ ہوتا ہے اور اس کو اس کے انعام سے نوازا جاتا ہے اس بنا پر عید کی رات کو لیلۃ الجائزہ یعنی انعام کی رات کہا گیا ہے۔

رمضان اپنے حق ادا کرنے والے کو ایسی پاکیزگی عطا کر دیتا ہے جو اس کے لیے سال بھر کے لیے توشہ برکت و رحمت بنتی ہے اور سال گزرنے پر پھر اس مبارک عمل کا موقع آجاتا ہے اور خیر و برکت کا یہ پروگرام دوہرانے کا موقع میسّر آجاتا ہے۔

رمضان کا مہینہ ایک مسلمان کو اس بات کے احساس سے واقف کرا دیتا ہے کہ اس

www.abulhasanalinadwi.org

زمین پر کتنے ایسے آدمی ہیں جو انسانی رشتہ سے اسی کی طرح ہیں لیکن ان کو بھوک برداشت کرنا پڑتی ہے اور کتنے ایسے ہیں جن کو ان کے انسانی تقاضوں کو پورا کرنے کا پورا سامان حاصل نہیں رمضان یہ بھی بتاتا ہے کہ آدمی کو اپنے اردگرد رہنے والے اپنے ہم جنسوں کی تکلیف اور دُکھ کو جاننا چاہئے اور اس میں اس کو ان کی کچھ نہ کچھ ہمدردی بھی کرنا چاہئے، اسی لیے ضرورت مند کی مدد، بھوکے شخص کو کھانا کھلانا، رمضان کے بہت پسندیدہ کاموں میں قرار دیا گیا ہے، اور جب انسان روزہ رکھ کر بھوک کی تکلیف سے گزرتا ہے تو یقیناً اس کا احساس ہوتا ہے کہ بھوک کیا چیز ہے اور اس میں ہمدردی کیسا شاندار عمل ہے اور روزہ رکھ کر جب وہ نفس کے متعدد تقاضوں سے اپنے کو باز رکھنے پر مجبور ہوتا ہے تو اس کو اس بات کی مشق کا موقع ملتا کہ وہ بُری باتوں سے اپنے نفس کو روکے جو قابل مذمت اور صالح زندگی سے ہم آہنگ نہیں ہیں، اس طرح رمضان انسان کو اچھا نیک اور پاکیزہ بنانے کا ایک نظام عمل لے کر آتا ہے جو انسان کے لیے ایک ضروری نظام ہے جس میں انسان کی بہتری اور خوبی کا انتظام ہونے کے ساتھ اس کے پروردگار کی خوشنودی اور رضا مندی کا بھی انتظام ہے جس کا ایک صلہ عید الفطر کی مسرت اور اصل صلہ پروردگار کی خوشنودی کا حصول اور اس کی طرف سے خصوصی جزا ہے۔

روزوں کی کارکردگی واقعی ایک اعلیٰ کارکردگی ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر عمل کا اجر تو اس طرح دیا جائے گا جیسا مقرر کیا گیا ہے، لیکن روزہ کا اجر میں خود خاص طریقہ سے اپنی طرف سے دوں گا، لہٰذا شیطان کا عید کے دن روزہ رکھنا اور غم کرنا بجا ہے کہ اس کے شکار سے کتنے انسان نہ صرف یہ کہ بچ نکلے بلکہ اس کی تدبیر وکوشش کو برباد کر گئے اور روزہ داروں کی خوشی بھی بجا ہے کہ انہوں نے اپنے کو شیطان کے نرغے سے بچا لیا اور اپنے پروردگار کو راضی وخوش کیا، وہ اپنے پروردگار کی عظمت اور وحدانیت کا کلمہ پڑھتے ہوئے عید کے روز نماز کے لیے جاتے ہوئے یہ الفاظ ادا کرتے ہیں، "اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد" اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہر طرح کی ستائش اور خوبی اسی کے لیے ہے، اور اس طریقہ سے وہ شیطان کے روزے کو اور بھی سخت اور تکلیف کا روزہ بنا دیتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

حج

اسلام کی بنیادی عبادتوں کی چار قسمیں ہیں، ان میں سے ایک عبادت حج کی ادائیگی ہے، جو صرف ان پر فرض ہے جو اس کے لیے سفر اور ادائیگی کی استطاعت رکھتے ہوں، حج مکہ مکرمہ جا کر انجام دیا جاتا ہے، اس میں پانچ روز صرف ہوتے ہیں، اس میں مسلمانوں کو اپنے رب واحد کے سامنے اطاعت وفدائیت کا عمل ظاہر کرنا ہوتا ہے، جس کا اعلیٰ نمونہ رب العالمین کے برگزیدہ نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عمل کی نقل کی صورت میں ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ اور مؤقر نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فدائیت کا وہ نمونہ ایمان والوں کے لئے بڑا سبق ہے، ایمان والوں کو بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے رب کی محبت واطاعت اور اس کی رضا طلبی کا اظہار اس نمونہ کو سامنے رکھتے ہوئے کریں۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اطاعت الٰہی اور محبت الٰہی کی عظیم ترین مثالوں کی صورت میں بیان کی ہے، اور اس کو قیامت تک ایمان والوں کے لیے یادگاری اور مثالی نمونہ بنا دیا گیا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے لئے مختلف انداز کی تین زبردست قربانیوں کا ثبوت دیا جس کی نظیر پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ماحول شرک میں ڈوبا ہوا تھا، اور ان کی قوم کھلا ہوا شرک کر رہی تھی، ان کے باپ تو شرکیہ عمل کے خاص پجاری تھے، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فطری شعور اور سمجھ نے ان کے ماحول اور گھر کے شرکیہ عمل کو قبول نہیں کیا اور انہوں نے اپنے غور و سمجھ سے یہ نتیجہ نکالا کہ شرک کا عمل عقل کے مطابق نہیں ہے۔ ان کی قوم کا شرک ستارہ پرستی تھا، حضرت ابراہیم نے ستاروں کی حیثیت اور حقیقت پر غور کیا، پھر چاند پر غور کیا، پھر سورج پر

www.abulhasanalinadwi.org

غور کیا، سب کو ان سے بڑے کسی قدرت والے کا پابند محسوس کیا کہ جب وہ پابند ہیں تو وہ اپنے سے کسی بڑے قدرت والے کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں، اسی طرح انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ اعلیٰ ترین قوت ان سے اوپر ہے اور ان کو چلانے والی ہے، اس طرح وہ خدائے واحد تک پہنچے۔

قرآن مجید میں اس کا ذکر اس طرح ہے:

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَاماً آلِهَةً إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ٥ وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ ٥ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَباً قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ ٥ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغاً قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِن لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ٥ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ٥ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفاً وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ٥ وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَن يَشَاءَ رَبِّي شَيْئاً وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْماً أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ٥ وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُم بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَاناً فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ٥ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ ٥ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ٥

[سورہ انعام: ۷۴-۸۴]

"(وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ کیا

www.abulhasanalinadwi.org

تم بتوں کو معبود قرار دیتے ہو؟ بیشک میں تمہیں تو اور تمہاری قوم کو کھلی ہوئی گمراہی میں (مبتلا) دیکھتا ہوں اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو دکھادی آسمانوں اور زمین کی حکومت تا کہ وہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں، تو یوں ہوا کہ جب رات ابراہیم علیہ السلام پر چھا گئی، انہوں نے ایک تارے کو دیکھا، بولے: یہی میرا پروردگار ہے، لیکن جب وہ غروب ہو گیا تو بولے: میں غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ پھر جب چاند کو دیکھا چمکتے ہوئے تو بولے: یہی میرا پروردگار ہے، لیکن جب وہ (بھی) غروب ہو گیا تو بولے کہ اگر میرا پروردگار مجھے ہدایت نہ کرتا رہے تو میں بھی گمراہ لوگوں میں سے ہو جاؤں۔ پھر جب سورج کو چمکتے ہوئے دیکھا تو بولے: یہی میرا پروردگار ہے، یہی سب سے بڑا ہے، لیکن جب وہ بھی غروب ہو گیا تو بولے: اے لوگو! میں اس شرک سے بری اور (بےزار) ہوں جو تم کیا کرتے ہو، یقیناً میں نے تو اپنا رخ یکسو ہو کر اس کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں، اور ان کی قوم لگی ان سے جھگڑنے، وہ بولے کہ کیا یہ جھگڑا مجھ سے اللہ کے باب میں کرتے ہو؟ درآنحالیکہ وہ مجھے ہدایت کر چکا ہے، میں ان سے نہیں ڈرتا، جنہیں تم (اللہ) کا شریک ٹھہرا رہے ہو، ہاں البتہ اگر میرا پروردگار ہی کوئی امر چاہے، میرا پروردگار ہر چیز کو علم سے گھیرے ہوئے ہے، تو کیا تم خیال نہیں کرتے؟ اور میں اس سے کیوں ڈرنے لگا جس کو تم نے شریک ٹھہرا رکھا ہے، درآنحالیکہ تم اس سے ڈرتے نہیں، کہ تم نے اللہ کا شریک ٹھہرایا ہے جن کے باب میں اس نے تم پر کوئی دلیل نہیں اتاری ہے، سو دونوں گروہوں میں سے امن کا زیادہ حق دار کون ہے؟ اگر تم جانتے ہو، جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو شرک سے مخلوط نہیں کیا ایسوں ہی کے لیے تو امن ہے، اور وہی ہدایت یاب ہیں، یہ تھی ہماری دلیل جو ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم کے مقابلہ پر

www.abulhasanalinadwi.org

دی تھی، ہم جس کے درجے چاہتے ہیں بلند کرتے ہیں، بیشک آپ کا پروردگار بڑا حکمت والا ہے بڑا علم والا ہے"۔

اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑا اونچا مقام عطا کیا اور ان کو اپنا "خلیل" بنایا ﴿و اتخذ الله ابراهيم خليلاً﴾ [سورہ نساء: ۱۲۵] اور ان کو یہ اونچا مقام سب سے بڑے اور ساری کائنات کے بڑے اور خالق اور رب واحد پر یقین اور صرف اسی کی عبادت کو ضروری سمجھنے سے حاصل ہوا، اور انہوں نے اپنی قوم کو اس کی دعوت دی اور ایسی ہمت اور عزیمت سے کام لیا کہ ایمان ویقین کے زبردست امتحان سے گزرنا پڑا اور زبردست قربانیاں دینی پڑیں۔

پہلی قربانی تو انہوں نے اس وقت دی جب انہوں نے اپنی بت پرست قوم کو توحید کی طرف بلایا، ان کی قوم حتی کہ باپ نے بھی سخت رویہ اختیار کیا، اور نہایت سختی کے ساتھ دھمکی دی کہ وہ اپنی توحید کی دعوت پر قائم رہے تو انہیں دہکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جائے گا، وہ اس کو بھی برداشت کرنے پر تیار ہو گئے، لیکن اپنی دعوت توحید سے نہیں ہٹے، اور آگ میں جلنے کے لئے بھی تیار ہو گئے، چنانچہ وہ آگ میں ڈالے گئے اور انہوں نے اس طرح اپنی جان کی قربانی کو قبول کیا، اللہ نے ان کی اس ہمت اور قربانی کی بنا پر ان کو اپنی قدرت کاملہ کے ذریعہ جلنے سے بچا دیا، کہ ان کے آگ میں جانے پر اس کی جلانے کی طاقت کو روک دیا، اور اس طرح آگ میں ڈالے جانے کے باوجود جلنے سے محفوظ رہے، لیکن وہ جو کر سکتے تھے انہوں نے وہ کر دیا تھا کہ جلنے کے لئے تیار ہو کر آگ میں داخل ہو گئے تھے۔ قرآن مجید نے ان کے اس عمل کو اس طرح بیان کیا ہے:۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِه عَالِمِينَ ٥ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ٥ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَ نَا لَهَا عَابِدِينَ ٥ قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ٥ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ٥ قَالَ بَل رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا

www.abulhasanalinadwi.org

عَلَى ذَٰلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ٥ وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ٥ فَجَعَلَهُمْ جُذَاذاً إِلَّا كَبِيراً لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ٥ قَالُوا مَن فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ٥ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ، قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَى أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ٥ قَالُوا أَأَنتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ ، قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ ٥ فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنتُمُ الظَّالِمُونَ ٥ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُؤُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنطِقُونَ ٥ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئاً وَلَا يَضُرُّكُمْ ، أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ٥ قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ٥ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْداً وَسَلَاماً عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْداً فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ٥ [سورہ انبیاء: ۵۱-۷۰]

"اور بالیقین ہم (اس سے بھی) پہلے ابراہیم کو فہم سلیم عطا کر چکے تھے، اور ہم ان کو خوب جانتے تھے (وہ وقت یاد کرو) جب انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم والوں سے کہا: یہ کیا (واہیات خرافات) مورتیں ہیں؟ جن پر تم جمے بیٹھے ہو، وہ بولے: ہم نے تو اپنے باپ (دادوں) کو ان کی عبادت کرتے پایا ہے، (ابراہیم نے) کہا: یقیناً صریح گمراہی میں مبتلا رہے تم بھی اور تمہارے باپ (دادا) بھی، وہ بولے: کیا تم سنجیدگی سے ہمارے سامنے پیش کر رہے ہو یا دل لگی کر رہے ہو، ابراہیم نے کہا: ارے دل لگی کیسی، تمہارا پروردگار تو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے جس نے ان (سب) کو پیدا کیا، اور میں اس پر گواہوں میں سے ہوں۔ اور بخدا میں تمہارے بتوں کی گت بنا ڈالوں گا جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے، چنانچہ آپ نے انہیں ٹکڑے

www.abulhasanalinadwi.org

ٹکڑے ہی کرڈالا، بجز ان کے بڑے (بت) کے تاکہ وہ لوگ اس کی طرف رجوع کریں، وہ لوگ (آکر) بولے یہ (حرکت) کس نے ہمارے معبودوں کے ساتھ کی، بیشک اس نے تو بڑا ہی غضب کردیا، (بعض ان میں سے) بولے کہ ہم نے تو ایک نوجوان کو جسے ابراہیم کہا جاتا ہے ان کا ذکر برائی سے کرتے سنا تھا، وہ (لوگ) بولے تو پھر اس کو سب لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ دیکھیں، وہ بولے کہ ارے تم ہی وہ ہو جس نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے اے ابراہیم؟ (آپ نے) کہا کہیں اس نے نہ کیا ہو ان کے اسی بڑے نے، سوانہی سے پوچھ دیکھو اگر یہ بولتے ہوں، اس پر وہ لوگ اپنے جی میں سوچنے لگے، پھر بول اٹھے بے شک تم ہی (سرتاسر) ناحق پر ہو، پھر اپنے سروں کو جھکالیا (اے ابراہیم) تمہیں تو خوب معلوم ہے کہ یہ کچھ بولتے نہیں، (آپ نے) کہا تو کیا تم اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع پہنچا سکیں اور نہ تمہیں نقصان ہی پہنچا سکیں، تف ہے تم پر بھی اور ان پر بھی جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، تو تم کیا اتنا بھی نہیں سمجھتے؟ (وہ لوگ) بولے اس شخص کو تو جلادو اور اپنے معبودوں کا بدلہ لے لو اگر تمہیں کچھ کرنا ہے، ہم نے حکم دیا اے آگ تو ٹھنڈی اور بے گزند ہوجا ابراہیم کے حق میں، اور (لوگوں) نے ان کے ساتھ برائی کرنا چاہی تھی سو ہم نے ان ہی (لوگوں) کو ناکام کردیا"۔

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے ایمان واطاعت الٰہی کے سلسلہ کا پہلا زبردست امتحان تھا جس میں انہوں نے کامیابی حاصل کی۔

پھر کچھ مدت بعد اللہ نے ان کے ایمان اور طاعت الٰہی کا دوسرا امتحان لیا اور وہ اس طرح کہ جب ان کی بڑی عمر اور انتظار کے بعد بچہ پیدا ہوا، اور وہ بہت خوبصورت اور پیارا بچہ تھا، اپنے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا ذریعہ تھا کہ وہ اس کو ہر وقت اپنے پاس رکھتے اور دیکھتے اور خوش ہوتے، لیکن اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ اس بچہ کو اور اس کی ماں کو ایسی جگہ لے

www.abulhasanalinadwi.org

جا کر چھوڑ آئیں جہاں نہ پانی ہے نہ کھانا، نہ سبزہ ہے نہ درخت، نہ آدم ہے نہ آدم زاد، اور اپنی جگہ سے سیکڑوں میل دور جگہ پر حضرت ابراہیم اپنے پروردگار کی یہ مرضی جان کر اس قربانی کے لئے بھی تیار ہوگئے اور جتنی زادراہ اور غذا لے جاسکتے تھے اس کو ساتھ لیا اور اپنی بیوی اور ان سے پیدا ہوئے شیر خوار بچہ کو لے جا کر جزیرہ کے وسطی مقام میں جہاں صحرائی حالت تھی، لیکن اللہ رب العالمین کی نظر میں وہ پسندیدہ جگہ تھی، بکہ اور مکہ کے نام سے موسوم تھی، اس کی بے آب وگیا اور غیر آباد وادی میں چھوڑ آئے، چھوڑ کر واپس جانے لگے تو ان کی اہلیہ بچہ کی ماں حضرت ہاجرہ نے پوچھا: آپ ہم کو یہاں کس کے بھروسہ چھوڑے جارہے ہیں؟ انہوں نے کہا: اللہ کا یہی حکم ہے، میں اس کے بھروسہ پر تمہیں یہاں چھوڑ کر جارہا ہوں، اس طرح انہوں نے بیوی اور بچہ کو خطرہ میں ڈال کر چلے آنے کی قربانی بھی دیدی، بچہ اور محبوب بیوی کی قربانی، اپنی جان کی قربانی ہی کی طرح تھی، انہوں نے یہ قربانی دیدی، اور اللہ کے حکم پر بیوی کو اور بیٹے کو دنیاوی لحاظ سے بے یار ومددگار بلکہ خشک اور بے سروسامانی کی جگہ چھوڑ آئے جہاں بظاہر زندہ رہنا مشکل تھا، دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہوگا کہ یہ بچہ جو بڑی تمناؤں کے بعد پیدا ہوا اور یہ بیوی جس کے بطن سے یہ پیدا ہوا، اب اس کا کیا ہوگا، یہاں نہ کھانا باقی رہے گا اور نہ پانی ملے گا، بہر حال اپنے رب کی مرضی پر سب قربان ہے، چنانچہ ساتھ میں جو کھانا پانی تھا وہ ان کی بیوی اور بچہ کے لئے چند دن کام آیا، پھر جب وہ زادراہ ختم ہوگیا، اور پانی بھی نہ رہا، بچہ پیاسا ہوا اور پانی نہ ملنے پر جاں بلب ہوگیا تو ان کی ماں پریشان ہو ہو کر پانی کی تلاش میں قریب کی پہاڑیوں صفا ومروہ پر چڑھ چڑھ کر دور دور نظر ڈالتی تھیں کہ کہیں پانی ہونے کی علامت نظر آئے، تو وہاں جا کر پانی لے آئیں، لیکن وہاں پانی کہاں تھا جو نظر آتا، اس طرح اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کا امتحان لے لیا اور جب وہ بھی اپنے رب کی مرضی پر راضی رہیں ان کو اس امتحان میں کامیابی کی سعادت ملی، جب وہ خوب پریشان ہوئیں اور اپنے رب کی مرضی پر راضی رہیں تو اللہ کی طرف سے خصوصی مدد آئی، اللہ کے حکم سے حضرت جبرئیل آئے، انہوں نے بچہ کے قریب اللہ کے حکم سے اپنے پیر سے دھکا مارا جس سے گڑھا بن گیا اور اس سے پانی جاری ہوگیا جو

www.abulhasanalinadwi.org

زمزم کہلایا، پانی کا چشمہ حاصل ہو جانے سے ان کے زندہ رہنے کا انتظام ہو گیا، پھر اللہ رب العزت کا مزید یہ کرم ہوا کہ یمن کا ایک قافلہ وہاں سے قریب سے گذر رہا تھا وہ بھی پانی کی جگہ کی تلاش میں تھا، ان کے کچھ افراد نے پرندوں کو اڑتے ہوئے دیکھا، اس سے اندازہ لگایا کہ قریب میں پانی کی کوئی جگہ ضرور ہوگی، لہٰذا وہ اس کی تلاش میں ادھر آئے اور پانی دیکھا اور وہاں حضرت ہاجرہ اور بچہ کو دیکھا، انہوں نے حضرت ہاجرہ سے اجازت طلب کر کے پانی استعمال کیا پھر اجازت لے کر وہیں قیام پذیر ہو گئے، اس طرح ایک چھوٹی آبادی بن گئی، پھر بعد میں جب حضرت اسماعیلؑ بڑے ہوئے تو اسی قبیلہ جرہم کی ایک خاتون سے ان کی شادی ہوئی، اور اولاد کا سلسلہ شروع ہوا، اس طرح یہاں باقاعدہ آبادی ہوگئی، اور ان لوگوں نے اللہ کے فضل سے کھانے پینے کی ضرورت کے لیے قابل عمل طریقے نکال لیے، پانی زمزم سے ملتا تھا اور کھانے کے لئے جو قابل عمل ہوتا اس پر عمل کیا جاتا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا بھی تھی، اس کے اثر سے اللہ کی مدد بھی پہنچتی رہی۔ حضرت ابراہیم دریافت حال کے لیے کچھ کچھ مدت کے بعد آتے اور اس چھوٹی آبادی کی بقا اور ان کی اطاعت الٰہی وعبادت الٰہی جاری رہنے کی دعا کرتے۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَـٰذَا الْبَلَدَ آمِناً وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الأَصْنَامَ، رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيراً مِّنَ النَّاسِ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ رَّبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُواْ الصَّلاَةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ۝ [سورہ ابراہیم: ۳۵-۳۷]

"اور (وہ وقت) یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا دیجیے اور اے میرے پروردگار ان (مورتیوں) نے بہتیرے آدمیوں کو گمراہ کر دیا ہے، سو جو کوئی میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہی ہے اور جو کوئی میری نافرمانی کرے تب تو بڑا مغفرت والا ہے، بڑی رحمت والا ہے، اے میرے پروردگار میں نے اپنی کچھ اولاد کو ایک بے زراعت

www.abulhasanalinadwi.org

میدان میں آباد کردیا ہے تیرے معظم گھر کے قریب، (یہ اس لیے) اے ہمارے پروردگار کہ وہ لوگ نماز کا اہتمام رکھیں، سوتو کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے اور انہیں کھانے کو پھل دیجیے جس سے شکر گزار رہیں"۔

آہستہ آہستہ حضرت اسماعیلؑ بڑے ہوئے اور اچھے اور سعادت مند نوجوان بنے، اپنے والدین کی خدمت اور ان کی تابعداری اور فرمانبرداری میں بھی امتیازی شان اختیار کی، ان کے والدین اپنے اس لائق بیٹے کو دیکھتے کہ خوبصورت اور سعادت مند وفرمانبردار لڑکا ہے تو ان کی محبتوں میں اضافہ ہوتا، حضرت اسماعیلؑ جب سعادت مند نوجوان کی حد کو پہنچے تو اچانک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرتبہ خواب میں یہ دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو اپنے رب کی رضا طلبی میں ذبح کررہے ہیں، ایک بار دوبار اور تیسری بار بھی یہی دیکھا، وہ جانتے تھے کہ نبی کا خواب سچا ہوتا ہے، لہٰذا اس کو اللہ کا حکم سمجھا اور اپنے دل کو اس حکم پر عمل کرنے کے لئے تیار کرلیا، انہوں نے اپنے بیٹے کو یہ خواب بتایا، نیک اور فرمانبردار بیٹا خدا کا حکم سمجھ کر اس قربانی کے لئے تیار ہوگیا اور کہا: ابا جان! آپ کو جو حکم دیا گیا آپ اس کی تعمیل کیجئے، میں تیار ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ ان کو لے کر گئے اور منیٰ میں ایک جگہ ان کو لٹا کر اپنی آنکھ پر پٹی باندھ کر تاکہ یہ دلدوز منظر کھلی آنکھوں سے نہ دیکھیں کہ کہیں دل مچل جائے اور اپنے رب کی مرضی پر عمل کرنے میں کوتاہی ہوجائے، ذبح کرنے لگے، اللہ نے باپ بیٹے کی اس آخری حد تک کی جانے والی تابعداری دیکھ کر اس کو کافی قرار دیا اور حضرت جبرئیل کو حکم دیا، وہ ایک مینڈھا لے کر پہنچے اور حضرت اسماعیل کو ہٹا کر مینڈھا رکھ دیا، اس طرح حضرت اسماعیل کے بجائے اس مینڈھے کی قربانی ہوگئی اور حضرت اسماعیل بچا لئے گئے، جبکہ دونوں نے اپنے دل اور ارادہ کے لحاظ سے قربانی پوری کردی تھی، اللہ کو حضرت ابراہیم، ان کی اہلیہ اور بیٹے حضرت اسماعیل علیہم السلام تینوں افراد خاندان کی اپنے رب کی مرضی کے تحت یہ قربانیاں ایسی پسند آئیں کہ ان قربانیوں کو یادگار بنادیا۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کی بیٹے کے لیے دعا، پھر بیٹا ملنے پر اس کی قربانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ٥ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ، فَلَمَّا
بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ
فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ
شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ٥ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ٥
وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ ، قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ
نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ٥ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ٥ وَفَدَيْنَاهُ
بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ٥ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ٥ سَلَامٌ عَلَى
إِبْرَاهِيمَ ٥ كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا
الْمُؤْمِنِينَ ٥ [سورہ صافات:۱۰۰-۱۱۱]

"(ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ) اے میرے پروردگار! مجھے ایک صالح (فرزند) دے، سوہم نے انہیں ایک حلیم المزاج لڑکے کی بشارت دی، سو جب وہ لڑکا چلنے پھرنے کے قابل ہوگیا، تو انہوں نے کہا بیٹا! میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں، سوتم بھی سوچ لو تمہاری کیا رائے ہے؟ وہ بولے: ابا جان! آپ کر ڈالیے جو کچھ آپ کو حکم ملا ہے، آپ انشاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے، پھر جب دونوں نے حکم تسلیم کرلیا اور (باپ نے بیٹے کو) کروٹ پر لٹادیا، اور ہم نے انہیں آواز دی کہ اے ابراہیم تم نے خواب کو خوب سچ کر دکھایا، (وہ وقت بھی عجیب تھا) ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں، بے شک یہ تھا بھی کھلا ہوا امتحان، اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض میں دیا، اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات رہنے دی، کہ ابراہیم پر سلام ہو ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں، بے شک وہ ہمارے ایمان والے بندوں میں تھے"۔

یہ تھیں حضرت ابراہیمؑ کی اللہ کے لئے آخری درجہ کی تین قربانیاں، آگ میں جانا قبول کیا، اپنی بیوی بچہ کو اللہ کے حکم سے صحراء میں چھوڑ آئے، تیسرے اپنے بیٹے کو اللہ کے

حکم پر ذبح کے لئے پیش کر دیا، اس نتیجہ میں اللہ کی طرف سے ان کی ان قربانیوں کو یادگار بنا دیا گیا کہ قیامت تک ایمان اور اپنے رب کی رضا کے طالب اس کی کم از کم ظاہری شکل میں نقل کریں۔ چنانچہ حاجی ان قربانیوں کی ظاہری نقل کرتا ہے، مکہ جو بکہ بھی کہلایا وہ جگہ رہی ہے جس میں اللہ رب العزت کی عبادت کے لیے سب سے پہلا گھر تیار کیا گیا کعبہ کا طواف جو حضرت اسماعیل کی والدہ کی اپنے بچہ کی سانس بچانے کے لیے سامنے کی دو پہاڑیوں صفا اور مروہ پر بار بار چڑھ کر پانی کی کوئی جگہ معلوم کرنا اور حضرت اسماعیل کی قربانی کی نقل میں اپنی پسند کے جانور کی قربانی کر کے حضرت ابراہیمؑ کی سنت کو زندہ کرتا ہے، اور کعبہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا وہ پہلا گھر ہے جس کو اللہ نے حضرت آدمؑ کے زمین پر پہنچنے پر مکہ کی زمین پر قائم کیا تھا جو بعد میں مرور زمانہ سے زمین میں پوشیدہ ہوگیا، پھر اسی کی بنیاد پر اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے بڑے ہو جانے پر ان کے ساتھ مل کر اس گھر کی تعمیر کی، وہ گھر اور اس کے پاس خاندان ابراہیمی کی قربانیاں وہاں کی ان متعدد خوبیوں کی بنا پر اللہ نے اپنا یہ فیصلہ فرمایا کہ ہم اس جگہ کو دنیا کی مرکزی جگہ بنائیں گے، اور یہاں رہنے والوں کو ہم ہر طرح کے پھل اور میوے دیں گے، لوگ یہاں پیدل آئیں گے، سوار آئیں گے، فوج در فوج آئیں گے، دنیا کے کونوں کونوں سے آئیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ ہوا کہ اس وقت سے برابر حاجی دنیا بھر سے وہاں تکلیفیں اٹھا کر آتے ہیں، اپنی خواہشات کو قربان کر کے اللہ کی رضا کو حاصل کرتے ہیں۔

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ٥ وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ٥ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ٥ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ٥ ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ

www.abulhasanalinadwi.org

حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِندَ رَبِّهِ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ٥ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ وَمَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ٥ ذٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ ٥ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ٥ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ٥ [سورہ حج: ۲۶-۳۴]

''اور (وہ وقت یاد دلائیے) جب ہم نے ابراہیم کو بیت اللہ کی جگہ بتا دی، اور (حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو پاک رکھنا طواف کرنے والوں کے لیے، اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو، لوگ تمہارے پاس پیدل بھی آئیں گے، اور دبلی اونٹنیوں پر بھی، جو دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی، تاکہ اپنے فوائد کے لیے آموجود ہوں، اور تاکہ ایام معلوم میں اللہ کا نام لیں، ان مویشی چوپایوں پر جو اللہ نے ان کو عطا کیے ہیں، سو تم بھی اس میں کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ، پھر لوگوں کو چاہئے کہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنے واجبات کو پورا کریں، اور چاہیے کہ اس قدیم گھر کا طواف کریں، یہ بات ہو چکی، اور جو کوئی بھی اللہ کے محترم احکام کا ادب کرے گا سو یہ اس کے حق میں اس کے پروردگار کے پاس بہتر ہوگا، اور اللہ نے حلال کر دیے ہیں تمہارے لیے چوپایے بجز ان کے جو تم کو پڑھ کر بتا دیے گئے، سو تم بچتے رہو بتوں کی گندگی سے اور بچے رہو جھوٹی بات سے، اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو جیسے وہ گر پڑا آسمان سے پھر پرندوں نے اسے نوچ ڈالا یا اس کو ہوا نے کسی دور دراز جگہ جا پٹکا، یہ بات ہو چکی، اور جو کوئی

www.abulhasanalinadwi.org

(دین) خدا کی یادگاروں کا ادب رکھے گا سو یہ (ادب) دلوں کی پرہیز گاری میں سے ہے، تمہارے لیے ان سے فوائد حاصل کرنے جائز ہیں ایک مدت معین تک، پھر اس کے ذبح کا موقع بیت عتیق کے قریب ہے، اور ہم نے ہر ایک امت کے لیے قربانی رکھ دی تھی تاکہ وہ لوگ اللہ کا نام ان مویشی چوپایوں پر لیں جو اس نے ان کو عطا کر رکھے ہیں، سو تمہارا خدا تو خدائے واحد ہے تم بس اسی کے آگے جھکو اور آپ خوشخبری سنا دیجیے گردن جھکانے والوں کو"۔

حاجی وہاں عبادت کرتے ہوئے تلبیہ کے ذریعہ یہ اعلان کرتے ہیں کہ اے اللہ ہم حاضر ہیں، اے اللہ ہم حاضر ہیں، تو وحدہ لاشریک ہے "لبيك اللهم لبيك' لا شريك لك لبيك، إن الحمد والنعمة لك والملك، لاشريك لك"۔

یہ ہے حج کا فریضہ، اللہ تعالیٰ کے ایک مطیع وفرمانبردار بندے اور برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیمؑ کی اطاعت وعبادت کی یادگار، اس سب کو نظر میں رکھتے ہوئے ہر مسلمان کے سامنے یہ بات ہوتی ہے کہ مکہ اور کعبہ میں حاضری اپنے بدن کے پسندیدہ کپڑوں کو چھوڑ کر کفن جیسا لباس اوڑھ کر حاضر ہوں، اے رب العالمین حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، سب تعریف تیرے لیے ہے اور سب نعمت اور سب بادشاہی تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، اس طرح حضرت ابراہیمؑ کی قربانیوں کی ایک طرح کی نقل ہوتی ہے، حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے اور بیوی کی قربانیاں آخری درجہ کی تھیں جو کہ ہر ایک نہیں کر سکتا، لیکن حضرت ابراہیمؑ کی قربانیوں میں اللہ کی رضا طلبی کا جو جذبہ تھا کم از کم وہ اس جذبہ کی ظاہری نقل کر سکتا ہے، انہوں نے اپنے دل وجان سے قربانی دی، جو ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے، البتہ اس کی ظاہری نقل اپنے نفس کی قربانی، خواہشات کی قربانی، جان ومال کی قربانی کی یادگار ہے، جو ہر سال مکہ میں ظاہری شکل میں عمل میں لائی جاتی ہے، اور اس کی ادائیگی کا حکم ان لوگوں کو ہے جو وہاں حاضری کی استطاعت رکھتے ہوں اور عمر بھر میں کم از کم ایک مرتبہ ایسا کرنے کا حکم ہے، یہ اسلام کی چار بنیادی عبادتوں میں سے ایک عبادت ہے، اس سے دین وایمان میں ترقی ہوتی ہے، اس کا مقصود اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے، یہی حج کا مقصد ہے، یہی حج کا پیغام ہے، اور اللہ نے یہ

www.abulhasanalinadwi.org

صرف استطاعت والوں پر فرض کیا ہے، جس کے پاس بدنی ومالی طاقت ہو اسی کے لئے ضروری ہے، تا کہ تا قیامت مومن حضرات اپنی زندگی میں اپنے رب کے لئے جان ومال کی قربانی کا اسی طرح کا جذبہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے رہیں تا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم قربانیوں کے جذبہ کی نقل ہوتی رہے اور یہ سنت سب کے دلوں میں زندہ رہے۔

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفاً وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ٥ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكاً وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ٥ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِناً وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ الله غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ٥

[سورہ آل عمران: ۹۵-۹۷]

"آپ کہہ دیجیے کہ اللہ نے سچ بات فرمادی ہے، تو تم سیدھی راہ والے ابراہیم کے دین کی پیروی کرو اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے سب سے پہلا مکان جو لوگوں کے لیے وضع کیا گیا وہ وہ ہے جو مکہ میں ہے (سب کے لیے) برکت والا اور سارے جہان کے لیے راہنما ہے اس میں کھلے ہوئے نشان ہیں (ان میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے اور جو کوئی اس میں داخل ہو جاتا ہے وہ امن سے ہو جاتا ہے اور لوگوں کے ذمہ ہے حج کرنا اللہ کے لیے اس مکان کا (یعنی) اس شخص کے ذمہ جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے"۔

عیدالاضحیٰ

عیدالاضحیٰ اسی عبادت کی انجام دہی کی خوشی میں یوم شکر کے طور پر عطا ہوئی، اور رمضان کے روزوں کی انجام دہی کے شکر کے طور پر ملنے والے دن عیدالفطر کے دو ماہ دس دن بعد آتی ہے، عیدالفطر ایک ماہ مسلسل کھانے پینے اور اپنی مرضیوں اور خواہشوں کو اللہ کی رضا کے لیے کنٹرول کرنے کا عمل پورا کرنے کی خوشی میں ہوتی ہے، اور عیدالاضحیٰ حضرت ابراہیمؑ

www.abulhasanalinadwi.org

کی قربانی اور جانسپاری کی یادوں کی سوغات لاتی ہے جو ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور میں پیش کی تھی، اور جو قربانی اور جاںثاری کی شاندار مثال ہے، انہوں نے اللہ کی رضا کے لئے انتہائی قربانی کئی پہلوؤں سے دی تھی، اپنی جان کی، محبت کی، بیوی کی محبت اور اپنے شیر خوار بچے کی محبت کی، اولاً اپنا محبوب وطن چھوڑا، پھر اپنے دو محبوب تعلق والوں یعنی بیوی اور اکلوتے بیٹے کو محض اپنے رب کے حکم کی بجا آوری میں ایک دور کے بے آب و گیاہ صحراء میں لے جا کر چھوڑا، اور جب ان سے اس کی بابت پوچھا گیا تو جواب دیا کہ اللہ کا حکم یہی ہے، اور یہ اس کے حکم کی تعمیل میں ہے، پھر سعادت مند نوجوان بیٹے کی گردن پر اپنی استطاعت کی حد تک چھری رکھ دی۔

ان کی ان عظیم قربانیوں کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور قیامت تک کے لئے اس کو زندہ جاوید اور یادگار بنا دیا، اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اس قربانی کو ہمیشہ یاد رکھیں، اور اپنے آخری اور تا قیامت قابل اتباع قرار دیے جانے والے نبی حضرت محمد ﷺ کو حکم دیا کہ

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفاً وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ٥ [سورہ نحل:۱۲۳]

"پھر ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم کے طریقہ پر چلیے جو کہ بالکل ایک طرف کے ہو رہے تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔"

اور قربانیوں کی ظاہری نقل کو عبادت بنا دیا کہ ایمان اور فرمانبرداری والے سب ہر سال اس کی یاد منائیں اور اس کی قدر شناسی کے اظہار کا اہتمام کریں اور اس سے مشابہت رکھنے والی قربانی پیش کر کے ہمہ وقت اس قربانی کو اپنے ذہن و دماغ میں مستحضر رکھیں، اور اس عظیم المرتبت انسانی شخصیت کے ساتھ اپنے تعلق و انتساب پر اللہ کا شکر ادا کریں، اس طرح یہ دن رب العالمین کے سامنے اپنی عبدیت اور بندگی کے اظہار اور اس میں اپنی کامیابی پر خوشی منانے کا دن ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کے اس آسمانی صحیفہ قرآن مجید میں تفصیل سے ملتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

جہاد کا تصور قرآن مجید میں

جہاد کا عمل دراصل اس مرحلۂ زندگی میں آتا ہے جب دشمن مسلح جنگی طریقہ اختیار کر لے، ورنہ اس سے قبل صرف سمجھانے بجھانے اور پرامن کوشش کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ اسلام کے مکی دور میں کیا گیا، اور جہاد کے نام سے جو مسلح عمل کرنا پڑا اس میں حق کی مدد کی راہ میں اپنی جان و مال کو خطرہ میں ڈال کر مخلصانہ اور منصفانہ طریقہ سے کام لینے کا حکم ہے۔

جہاد کا لفظ اصلاً ''جہد'' یعنی کوشش کرنے کے معنی سے بنا ہے، ''جہد'' کے بجائے ''جہاد'' کا لفظ استعمال کرنے میں بالمقابل طاقت کے مقابلہ میں کوشش کرنے اور اس کے لیے اپنی راحت کو قربان کر کے حق کو قائم کرنے کی کوشش مراد لی گئی ہے، اس کے لیے قرآن مجید میں فرمایا گیا:

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللّٰهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

[سورہ توبہ: ۲۰]

''جو لوگ ایمان لائے اور اللہ کے واسطہ انہوں نے ترک وطن کیا اور اللہ کی راہ میں اپنی جانوں اور مال کے ذریعہ کوشش کی وہ درجہ میں اللہ کے نزدیک بہت بڑے ہیں اور یہی لوگ پورے کامیاب ہیں۔''

مکہ کی تیرہ سالہ زندگی میں دشمن کی تمام زیادتیوں اور ظلم کے باوجود یہی حکم دیا گیا کہ ہاتھوں کو روکے رکھو، نماز پڑھو یعنی اپنے رب سے دعا کرتے رہو، پھر جب مدینہ کا دور شروع ہوا، اور وہاں دشمن نے بڑی فوجی طاقت کے ذریعہ پہنچ کر تباہ کرنے کا ارادہ کیا تب طاقت کا جواب طاقت

www.abulhasanalinadwi.org

سے دینے کی اجازت ہوئی، فرمایا:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيراً وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ○

[سورہ حج: ۳۹-۴۰]

''اب لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دے دی گئی جن سے کافروں کی طرف سے لڑائی کی جاتی ہے، اس وجہ سے کہ ان پر بہت ظلم کیا گیا ہے، اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے، جو اپنے گھروں سے بے وجہ نکالے گئے، محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے، اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے لوگوں کا ایک دوسرے کے ہاتھ سے زور نہ گھٹواتا رہتا تو اپنے اپنے (زمانوں میں) نصاریٰ کے خلوت خانہ اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی وہ مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے سب منہدم ہو گئے ہوتے، اور بے شک اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا جو اللہ کے دین کی مدد کرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ قوت والا اور غلبہ والا ہے۔''

اور حکم ہوا:

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ○ [سورہ بقرہ: ۱۹۰]

''اور تم لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں کے ساتھ جو تمہارے ساتھ لڑنے لگیں، اور حد سے نہ نکلو، واقعی اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔''

اور جب مکہ والے دشمن مدینہ آ کر باقاعدہ جنگ کرنے لگے تو فرمایا:

www.abulhasanalinadwi.org

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ فَإِنِ انتَهَوا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ٥ [سورہ بقرہ:۱۹۳]

''اور ان کے ساتھ اس حد تک لڑو کہ فساد نہ رہے اور [ان کا] دین [خالص] اللہ ہی کا ہو جاوے اور اگر وہ لوگ باز آجائیں تو سختی کسی پر نہیں ہوا کرتی بجز بے انصافی کرنے والوں کے۔''

چنانچہ آغاز اسلام پر تیرہ سال تک جہاد کا لفظ اپنے خودغرضانہ مقاصد اور خواہش نفس کے غلط تقاضوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اور رب العالمین کی مرضی کے لیے تکلیف برداشت کرنے کے لیے استعمال ہوا۔

یہ وہ عہد تھا جب کہ مسلمانوں کو قتال تو بڑی چیز، سخت سے سخت عداوت اور ایذا رسانی پر بھی طاقت کے استعمال کی اجازت نہیں دی گئی تھی، اس کے بجائے نماز کے ذریعہ ہی تسکین حاصل کرنے پر اکتفا کی تلقین کی گئی، اور اس طرح جہاد مع النفس پوری طرح کرایا گیا، اور جہاد مع الشیطان کی بھی مشق کرائی گئی، پھر بقیہ دس سال کی مدت میں جب کفار کی طرف سے ایذا رسانی سے بڑھ کر جنگی عمل کی صورت اختیار کی جانے لگی، اس وقت جہاد کو اپنے بالمقابل جنگی طریقے اختیار کر لینے والے دشمن کی چیرہ دستیوں اور باقاعدہ فوجی ریشہ دوانی کا مقابلہ جنگی طریقے سے بھی اختیار کرنے کی اجازت ملی، تاکہ اپنی حفاظت ہو، اور حق بات کی اشاعت میں رکاوٹ دور ہو، لیکن اس کے ساتھ انسانی اخلاقیات اور ممکنہ احتیاط کی تاکید رکھی گئی، اور یہ ایسے اعلیٰ جذبہ اور خیر طلبی کے انداز سے کیا گیا کہ تاریخ انسانی اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔

مسلمانوں کو حق کی نصرت اور اپنے رب کی اطاعت کے لیے جو طریقہ زندگی بتایا گیا تھا وہ سورہ ''والعصر'' سے پوری طرح واضح ہوتا ہے۔

وَالْعَصْرِ ٥ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ٥ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ٥

اس میں ایمان یعنی اپنی زندگی کو حق کے مطابق بنانا اور عمل صالح یعنی نیکی کے اطوار

www.abulhasanalinadwi.org

اختیار کرنا اور دوسروں کو بھی اچھی باتوں کی تلقین کرنا اور اس بات کو بھی آپس میں کہنا کہ اس راہ میں میں جو تکلیفیں اور زحمتیں ہوں ان کو برداشت کرنا اور صبر سے کام لینا ہے۔ یہ دشواریاں دوسروں کی طرف سے اگر طاقت کے استعمال کی صورت میں پیش آرہی ہوں تو ان کا مقابلہ طاقت کے استعمال سے کرنا ہے، اور مقصد یہ ہو کہ دنیا سے شر کا خاتمہ ہو اور خیر کا بول بالا ہو۔ اسی کو فرمایا گیا:

الَّـذِيـنَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ [سورۃ الحج:۴۱]

"یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دے دیں تو یہ لوگ خود بھی نماز کی پابندی کریں اور زکوۃ دیں اور دوسروں کو بھی نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے۔"

اسلامی جہاد کا مقصد محض اپنے کو یا اپنی قوم کو برتری دلانا یا محض دنیاوی قوت واقتدار کا حصول نہیں ہے، بلکہ اللہ رب العزت کے بیان کردہ نظامِ عمل کو جاری کرنا ہے، اس کے لیے اگر طاقت استعمال کرنے کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے بھی کام ہوسکتا ہو تو وہ ذریعہ اختیار کیا جائے گا، اللہ رب العزت کی نافرمانی اور شر وفساد بزور طاقت پھیلایا جارہا ہو، اور اس کے دور کرنے کے لیے نصیحت وتلقین کام نہ دے رہی ہو اور مخالف کی طرف سے طاقت کا مظاہرہ ہو اور طاقت کے ذریعے سے اس کو دور کیا جاسکتا ہو تو طاقت کے ذریعے سے ہی اس جارح طاقت کو دور کیا جائے گا اور یہ صرف اللہ رب العزت کی خوشنودی کے حصول کے لیے کیا جائے گا اور اس سلسلے کی جنگ اسلامی جہاد کہلائے گی اور اگر یہ نیت ومقصد نہیں تو نام جو بھی رکھ لیا جائے تو وہ جہاد اسلامی نہیں ہوسکتا۔

اسلامی جہاد کی تاریخ میں بے خطا اور امن پسندوں کے ساتھ ذرہ بھر زیادتی کا کوئی واقعہ سامنے نہیں آیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

دسواں باب

نبی آخر الزماں کا مقام و کام

اللہ تعالیٰ نے بعثت محمدی کے ابتدائی اور بنیادی مقاصد، اور عظیم و اساسی فوائد قرآن پاک کی متعدد آیات میں ذکر فرمائے ہیں، اس کا ارشاد ہے:

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولاً مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ٥ (البقرۃ:۱۵۱)

"جس طرح (منجملہ اور نعمتوں کے) ہم نے تمہیں میں سے ایک رسول بھیجے ہیں، جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور تمہیں پاک بناتے، اور کتاب (یعنی قرآن) اور دانائی (یعنی حکمت و اخلاق کی باتیں) سکھاتے ہیں، اور ایسی باتیں بتاتے ہیں، جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔"

اور وہ فرماتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ٥ (آل عمران:۱۶۴)

"خدا نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجے جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور خدا کی کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں، اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔"

اور ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیِّیْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْ عَلَیْهِمْ آیَاتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ ۝ (الجمعۃ:۲)

''وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پیغمبر بنا کر بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے، اور ان کو پاک کرتے، اور خدا کی کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں، اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔''

دعوت نبوی اور بعثت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائرۂ مقاصد میں تہذیب اخلاق اور تزکیۂ نفس بڑا اہم مقام رکھتے ہیں، اور قرآن کا اسلوب بیان یہ بتاتا ہے کہ حکمت سے مراد بلند اخلاق اور اسلامی آداب ہی ہیں، قرآن نے سورۂ اسراء میں ان اخلاق وآداب کے اصول اور بنیادی امور ذکر کرنے کے بعد مطلقاً ان کو ''حکمت'' سے یاد کیا ہے، ارشاد ہے:

ذٰلِكَ مِمَّا اَوْحٰی اِلَیْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِکْمَةِ (الاسراء:۳۹)

''(اے پیغمبر) یہ ان (ہدایتوں) میں سے ہیں جو خدا نے دانائی کی باتیں تمہاری طرف وحی کی ہیں۔''

اور حضرت لقمان کی اخلاقی تعلیمات کے تذکرہ سے پہلے ارشاد ہے:

وَلَقَدْ آتَیْنَا لُقْمَانَ الْحِکْمَةَ اَنِ اشْکُرْ لِلّٰهِ وَمَنْ یَّشْکُرْ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝ (لقمان:۱۲)

''اور ہم نے لقمان کو دانائی بخشی کہ خدا کا شکر کرو اور جو شخص شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے شکر کرتا ہے، اور جو ناشکری کرتا ہے تو خدا بھی بے پروا اور سزاوار (حمد وثنا) ہے۔''

اور راہِ خدا میں احسان جتائے بغیر خرچ کرنے، اور فقر وتنگ دستی سے نہ ڈرنے اور خدا تعالیٰ پر توکل واعتماد کرنے کی وصیت کے بعد ارشاد ہوتا ہے:

یُؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَاءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ

www.abulhasanalinadwi.org

خَيْراً كَثِيْراً وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُوْلُوا الأَلْبَابِ ٥ (البقرۃ:۲۶۹)

''وہ جس کو چاہتا ہے دانائی بخشتا ہے، اور جس کو دانائی ملی، بے شک اس کو بڑی نعمت ملی، اور نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہیں۔''

خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عظیم مقصد کا جس کے لیے آپؐ کی بعثت ہوئی، تاکید وحصر کے الفاظ کے ساتھ ذکر فرمایا:

إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق.

''میری بعثت ہی اس لیے ہوئی کہ میں مکارم اخلاق کو پایۂ تکمیل تک پہنچاؤں۔''

اور آپؐ اخلاق کریمہ کا بہترین نمونہ، اور کامل ترین اسوہ تھے۔

ارشاد قرآنی ہے:

وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ٥ (القلم:۴)

''اور اخلاق تمہارے بہت (عالی) ہیں''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپؐ کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

كان خلقه القرآن.

''آپؐ کے اخلاق معلوم کرنا ہو تو قرآن دیکھو۔''

حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے حکمت کے معنی خصوصیت سے اخلاق فاضلہ کے لیے ہیں، اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی رجحان ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے مقصد کو جو واضح فرمایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو آپ کی تعریف فرمائی اس سے بھی یہی معنی ومفہوم واضح ہوتے ہیں۔

یہ حکمت اور تزکیۂ نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت بابرکت اور ہم نشینی کا نتیجہ تھی، آپ ہی کے آغوش تربیت، اور دامن عاطفت میں ایک ایسی نسل پروان چڑھی جو اعلیٰ اخلاق اور بہترین صفات سے مزین، اخلاق رذیلہ، برے عادات واطوار، مذموم صفات، نفس کے شرور وفتن، جاہلیت کے اثرات اور شیطان کے مغالطوں سے محفوظ تھی اور خود قرآن ان کی استقامت،

www.abulhasanalinadwi.org

صلاح اور تہذیب اخلاق وتزکیۂ نفس کے بلند مقام پر فائز ہونے کی شہادت دیتا ہے۔

وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ، فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ o

(الحجرات:۷-۸)

''اور جان رکھو کہ تم میں خدا کے پیغمبر ہیں، اگر بہت سی باتوں میں وہ تمہارا کہا مان لیا کریں، تو تم مشکل میں پڑ جاؤ، لیکن خدا نے تم کو ایمان عزیز بنا دیا، اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا، اور کفر اور گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا، یہی لوگ راہِ ہدایت پر ہیں...خدا کے فضل اور احسان سے، اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔''

زبان نبوت نے بھی اس کی شہادت دی ہے، آپ نے فرمایا:

"خير الناس قرني" (بخاری شریف)

''سب سے اچھے لوگ میرے دور کے لوگ ہیں۔''

صحابی جلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بڑی بلاغت کے ساتھ جماعت صحابہ کا تعارف کرایا ہے، مختصر لیکن ہمہ گیر اور معنی خیز الفاظ میں ان کا اس طرح اعتراف کیا ہے:

"أبر الناس قلوباً، وأعمقهم علما وأقلهم تكلفا".

''دل کے پاک، علم کے گہرے، تکلفات سے بری۔''

وہ اسلام کی فصل بہار، نبوت کی آدم گری و مردم سازی کا نمونہ، اور تربیت وتزکیۂ نبوی کا اعجاز تھے۔

حسن سیرت واخلاق کی اہمیت

جب اس صحبت نبوی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا سے رحلت فرمائی، تو قرآن پاک، حدیث شریف اور سیرت طیبہ اس خلا کو پُر کرتے

www.abulhasanalinadwi.org

رہے، فقہ باطن، حکمت، قلوب کے امراض، نفس کے شرور اور شیطان کے مکائد کے علاج کا ایک دائمی اور عالمگیر مطب اور دار الشفاء تھا۔

روحانی امراض اور نفس کے شرور کے زہر کا تریاق

ہم یہاں چند آیات اور احادیث ذکر کرتے ہیں، جو تہذیب اخلاق اور تزکیۂ نفس کی بنیادی تعلیمات وہدایات، نفس کے شرور وفتن، شیطان کے مکروکید، اور روحانی امراض کے زہر کا تریاق اور بہترین علاج ہیں، اور اپنی قوت وتاثیر میں بے مثل ہیں کیونکہ یہ حکیم وعلیم، دانا وبینا کا کلام اور انسانوں کے خالق اور ان کے قلوب ونفوس کے صانع وفاطر کے بیان کردہ احکام واصول ہیں، جس کا ارشاد ہے:

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ٥ (الملک:۱۴)

''بھلا جس نے پیدا کیا وہ بے خبر ہے، وہ تو پوشیدہ باتوں کا جاننے والا اور ہر چیز سے آگاہ ہے۔''

ان تعلیمات وہدایات کی جو شخص بھی پابندی کرے گا اور سنجیدگی وعزیمت اور اخلاص وامانت کے ساتھ ان کا لحاظ واہتمام کرے گا، وہ تہذیبِ اخلاق اور تزکیۂ نفس کے گوہر مقصود کو پالے گا، ایک فرد اگر ان کی پابندی اور اہتمام کرے گا تو سعادت وطہارت اور بلند روحانی مراتب پر فائز ہوگا اور اگر پورا معاشرہ ان کو اصول ومعمول بنالے گا، تو وہ مثالی معاشرہ بن جائے گا۔

اخلاص

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ (البینۃ:۵)

''اور ان کو حکم تو یہی ہوا تھا کہ اخلاص عمل کے ساتھ خدا کی عبادت کریں اور یکسو ہوکر، اور نماز پڑھیں، اور زکوۃ دیں، اور یہی سچا دین ہے۔''

أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ (الزمر:۳)

''دیکھو خالص عبادت خدا ہی کے لیے (زیبا) ہے۔''

www.abulhasanalinadwi.org

سچی توبہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوحاً (التحریم:۸)

''مومنو! خدا کے آگے صاف دل سے توبہ کرو''۔

صبر وتحمل اور عفو ودرگزر

وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (الشوریٰ:۴۳)

''اور جو صبر کرے اور قصور معاف کر دے تو یہ ہمت کے کام ہیں''۔

خدا تعالیٰ کا استحضار

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ (الحدید:۴)

''اور تم جہاں کہیں ہو، وہ تمہارے ساتھ ہے''۔

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُور (غافر:۱۹)

''وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے، اور جو باتیں سینوں میں پوشیدہ ہیں ان کو بھی''۔

تقویٰ اور قول وعمل میں استقامت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ (آل عمران:۱۰۲)

''مومنو! خدا سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے''۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلاً سَدِيداً (الاحزاب:۷۰)

''مومنو! خدا سے ڈرو، اور بات سیدھی کہا کرو''۔

یقین وتوکل

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (ابراہیم:۱۱)

''اور خدا ہی پر مومنوں کو بھروسہ رکھنا چاہئے''۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ (الفرقان:۵۸)

''اور اس (خدائے) زندہ پر بھروسہ رکھو جو کبھی نہیں مرے گا''۔

www.abulhasanalinadwi.org

استقامت

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ (ہود:۱۱۲)

"(اے پیغمبرؐ) جیسا تم کو حکم ہوتا ہے، اس پر قائم رہو"۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ (الاحقاف:۱۳-۱۴)

"جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے، پھر وہ اس پر قائم رہے تو ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے، یہی اہل جنت ہیں کہ ہمیشہ اس میں رہیں گے، یہ اس کا بدلہ ہے جو وہ کیا کرتے تھے"۔

کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامے رہنا

فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ (النساء:۵۹)

"اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اس میں خدا اور اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو"

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا (الحشر:۷)

"سو جو چیز تم کو پیغمبرؐ دیں وہ لے لو، اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو"

اللہ اور اس کے رسول کی محبت

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ (البقرہ:۱۶۵)

"لیکن جو ایمان والے ہیں، وہ تو خدا ہی کے سب سے زیادہ دوست دار ہیں"

قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ (التوبہ:۲۴)

www.abulhasanalinadwi.org

''کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی، اور مال جو تم کماتے ہو، اور تجارت جس کے مندا ہونے (خسارے) سے تم ڈرتے ہو، اور مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو، خدا اور اس کے رسولؐ سے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو، یہاں تک کہ خدا اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے۔''

تقویٰ اور نیکی کے کاموں میں تعاون

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ○ (المائدہ:۲)

''اور (دیکھو) نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو، اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو، کچھ شک نہیں کہ خدا کا عذاب سخت ہے۔''

اسلامی اخوت و بھائی چارگی

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ (الحجرات:۱۰)

''مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں''۔

لوگوں میں مصالحت، اور مفید و خیر کے کام

لَّا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ (النساء:۱۱۴)

''ان لوگوں کی بہت سی مشورتیں اچھی نہیں، ہاں اس شخص کی مشورت اچھی ہو سکتی ہے جو خیرات یا نیک باتوں یا لوگوں میں صلح کرنے کو کہے۔''

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ (الانفال:۱)

''تم خدا سے ڈرو، اور آپس میں صلح رکھو''۔

www.abulhasanalinadwi.org

نرم خوئی، مدارات و تواضع

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ٥ (الحجر:۸۸)

''اور مومنوں سے خاطر اور تواضع سے پیش آنا''۔

فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ، وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (الضحیٰ:۹-۱۰)

''تو تم بھی یتیم پر ستم نہ کرنا، اور مانگنے والے کو جھڑکی نہ دینا''۔

اسوۂ نبوی کا اتباع

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ٥ (آل عمران:۳۱)

''اے (پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو، تو میری پیروی کرو، خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔''

امید و بیم اور خوف ورجا

وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ (البقرہ:۴۰)

''اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو''۔

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ٥ (الزمر:۵۳)

''اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے، اور وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔''

فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ٥ (الاعراف:۹۹)

''(سن لو) کہ خدا کے داؤ سے وہی لوگ نڈر ہوتے ہیں، جو خسارہ پانے والے ہیں''

www.abulhasanalinadwi.org

إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ ٥ (یوسف:۸۷)

''خدا کی رحمت سے بے ایمان لوگ ناامید ہوا کرتے ہیں۔''

زہد وقناعت

اَلْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَاباً وَخَيْرٌ أَمَلاً (الکہف:۴۶)

''مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی (رونق) اور زینت ہیں، اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے پروردگار کے یہاں بہت اچھی، اور امید کے لحاظ سے بہتر ہیں۔''

وَمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ٥ (العنکبوت:۶۴)

''اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشہ ہے اور ہمیشہ کی زندگی کا مقام تو آخرت کا گھر ہے، کاش یہ لوگ سمجھتے''۔

ایثار وقربانی

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ٥ (الحشر:۹)

''اوران کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود احتیاج ہی ہو۔''

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِيناً وَيَتِيماً وَأَسِيراً ٥ (الدہر:۸)

''اور باوجودیکہ ان کو خود طعام کی خواہش اور حاجت ہے فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں۔''

کبر وغرور، فساد اور بگاڑ پھیلانے کی حرمت

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوّاً فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَاداً وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ٥ (القصص:۸۳)

''وہ جو آخرت کا گھر ہے ہم نے اسے ان لوگوں کے لیے تیار کر رکھا ہے جو

www.abulhasanalinadwi.org

ملک میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور انجام نیک تو پرہیزگاروں ہی کا ہے“

حسن اخلاق اور نفس پر قابو رکھنا

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (آل عمران:۱۳۴)

”اور غصہ کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں، اور خدا نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔“

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ۝ (الاعراف:۱۹۹)

”(اے محمدؐ) عفو اختیار کرو، اور نیک کام کرنے کا حکم دو، اور جاہلوں سے کنارہ کرلو۔“

نیکوکاروں کی صحبت

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ (الکہف:۲۸)

”اور جو لوگ صبح وشام اپنے پروردگار کو پکارتے اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں ان کے ساتھ صبر کرتے رہو۔“

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ ۝ (التوبہ:۱۱۹)

”اے اہل ایمان خدا سے ڈرتے رہو، اور راست بازوں کے ساتھ رہو۔“

مسلمان کے مسلمان پر حقوق

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُوْنُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ ۝ (الحجرات:۱۱)

www.abulhasanalinadwi.org

''مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں، اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ، اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو، ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) گناہ ہے، اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔''

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيراً مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضاً أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ٥ (الحجرات:۱۲)

''اے اہل ایمان بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں، اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو، اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تم تو ضرور نفرت کرو گے، (تو غیبت نہ کرو) اور خدا کا ڈر رکھو، بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔''

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَاناً وَإِثْماً مُّبِيناً ٥ (الاحزاب:۵۸)

''اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے کام (کی تہمت) سے جو انہوں نے نہ کیا ہو ایذا دیں تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا۔''

لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْراً وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ٥ (النور:۱۲)

''جب تم نے وہ بات سنی تھی تو مومن مردوں اور عوتوں نے کیوں اپنے دلوں میں نیک گمان نہ کیا، اور کیوں نہ کہا کہ یہ صریح تہمت ہے۔'' (۱)

(۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں: دستور حیات از: مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی، ص: ۱۸۹-۱۹۷

www.abulhasanalinadwi.org

تہذیب اخلاق وتزکیۂ نفس

قرآن مجید چونکہ نسلاً بعد نسل قیامت تک آنے والے انسانوں کے لحاظ سے زیادہ جامع اور ضرورت کی ساری چیزوں پر حاوی ہونے کے لحاظ سے اتارا گیا، جو انسانوں کے تمام اصناف وانواع اور طبقات کی ضرورت کا احاطہ کرنے والا ہے "الکتاب" کے نام سے موسوم کیا گیا، فرمایا۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ التَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ، مِن قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَأَنزَلَ الْفُرْقَانَ٥

[سورہ آل عمران: ۳-۴]

"اس نے [اے محمد] تم پر سچی کتاب نازل کی جو پہلی [آسمانی] کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اسی نے توریت اور انجیل نازل کی [یعنی] لوگوں کی ہدایت کے لئے پہلے [توریت اور انجیل اتاری] اور [پھر قرآن جو حق اور باطل کو] الگ الگ کردینے ولا [ہے] نازل کیا۔"

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کائنات کے بنانے اور انسان کو پیدا کرنے والے نے اپنی مخلوقات میں سے اعلیٰ صلاحیتوں کی مخلوق انسان کے لیے اخلاق وکردار کا نظام مقرر کیا ہے، اور انسان کے کردار کو جانچنے کے لیے اس نظام کو اختیار اور اختیار نہ کرنے کا اختیار دیا ہے، وہ اپنے اختیار سے برے کام کو چھوڑ کر اچھا کام اختیار کرے تو اس کی اچھائی کا صحیح اظہار ہوا، اخلاق وکردار کے اس نظام میں اولاً اپنے خالق ومالک کے احسان کو کہ اس نے انسان کو انسان کے لیے زندگی کے سارے وسائل مہیا کیے، جن سے فائدہ اٹھا کر وہ اپنے لیے

www.abulhasanalinadwi.org

راحت اور لطف حاصل کرسکتا ہے اور صحت کے لیے علاج ومعالجہ کے سارے اسباب مہیا کیے ہیں، اس کے احسان کو ماننے اور اپنے عمل سے احسان مندی کا ثبوت دے، اور احسان مندی کے اس ثبوت کے لیے اپنے دماغ وقلب سے اپنے خالق ومالک کے احسان کو ماننے اور چند متعین طریقہ کار ہیں جن کے ذریعہ وہ اظہار کرے، اس سلسلہ میں قرآن مجید کے اندر جگہ جگہ نشاندہی کی گئی اور وضاحت کی گئی، اسی طرح قرآن مجید انسان کے لیے کتاب ہدایت بن گئی، اللہ تعالیٰ اس کی بڑی اور دوسری سورت کے آغاز میں فرماتا ہے:

ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَo الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ o وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ o أُوْلَـئِكَ عَلَى هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَo (سورہ بقرہ:۱-۵)

اور دوسری جگہ فرمایا ہے:

إِنَّ هَـذَا الْقُرْآنَ يِهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْراً كَبِيراًo وأَنَّ الَّذِينَ لاَ يُؤْمِنُونَ بِالآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَاباً أَلِيماًo [بنی اسرائیل:۹-۱۰]

ان مذکورہ آیات کے ذریعہ چند متعینہ امور ظاہر ہوجاتے ہیں کہ انسان کا دل ودماغ اپنے خالق ومالک کے احسان کو ماننے والا اور اس کی عظمت وبڑائی اور وحدانیت کو تسلیم کرنے والا ہو، اور اخلاق وکردار کے طریقہ کار کے لیے اس نے جو ہدایت دی ہے اس پر عمل کرنے والا ہو، اور یہ کہ اس زندگی کے بعد دوسری زندگی بھی رکھی گئی ہے جس کو آخرت کہا گیا ہے کہ اس پر یقین رکھنے والا ہو اور وہاں کی کامیابی یہاں کے عمل کے مطابق ہوگی۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

وَقَضَى رَبُّكَ أَلاَّ تَعْبُدُواْ إِلاَّ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلاَهُمَا فَلاَ تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيماًo وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ

www.abulhasanalinadwi.org

الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيراً o
رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ إِن تَكُونُواْ صَالِحِينَ فَإِنَّهُ
كَانَ لِلأَوَّابِينَ غَفُوراً o وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ
وَابْنَ السَّبِيلِ وَلاَ تُبَذِّرْ تَبْذِيراً، إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُواْ إِخْوَانَ
الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُوراً o وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ
ابْتِغَاء رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُل لَّهُمْ قَوْلاً مَّيْسُوراً o
وَلاَ تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلاَ تَبْسُطْهَا كُلَّ
الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوماً مَّحْسُوراً o إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن
يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيراً بَصِيرا o وَلاَ تَقْتُلُواْ
أَوْلادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُم إنَّ قَتْلَهُمْ
كَانَ خِطْأً كَبِيراً o وَلاَ تَقْرَبُواْ الزِّنَى إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاء
سَبِيلا o وَلاَ تَقْتُلُواْ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّهُ إِلاَّ بِالحَقِّ وَمَن
قُتِلَ مَظْلُوماً فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَاناً فَلاَ يُسْرِف فِّي الْقَتْلِ
إِنَّهُ كَانَ مَنْصُوراً o وَلاَ تَقْرَبُواْ مَالَ الْيَتِيمِ إِلاَّ بِالَّتِي هِيَ
أَحْسَنُ حَتَّى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُواْ بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ
مَسْؤُولاً o وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذا كِلْتُمْ وَزِنُواْ بِالقِسْطَاسِ
الْمُسْتَقِيمِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلا o وَلاَ تَقْفُ مَا لَيْسَ
لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولـئِكَ كَانَ
عَنْهُ مَسْؤُولا o وَلاَ تَمْشِ فِي الأَرْضِ مَرَحاً إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ
الأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولا o كُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيٍّئُهُ عِنْدَ
رَبِّكَ مَكْرُوها o ذَلِكَ مِمَّا أَوْحَى إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ
وَلاَ تَجْعَلْ مَعَ اللّهِ إِلَهاً آخَرَ فَتُلْقَى فِي جَهَنَّمَ مَلُوماً
مَّدْحُوراً o (سورہ بنی اسرائیل: ۲۳-۳۹)

www.abulhasanalinadwi.org

''اور تمہارے پروردگار نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں، تو ان کو اف تک نہ کہو، اور نہ انہیں جھڑکنا، اور ان سے بات ادب کے ساتھ کرنا، اور عجز و نیاز سے ان کے ساتھ رہو، اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے پروردگار جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں شفقت سے پالا ہے تو بھی ان کے حال پر رحم فرما، جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تمہارا پروردگار اس سے بخوبی واقف ہے، اگر تم نیک ہو گے تو وہ رجوع لانے والوں کو بخش دینے والا ہے، اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو، اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ، کہ فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے پروردگار (کی نعمتوں) کا کفران کرنے والا (یعنی ناشکرا) ہے، اور اگر تم اپنے پروردگار کی رحمت (یعنی فراخ دستی) کے انتظار میں جس کی تمہیں امید ہو ان (مستحقین) کی طرف توجہ نہ کر سکو تو ان سے نرمی سے بات کہہ دیا کرو، اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا (یعنی بہت تنگ) کر لو، (کہ کسی کو کچھ دو ہی نہیں) اور نہ ہی بالکل کھول دو (کہ سبھی کچھ دے ڈالو اور انجام یہ ہو کہ) ملامت زدہ اور ہاتھ باندھ کر بیٹھ جاؤ، بیشک تمہارا پروردگار جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی روزی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے، وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے، اور ان کو دیکھ رہا ہے، اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرنا، کیونکہ ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں، کچھ شک نہیں کہ ان کا مار ڈالنا بڑا سخت گناہ ہے، اور زنا کے پاس بھی نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے، اور جس جاندار کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے اسے قتل نہ کرنا، مگر جائز طور پر (یعنی بہ فتوئ شریعت) اور جو شخص ظلم سے قتل کیا جائے ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے (کہ ظالم قاتل سے بدلہ لے) تو اس کو چاہئے کہ قتل (کے قصاص)

www.abulhasanalinadwi.org

میں زیادتی نہ کرے، وہ منصور اور فتحیاب ہے، اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکنا، مگر ایسے طریقے سے کہ بہت بہتر ہو، یہاں تک وہ جوانی کو پہنچ جائے، اور عہد کو پورا کرو، کہ عہد کے بارے میں ضرور پرسش ہوگی، اور جب کوئی چیز ناپ کر دینے لگو تو پیمانہ پورا بھرا کرو، اور جب تول کر دو تو ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو، یہ بہت اچھی بات ہے، اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت بہتر ہے، اور اے بندے جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ کہ کان اور آنکھ اور دل ان سب جوارح سے ضرور باز پرس ہوگی، اور زمین پر اکڑ کر اور تن کر مت چل کہ تو زمین کو پھاڑ تو نہیں ڈالے گا، اور نہ لمبا ہو کر پہاڑوں کی چوٹی تک پہنچ جائے گا، ان سب عادتوں کی برائی تیرے پروردگار کے نزدیک بہت ناپسند ہے، اے پیغمبر یہ ان ہدایتوں میں سے ہے جو خدا نے دانائی کی باتیں تمہاری طرف وحی کی ہیں، اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنانا کہ ایسا کرنے سے ملامت زدہ اور درگاہ خدا سے راندہ بنا کر جہنم میں ڈال دئے جاؤ گے۔"

قرآن مجید میں عقیدہ کی درستگی کے سلسلہ میں ضروری تاکید کے بعد دوسری انسانی برائیوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے، جو گذشتہ قوموں میں مختلف طور پر پائی جاتی تھیں، مثلاً قوم عاد میں شرک کے ساتھ تکبر اور ظلم اور قوم ثمود میں شرک کے ساتھ اپنی صناعی پر فخر اور دوسری خراب باتیں، اور قوم لوط میں شرک کے ساتھ لواطت، فحاشی اور بے ہودگی اور قوم مدین میں شرک کے ساتھ ناپ تول میں بے ایمانی کرنا اور تجارتی لین دین میں بددیانتی کرنا، اور فرعون کا خود کو خدا قرار دینے کے ساتھ اپنی قوم کے علاوہ دیگر قوموں کو حقیر سمجھ کر ان کو ذلیل کرنا، اور غلام بنا لینا اور تکبر کرنا۔

ان باتوں کے تذکرے کے علاوہ جو خرابیاں آئندہ انسانوں میں پیدا ہو سکتی ہیں ان کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے اور دیگر نبیوں نے ان کے سلسلہ میں جو ہدایات دی ہیں ان کا بھی تذکرہ ہے، وہ اچھی باتیں: آپس میں ہمدردی اور تکبر سے بچنا، اور ایک دوسری کی حق تلفی سے پرہیز کرنا، انسانی جان کی حفاظت اور دوسرے کا مال بلا اس کی اجازت کے نہ لینا، تواضع، اخلاق سے پیش آنا، بے جا فخر و غرور سے پرہیز کرنا اور انسانیت و شرافت کی جو جو خصلتیں ہیں

ان کو اختیار کرنا ہیں، اسی طرح ماں باپ کا خیال اور ماں باپ کی طرف سے اولاد کا خیال اور یہ کہ ایک دوسرے کے فائدے اور سہولت کی فکر رکھیں، اور خاندانی تعلقات اور ذمہ داریاں اور پڑوسیوں کے حقوق اور ظلم و بے راہ روی کو روکنے کی کوشش اور اچھے طور وطریق کو اختیار کرنے کی تلقین، انسانوں کے اخلاق وعادات میں ہونے کی اہمیت بتائی گئی ہے، مثلاً سورہ بنی اسرائیل میں مذکورہ بالا آیات میں ضروری باتوں کا تذکرہ آچکا ہے۔

اور سورہ لقمان میں ان خصلتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ، وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ٥ وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ، اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ٥ وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ، اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ٥ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا، وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ، ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٥ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ، اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ٥ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ، اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ٥ وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ٥ وَ اقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ، اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ٥ [سورۃ لقمان:۱۳-۱۹]

’’اور اس وقت کا ذکر کیجیے جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اے بیٹا! اللہ کا شریک نہ ٹھرانا، بے شک شرک بڑا بھاری ظلم

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، اور ہم نے انسان کو تاکید کی اس کے ماں باپ کے متعلق، اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے، کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کیا کر، میری ہی طرف واپسی ہے، اور اگر وہ دونوں تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرائے جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں، تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، اور دنیا میں ان کے ساتھ شرافت کے ساتھ بسر کیے جانا، اور اسی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو، تم سب کو میرے پاس آنا ہے، پھر جو کچھ تم کرتے رہتے تھے میں تمہیں سب جتلادوں گا، اے بیٹا! اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو، پھر کسی پتھر کے اندر ہو یا آسمانوں میں ہو، یا زمین کے اندر ہو اللہ اسے لے ہی آئے گا، بے شک اللہ بڑا باریک بیں ہے، بڑا باخبر ہے، اے میرے بیٹے، نماز کو قائم رکھ، اور بھلائی کی نصیحت کیا کر اور برائی سے منع کیا کر، اور جو کچھ تجھ پر پڑے اور اس پر صبر کیا کر بے شک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے، اور لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر، اور زمین پر اکڑ کر مت چل بے شک اللہ کسی تکبر والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر، اور اپنی آواز کو پست رکھ، بے شک سب سے بری آواز گدھے کی ہوتی ہے۔“

اور سورۂ حجرات میں اس طرح تذکرہ ہے:

يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۝ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ

www.abulhasanalinadwi.org

اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ، اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ٥ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ، اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ٥ [سورۃ الحجرات:۱۱-۱۳]۔

''اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں، تو ان میں صلح کرادو، اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو، یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع لائے پس جب وہ رجوع لائے تو دونوں فریق میں مساوات کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف سے کام لو کہ خدا انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے بھائیوں میں صلح کرادیا کرو، اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔ مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں عورتوں سے تمسخر کریں، ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں، اور اپنے مومن بھائی کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو، ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا گناہ ہے، اور جو توبہ نہ کریں، وہ ظالم ہیں، اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو، کہ بعض گمان گناہ ہیں، اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کرو، اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرے گا اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور خدا کا خوف رکھو، بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے، لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کی شناخت کرو اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے بے شک خدا سب کچھ جاننے والا ہے اور سب سے خبردار ہے۔

اور سورہ مؤمنون میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے:۔

www.abulhasanalinadwi.org

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ٥ اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ٥ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ٥ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ٥ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ٥ إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ٥ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِأَمٰانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ٥ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ٥ أُولٰئِكَ هم الْوَارِثُوْنَ ٥ اَلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ ٥ (المومنون:۱-۱۱)

’’یقیناً وہ مومنین فلاح پاگئے جو اپنی نماز میں خشوع رکھنے والے ہیں، اور جو لغویات سے برکنار رہنے والے ہیں، اور جو اپنا تزکیہ کرنے والے ہیں، اور جو اپنی شرم گاہوں کی نگہداشت رکھنے والے ہیں، ہاں البتہ اپنی بیویوں اور باندیوں سے نہیں کہ ان پر کوئی الزام نہیں، ہاں جو کوئی اس کے علاوہ کا طلب گار ہوگا سو ایسے ہی لوگ تو حد سے نکل جانے والے ہیں، اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا لحاظ رکھنے والے ہیں، اور جو اپنی نمازوں کی پابندی رکھنے والے ہیں، بس یہی لوگ وارث ہونے والے ہیں، جو فردوس کے وارث ہوں گے اور اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔‘‘

www.abulhasanalinadwi.org

گیارہواں باب

حسن سیرت واخلاق حسنہ کیلئے قرآنی ہدایات

معاشرتی برائیاں اوران کا حل

معاشرتی برائیاں نام ہے عقل وارادہ کی کمی کا، جب انسان میں عقل وارادہ کمزور پڑ جاتا ہے تو وہ برائی کی طرف مائل ہوتا ہے جس سے معاشرہ تباہ ہوتا ہے اورانسانی افراد واجتماع کوروحانی اور مادی نقصان پہنچتا ہے بلکہ یہ برائیاں جب کسی قوم میں عام ہوجاتی ہیں تو قوم وملک کی ہلاکت وبربادی کا سبب بنتی ہیں۔

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، اس لیے قرآن نے جابجا معاشرتی برائیوں کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی اس کا علاج بھی تجویز کیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ٥

[سورہ نحل:۹۰].

''اللہ انصاف اوراحسان سے کام کرنے اوررشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے وہ بے حیائی، ناپسندیدہ بات اورسرکشی سے روکتا ہے، تمھیں وہ نصیحت کرتا ہے شاید تم نصیحت پاجاؤ''

اس آیت کریمہ میں معاشرتی برائیوں کو تین بڑے عنوانوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو یہ ہیں: ۱۔ فحشاء یعنی بے حیائی کے کام۔ ۲۔ منکرات جس سے پوری جماعت کی زندگی

متاثر ہو۔ ۳۔ اور بغی یعنی سرکشی، جیسے چوری، قتل، ڈاکہ اور ملک وقوم سے غداری کے کام۔

یہ وہ اخلاقی برائیاں ہیں جن کو ہر مذہب اور ہر انسانی معاشرت نے یکساں طور پر برا کہا ہے، وہ درحقیقت برائی اور بے حیائی کے کام ہیں اور دین وشرافت کی نگاہ میں وہ سب برائیاں گناہ اور ناپسندیدہ باتیں ہیں، اگر ان کو جائز قرار دیدیا جائے تو افراد کے باہمی حقوق سے امان اٹھ جائے اور کسی کی جان ومال اور عزت وآبرو سلامت نہ رہے۔

قرآن مجید نے اس ضمن میں اخلاق کا معتدل نظام پیش کیا، وہ اخلاق جو خدا کو پسند ہیں فضائل کہلاتے ہیں اور جن کو خدا ناپسند کرتا ہے ان کو رذائل کہتے ہیں، قرآن مجید نے جن فضائل اخلاق کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں:

تقویٰ

’’تقویٰ یعنی عفت و پاکیزگی، عدل وانصاف، عفوودرگزر، تواضع وانکساری اعتدال ومیانہ روی، حق گوئی، احسان اور صلہ رحمی‘‘۔

ان فضائل کے نہ ہونے سے جو معاشرتی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں وہ یہ ہیں۔

حرص وطمع، بے حیائی، فضول خرچی، جھوٹ، رشوت، قمار بازی، ناپ تول میں کمی، بدی غیبت، یہ وہ معاشرتی برائیاں ہیں جن کو قرآن نے ان معاشرتی برائیوں کو فحشاء اور منکرات سے تعبیر کیا ہے، قرآن مجید نے ان معاشرتی برائیوں کا جو علاج تجویز کیا ہے وہ یہ ہے کہ

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ

’’بے شک نماز بے حیائی اور برائی کی باتوں سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد بڑی چیز ہے۔‘‘

شرم وحیا

بے حیائی کا علاج شرم وحیا ہے، بے حیائی کی باتوں سے بچنا لیکن امرحق کے اظہار میں شرم وحیا دامن گیر نہ ہونا، یہی معاشرتی برائیوں کا قرآنی علاج ہے، حیا نام ہے فواحش ومنکرات سے بچنے کا، جذبۂ حیا جو انسانوں کو معاشرتی برائیوں سے روکتا ہے اگر یہ نہ ہو تو پھر

www.abulhasanalinadwi.org

انسان بے حیا ہوکر جو چاہے کرسکتا ہے، حیا سے بھلائی پھیلتی ہے۔نماز، حیا کا سرچشمہ ہے اور وہی برائیوں سے بچاتی ہے۔

عدل وانصاف

اسی طرح زندگی کے ہر شعبہ میں عدل وانصاف سے کام لینے کی بھی ضرورت ہے جب عقل کی قوت اور نیکی کا چراغ، جذبات کی آندھیوں میں بجھ رہا ہوتو اس وقت عدل وانصاف کا سہارا لینا پڑتا ہے، بعض برائیاں وہ ہیں جن کے کرنے سے خدا کی رحمت چھن جاتی ہے پھر وہ برائیاں ہیں جو خدا کی محبت سے محروم کردیتی ہیں، پھر وہ ہیں جو رضائے الٰہی سے خالی ہیں، مثلاً شرک، ایک ایسی معاشرتی خرابی ہے کہ جس کا مرتکب رضائے الٰہی کو نہیں پاسکتا، بلکہ خدا شرک کو معاف نہیں کرتا، شرک کرنے والا خدا کی رحمت سے ہمیشہ کے لیے محروم ہوجاتا ہے، اس لیے اسلام کا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے دنیا کے معبدوں سے تمام باطل معبودوں کو باہر نکال پھینکا، باطل معبودوں کی عبادت اور پرستش یک قلم موقوف کردی، اور ایک خدا کی عبادت کا اعلان کیا۔

درگذر

قرآن مجید نے دوسرا علاج جو معاشرتی برائیوں کو دور کرنے کے لیے تجویز کیا ہے وہ یہ ہے:

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِی هِیَ أَحْسَنُ فَإِذَا
الَّذِی بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِیٌّ حَمِيمٌ ○[سورہ حم سجدہ:۳۴]

اور برائی اور بھلائی برابر نہیں، اگر کوئی برائی کرے تو اس کا جواب اچھائی سے دو، کیونکہ جاہلوں سے درگزر کرنا اور احسان کرنا نیکی ہے، اللہ احسان کے بدلے کو ضائع نہیں کرتا، ہر نیکی ثواب کا کام ہے، احسان کرنے اور منصفانہ برتاؤ سے برائیاں دور ہوتی ہیں، اور نیکی کے عمل سے، معاشرتی برائیوں کا خاتمہ ہوتا ہے، اس لیے عفوو درگزر سے کام لینا چاہیئے، نیکی بدی کو دھودیتی ہے، بھلائی کرنا ایک ایسی صفت ہے جو ہر نیکی کو محیط ہے، بھلائی کرنا بہت سی

www.abulhasanalinadwi.org

برائیوں کا علاج ہے، برائی کی جگہ، بھلائی کرنا، معاشرتی خرابیوں کا سب سے بڑا علاج ہے، اسی لیے قرآن مجید نے کہا ہے:

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ [سورہ ہود:۱۱۴]

''بے شک نیکیاں برائی کو دور کر دیتی ہیں۔''

نیکیوں کو اختیار کرنے اور زندگی کو اچھے اعمال سے مزین کرنے کی مثال قرآن مجید نے رحمٰن کے بندوں کے عنوان سے اس طرح دی ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْناً وَّإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَاماً ٥ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّداً وَّقِيَاماً ٥ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَاماً ٥ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرّاً وَّمُقَاماً ٥ وَالَّذِيْنَ إِذَآ أَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَاماً ٥ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهاً آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ، وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَاماً ٥ (سورۃ الفرقان:۶۳-۶۸)

''اور خدا کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کے آگے سجدہ کرکے اور (عجز و ادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں اور وہ جو دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھیو کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے اور دوزخ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت بُری جگہ ہے اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا اُڑاتے ہیں اور نہ وہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ، ضرورت سے زیادہ نہ کم اور وہ جو خدا کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جاندار کا مارڈالنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز

www.abulhasanalinadwi.org

طریقہ پر (یعنی حکم شریعت کے مطابق) اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا۔"

اس کے علاوہ معاشرتی خرابیاں جن چیزوں سے دور ہوسکتی ہیں قرآن مجید نے ان کی تفصیل بتائی ہے اور وہ یہ ہیں:

۱۔تقویٰ، ۲۔اخلاص، ۳۔توکل، ۴۔صبروشکر

تقویٰ نام ہے دل کی پاکیزگی اور عمل صالح کا، اخلاص نام ہے دیانت داری کا، توکل خدا پر بھروسہ کرنے کو کہتے ہیں، اور صبر تمام شیطانی طاقتوں پر قابو پانے کو کہتے ہیں تقویٰ سے عظمتِ نفس پیدا ہوتی ہے، اور انسان کا ضمیر بیدار ہوتا ہے اسی لیے اسلام میں برتری کا معیار تقویٰ کو قرار دیا گیا ہے، اخلاص خدا کی خوشنودی اور بجا آوری کو کہتے ہیں، ظاہر ہے اگر انسان میں پرہیزگاری اور زندگی سے خلوص پیدا ہوجائے تو پورا سماج معاشرتی برائیوں سے پاک ہوسکتا ہے کیونکہ جس میں اللہ کا خوف ہوگا وہ نہ بددیانتی کرے گا اور نہ کسی کی حق تلفی کرے گا، نہ اس کے قول وعمل میں تضاد ہوگا اور نہ وہ اپنے فرائض منصبی سے پہلوتہی کرے گا، اسی طرح توکل اور صبر، کامیابی کی اصل بنیاد ہیں، مشکلات اور مصیبتوں کو برداشت کرنا، مصائب کا پامردی سے مقابلہ کرنا اور ضبطِ نفس سے کام لینا، کسی قوم اور ملک کی ترقی کا زینہ ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن مجید میں قلب کی اہمیت کا تذکرہ

قلب کی مرکزیت

قرآن مجید میں قلب یعنی دل کا تذکرہ بہت زیادہ فعال اور اثر انگیزی رکھنے والے عضو کی حیثیت سے کیا گیا ہے، اسی حیثیت کے مطابق حضور ﷺ نے بھی اظہار کیا ہے، اور اثر انگیزی کے لحاظ سے قلب کی مرکزیت بتائی ہے، فرمایا ہے: ”ألا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله ألا وهی القلب“ یہ جان لو کہ جسم کے اندر ایک عضو ایسا ہے کہ اگر وہ درست ہو تو سارا بدن درست اور اگر وہ خراب ہو تو سارا بدن خراب ہو جائے گا وہ قلب ہے۔ اسی کے ساتھ جدید سائنس قلب کو اہمیت نہیں دیتی اور ساری اہمیت وہ دماغ کو دیتی ہے، قلب کو صرف خون سپلائی کرنے والا عضو قرار دیتی ہے، لیکن عملی طور پر یہ بات محل نظر معلوم ہوتی ہے، کیوں کہ یونانی علاج میں قلب کی حرکت سے بہت سے امراض کا پتہ چلایا جاتا رہا ہے، نبض دیکھ کر حکیم کو یہ اندازہ ہو جاتا تھا کہ جسم میں تکلیف کس جگہ ہے اور مرض و صحت کی کیا نوعیت ہے؟ اس صورت حال سے یہ پتہ چلتا ہے کہ قلب سارے جسم پر اثر انداز ہوتا ہے یا کم سے کم جسم کی ہر حالت سے قلب ضرور متاثر ہوتا ہے، ورنہ نبض کی حرکت سے جسم کے ہر مرض یا حالت کا پتہ کیسے چلایا جا سکتا ہے، مغربی اطباء دماغ کو اصل مانتے ہیں۔

جذبات واحساسات کی قلب سے وابستگی

قرآن مجید میں انسانوں کے طرز عمل جذبات واحساسات کو قلب کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے، بلکہ بعض استعارے بھی قلب کے تعلق سے لائے گئے ہیں، مثلاً فرمایا ﴿فَإِنَّهَا

لَا تَعۡمَی الۡاَبۡصَارُ وَلٰکِنۡ تَعۡمَی الۡقُلُوۡبُ الَّتِیۡ فِی الصُّدُوۡرِ﴾ کہ حقیقت کو نہ دیکھنا آنکھوں ہی کا عمل نہیں ہے، بلکہ سینوں کے اندر جو دل ہے وہی اندھے ہوجاتے ہیں، حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ نے ان کی پیدائش پر اس مقصد سے کہ وہ فرعون کے عملہ کے ہاتھ نہ لگے، لیکن اس کی ان کو ایسی فکر لاحق ہوئی کہ اس کے علاوہ ہر فکر ہٹ گئی، ان کے دل کی اس یکسوئی کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے ﴿وَاَصۡبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوۡسٰی فَارِغاً﴾ کہ موسیٰ کی والدہ کا دل ہر دوسری فکر سے خالی ہوگیا، یہاں پر فکر و تشویش کا تعلق دل سے بتایا گیا ہے ،جس کو عام طور پر دماغ سے تعبیر کیا جاتا ہے، قرآن مجید میں جگہ جگہ قلب کو رجحانات ارادوں اور تصورات کا منبع و مرکز ظاہر کیا گیا ہے۔ اور اس لحاظ سے قلب کو درست کرنے اور صحیح عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، غلط رجحانات کے پیدا ہونے کی نسبت بھی قلب کی طرف کی گئی ہے، جس کا مذکورہ بالا حوالہ آیت سے دیا گیا کہ آنکھیں حق بات کو دیکھنے سے گریزاں نہیں ہوتی، بلکہ قلب حق کو دیکھنے سے قاصر رہتے ہیں، قرآن مجید نے قلب کے حوالہ سے انسان کے صحیح اور غلط رجحان ہونے کا تعلق ظاہر کرکے گویا یہ اشارہ دیا ہے کہ سارے انسان جو قرآن کے مخاطب ہیں اپنے احساسات و رجحانات ،افکار و خیالات، تاثرات اور ارادوں کا اصل مقام قلب ہی کو سمجھتے ہیں، لہذا قرآن مجید نے اس کی بنیاد پر بھی قلب کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی، اور قلب کو اسی کے مطابق اہمیت دی۔

دل اور دماغ کا دائرۂ عمل

قرآن مجید نے دماغ کو اس کے دائرۂ عمل کے لحاظ سے الگ ظاہر کیا ہے، اور اس کے لیے لب جس کی جمع الباب آتی ہے استعمال کیا ہے، جس کے معنی گودے کے ہیں، اور دماغ گودے ہی کی حیثیت رکھتا ہے، دماغ کو بات کے سمجھنے کے مفہوم میں استعمال کیا ہے، لیکن ارادے اور جذبات کے تعلق کی بات قلب سے متعلق ظاہر کی ہے، اور انسان کی نفسیات یہ ہے کہ بات کو سمجھنا اور حقیقت سے واقف ہوجانا اس کے ارادے اور رجحان کو تابع نہیں بناپاتا، بلکہ اس کی خواہش اور پسند عموما اس پر غالب ہوتی ہے، وہ کسی عمل کے نقصان کو اچھی

www.abulhasanalinadwi.org

طرح جان لینے کے بعد اور سمجھ لینے کے بعد بھی ضروری نہیں ہوتا کہ وہ اس کے مطابق عمل کرے اور اس کے مطابق اس کا رجحان بنے، اس طرح دماغ کا عمل حقیقت واقعہ کو اور کسی چیز کی افادیت واہمیت کو سمجھنے سے ہوتا ہے، جب کہ انسان کا رجحان ارادہ و پسند اس کے خلاف بھی ہوسکتا ہے، اس طرح اس کا راستہ بظاہر تنہا رہتا ہے، اور عمل پر آمادہ ہونا قلب سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں انسان کو بھلائی کی طرف متوجہ کرنے کے لیے قلب کا جگہ جگہ تذکرہ کیا گیا ہے، اور قلب کے راستے سے راہ راست کو اپنانے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

قلب اور فؤاد کی تعبیر

قرآن مجید میں دل کے لیے کہیں قلب اور کہیں فواد کا تذکرہ ملتا ہے، کہیں مفرد تذکرہ ہے کہیں جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا، دونوں کے استعمال میں بظاہر یہ فرق ملتا ہے کہ قلب زیادہ تر اپنی حیثیت اور جسم کی حیثیت سے اور فواد اپنے عمل اور اثر پذیری کے لحاظ سے مراد لیا گیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسی طرح ہے جیسے عین اور بصر کے استعمال اور اذن اور سمع کے درمیان استعمال میں محسوس کیا جا سکتا ہے، دل کا ذکر خواہ وہ قلب کے لفظ سے یا فواد کے لفظ سے کیا گیا ہو، بنیادی طور پر آدمی کے تاثر، احساس، عزم وہمت، نیت وارادے کے تذکرے کے طور پر کیا گیا ہے، اور یہ وہ خصوصیات ہیں جن میں انسانی زندگی کو دیگر مخلوقات کی زندگی سے خصوصی امتیاز عطا کرتی ہیں، اور انسانی زندگی کے حالات پر ان کا خصوصی اثر پڑتا ہے، دل کی مذکورہ کیفیات کا ظہور انسانوں کے ذاتی اور شخصی حالات میں آپس کے تعلقات میں اور اپنے خالق و پروردگار سے تعلق میں ہوتا ہے۔

اعمال کا دار و مدار دل کی کیفیت پر ہے

انسان کے دل کی کیفیت اللہ کی رحمت کو متوجہ کرتی ہے، اور دل کی کیفیت اگر صحیح نہیں ہے اس میں کھوٹ ہے تو وہ اللہ کی رحمت سے دور بھی کر دیتی ہے، اس لیے اعمال کا دار و مدار دل کی کیفیت پر ہے، دل ہی اللہ کے انوار کا محل ہے، اور عنایات الٰہی دل ہی کی

www.abulhasanalinadwi.org

حالت کے اعتبار سے آتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان لوگوں کے بارے میں جن پر اللہ کی خاص نوازشیں ہوئی ہیں ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى﴾ (سورۃ الحجرات ۳) اور ایک جگہ ارشاد ہے ﴿فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ﴾ (الفتح:۱۸) اور ارشاد ہے ﴿أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ﴾ (المجادلۃ ۲۲) جس طرح ہدایت دل میں اترتی ہے اسی طرح جب دل غلط راہ پر پڑتا ہے تو پھر اور کوئی چیز کام نہیں آتی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ﴾ (سورۃ التوبہ ۱۲۵) اور ارشاد ہے ﴿فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ﴾ (سورۃ الصف:۵) دل کی سختی لوگوں کی دوری کا بھی سبب بنتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ سے فرمایا ﴿وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (سورۃ آل عمران:۱۵۹) صاف ستھرے دل کی تعریف اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمائی ہے ﴿يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ، إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾ (سورۃ الشعراء:۸۸-۸۹) اور ارشاد ہے ﴿وَإِنَّ مِن شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ، إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾ (سورۃ الصافات:۸۳-۸۴) اور ارشاد ہے ﴿مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ﴾ (سورۃ ق:۳۳) اور ارشاد ہے ﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرَى لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ﴾ (سورۃ ق:۳۷) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کے قلب کے حوالے سے فرمایا ﴿قُلْ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ﴾ (سورۃ بقرۃ:۹۷) اور فرمایا ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ، عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ﴾ (سورہ شعراء:۱۹۳-۱۹۴) دل کی طہارت اور پاکیزگی کے تعلق سے ارشاد ہے ﴿ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾ (سورۃ الأحزاب:۵۳) اور ارشاد ہے ﴿وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ﴾ (سورہ الانفال:۱۰) ﴿وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُم بِهِ﴾ (سورۃ آل عمران:۱۲۶) اور ارشاد ہے ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (سورۃ الرعد:۲۸) اور ارشاد ہے ﴿وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ

www.abulhasanalinadwi.org

إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ ﴾ (سورہ حجرات:۷) اور ارشاد ہے ﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ ﴾ (سورہ آل عمران:۱۰۳) اور بطور دعا کے ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ﴾ (سورہ آل عمران:۸) اور ﴿وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا ﴾ (سورۃ الحشر:۱۰) اور ارشاد ہے ﴿وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً ﴾ (سورۃ الحدید:۲۷) اور ارشاد ہے ﴿هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَاناً ﴾ (سورۃ الفتح:۴) اور ارشاد ہے ﴿قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن قَالَ بَلَى وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ﴾ (سورۃ البقرۃ:۲۶۰) اور ارشاد ہے ﴿وَمَن يُؤْمِن بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهُ ﴾ (سورۃ التغابن:۱۱) دل کے تدبر و تفکر کی طرف اشارہ ہے ﴿لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا ﴾ (سورۃ الاعراف:۱۷۹) اور ارشاد ہے ﴿أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا ﴾ (سورۃ الحج:۴۶) اور ارشاد ہے ﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴾ (سورۃ محمد:۲۴) دل کے اعمال کے قابل مؤاخذہ ہونے کے متعلق فرمایا ﴿وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ ﴾ (سورۃ البقرۃ:۲۲۵) اور فرمایا ﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُم بِهِ وَلَٰكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ﴾ (سورۃ الاحزاب:۵) دل کی اچھی کیفیت پر نوازے جانے پر فرمایا ﴿إِن يَعْلَمِ اللّٰهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْراً يُؤْتِكُمْ خَيْراً مِّمَّا أُخِذَ مِنكُمْ ﴾ (سورۃ الانفال:۷۰) مومن اور کافر کے دل کے فرق کو یوں بیان فرمایا ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ ﴾ (سورۃ الانفال:۲) اور دوسری جگہ اس طرح فرمایا ﴿وَإِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴾ (سورۃ الزمر:۴۵) دل کی سختی، دل کی قساوت اور دل کی ظلمت کو گمراہی اور سرکشی کا بڑا سبب بتایا گیا ہے ایک جگہ ارشاد ہے ﴿فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللّٰهِ ﴾ (سورۃ الزمر:۲۲) اور ارشاد ہے ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ﴾ (سورۃ محمد:۱۶) اور ارشاد ہے ﴿تَحْسَبُهُمْ جَمِيعاً وَقُلُوبُهُمْ شَتَّى ﴾ (الحشر:۱۴) اور ارشاد

www.abulhasanalinadwi.org

ہے﴿فَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ﴾(سورۃ المنافقون:۳)اور فرمایا﴿فالذين لايؤمنون بالأخرة قلوبهم منكرة وهم مستكبرون﴾ (النحل۲۲)﴿ كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون﴾اور فرمایا﴿ فطال عليهم الأمد فقست قلوبهم ﴾(الحدید۲۶)اور فرمایا﴿اذ جعل الذين كفروا فى قلوبهم الحمية حمية الجاهلية الاولى ﴾(الفتح۲۶)اور فرمایا﴿لو أنفقت ما فى الأرض جميعا ماألفت بين قلوبهم ﴾(الانفال۶۳)اور فرمایا﴿و اذ يقول المنافقون والذين فى قلوبهم مرض ما وعدنا الله و رسوله ﴾(الاحزاب۱۲)اور فرمایا﴿ ليجعل مايلقى الشيطان فتنة للذين فى قلوبهم مرض ﴾(الحج۵۳)اس طرح اور بھی آیات ہیں۔

روح دل کے تابع ہے

قلب کا لفظ جسم میں اس کے بنیادی رول اور کلیدی حیثیت کو واضح کرتا ہے، جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قلب اگر صحیح کام کر رہا ہے تو روح بھی صحیح کام کرے گی، جیسے ارشاد ہے﴿ذلك ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوىٰ القلوب ﴾ (الحج۳۲)اور ارشاد ہے﴿ان كادت لتبدى به لولا أن ربطنا على قلبها﴾(القصص۱۰)دل کی کیفیت کو اس طرح بھی بیان کیا ہے﴿يخافون يوما تتقلب فيه القلوب والأبصار﴾ (النور۳۷)اور﴿يوم ترجف الراجفة تتبعها الرادفة قلوب يومئذ واجفة﴾ (النازعات۸)اور﴿و اذ زاغت الأبصار و بلغت القلوب الحناجر﴾اور﴿وأنذرهم يوم الأزفة اذالقلوب لدى الحناجر كاظمين ﴾(غافر۱۸)اور﴿ولا تكتموا الشهادة ومن يكتمها فانه آثم قلبه﴾ (البقرۃ۲۸۳) اور ارشاد ہے ﴿واعلموا ان اللّٰه يحول بين المرء وقلبه ﴾(الانفال۲۴)اور ارشاد ہے﴿الا من أكره وقلبه مطمئن بالايمان ﴾ (النحل۱۰۶)اور ارشاد ہے﴿ماجعل اللّٰه لرجل من قلبين فى جوفه ﴾(الاحزاب۴)زبان و دل کے فرق کو بیان کیا﴿يقولون بأفواههم ماليس فى

www.abulhasanalinadwi.org

قلوبهم ﴾ (آل عمران ۱۶۷) دل کی دہشت کو بیان کیا ﴿سألقی فی قلوب الذین کفروا الرعب ﴾ دل کی قساوت کو پتھر سے تشبیہ دی اور فرمایا ﴿ثم قست قلوبکم من بعد ذلك فهی کالحجارة ﴾ (البقرة ۷۴) اور دل کی نرمی کے اثرات کو بیان کیا ﴿ان تتوبا الی اللّٰہ فقد صغت قلوبکما ﴾ (التحریم ۴) دل کی مضبوطی کے اثرات کو بیان فرمایا ﴿ولیربط علی قلوبکم و یثبت به الأقدام ﴾ (الانفال ۱۱) دل کے خشوع اور ایمان کے تقاضے کو اس طرح بیان کیا ﴿ألم یأن للذین امنوا أن تخشع قلوبهم لذکر اللّٰہ وما نزل من الحق ﴾ (الحدید ۱۶) اور فرمایا ﴿ثم تلین جلودهم و قلوبهم الی ذکر اللّٰہ ﴾ (الزمر ۲۳) اور دل کی ابتلاء کے تعلق سے فرمایا ﴿ولیبتلی اللّٰہ مافی صدورکم ولیمحص ما فی قلوبکم ﴾ (آل عمران ۱۵۴) دل کے کفر کو اس طرح بیان کیا ﴿وقالوا قلوبنا غلف بل لعنهم اللّٰہ بکفرهم ﴾ (البقرة ۸۷) اور فرمایا ﴿وقولهم قلوبنا غلف بل طبع اللّٰہ علیها بکفرهم ﴾ (النساء ۱۵۵) اور فرمایا ﴿قالوا سمعنا و عصینا واشربوا فی قلوبهم العجل ﴾ (البقرة ۹۳) یہ ان آیات قرآنیہ کا تذکرہ تھا جن میں دل کے تعلق سے قلب کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

قرآن مجید میں ایسی اور بھی آیتیں ہیں، جن میں قلب کا لفظ آیا ہے، جہاں تک فواد کے لفظ کا تعلق ہے قرآن مجید میں سترہ جگہیں ایسی ملتی ہیں جہاں قلب کے بجائے فواد یا افئدۃ کا لفظ آیا ہے، ایک جگہ اس کی مسؤلیت اور اللہ کے یہاں اس کے جواب دہ ہونے کا حال بیان کیا گیا ہے، جس میں دل کی نگہداشت کی طرف حکیمانہ انداز میں توجہ دلائی گئی ہے اور ارشاد ربانی ہے ﴿ان السمع والبصر والفواد کل اولئك کان عنه مسؤولا ﴾ (الاسراء ۳۶) ایک جگہ دل کی ایک دوسری کیفیت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے ﴿ما کذب الفواد ما رأی ﴾ (النجم ۱۱) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی بے چینی کی کیفیت کے اظہار کے لیے اس طرح ذکر آیا ﴿وأصبح فواد أم موسی فارغا ﴾ (القصص ۱۰) اور کان آنکھ کے تذکرے کے ساتھ دل کو بھی ایک نعمت کے طور پر بتایا گیا اور شکر گزاری کی

طرف توجہ دلائی گئی، ارشاد ربانی ہے ﴿وجعل لكم السمع والأبصار والأفئدة لعلكم تشكرون﴾ (النحل ۷۸) اور ارشاد ہے ﴿وما أغنى عنهم سمعهم ولا أبصارهم ولا أفئدتهم من شئی﴾ (احقاف ۲۶) جسم میں دل کے اہم کردار کے طور پر فواد کی حیثیت اس طرح واضح کی گئی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو نقل فرمایا ہے ﴿فاجعل أفئدة من الناس تهوى اليهم وارزقهم من الثمرات﴾ (ابراہیم ۳۷) اور اپنی طرف نسبت کر کے اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے ﴿وكلا نقص عليك من أنباء الرسل ما نثبت به فوادك﴾ (سورہ ہود ۱۲۰) اور ارشاد ہے ﴿كذلك لنثبت به فوادك ورتلناه ترتيلا﴾ (الفرقان ۳۲) اور فرمایا ﴿ولقد مكنا هم فيما ان مكناكم فيه وجعلنا لهم سمعا وأبصارا وأفئدة﴾ اور فرمایا ﴿ولتصغى اليه أفئدة الذين لايؤمنون﴾ (الاحقاف ۲۶) اور واضح کیا ﴿وهو الذى أنشأ لكم السمع والأبصار والأفئد ة لعلكم تشكرون﴾ اور اسی کو دوسرے انداز میں بیان کیا ﴿وجعل لكم السمع والأبصار والأفئدة قليلا ما تشكرون﴾ اور توجہ دلائی ﴿قل هو الذى أنشأكم وجعل لكم السمع والأبصار والأفئدة﴾ (الملک ۲۳) دل کی دوسری کیفیات کو فواد کے لفظ سے اس طرح ظاہر کیا گیا ہے ﴿مهطعين مقنعى روؤسهم لايرتد اليهم طرفهم وأفئدتهم هواء﴾ (ابراہیم ۴۳) اور اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف نسبت کر کے واضح کیا ﴿ونقلب أفئدتهم وأبصارهم كمالم يؤمنوا﴾ (الأنعام ۱۱۰) اور ارشاد ہے ﴿نار الله الموقدة التى تطلع على الأفئدة﴾ (الھمزۃ ۷) متعدد جگہوں پر صدر کے لفظ کو بھی لا کر قلب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جیسے سورہ انشراح میں اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ﴿ألم نشرح لك صدرك﴾ اسی طرح ایک دوسری جگہ ایک نبی کی دعا ذکر کر کے فرمایا ﴿رب اشرح لى صدرى﴾ اور خود اپنے تعلق سے فرمایا ﴿انه عليم بذات الصدور﴾۔

www.abulhasanalinadwi.org

دل ودماغ کا کردار

واقعہ یہ ہے کہ انسان کے جسم میں دل ودماغ دواہم حصے ہیں کہ جن کے ذریعے انسان کو اپنی زندگی کے اور اپنے اردگرد کے معاملات اور حالات کو سمجھنے اور ان کے سلسلے میں اپنی چاہ اور پسند کو عمل میں لانے کا ظہور ہوتا ہے، ان میں عقل سے تعلق رکھنے والے معاملات کو دماغ سے متعلق سمجھا جاتا ہے، اور جذبات واحساسات کا تعلق دل سے جانا جاتا ہے، اس طریقہ سے دل ودماغ کو انسانی زندگی میں انسان کو دوسری مخلوقات پر اپنی برتری ثابت کرنے کا موقع ملتا ہے، جہاں تک دماغ کا اور عقل کا تعلق ہے تو وہ تنہا انسان کو عمل پر اور کارگزاری اختیار کرنے پر آمادہ نہیں کر پاتا، وہ صرف انسان کی معلومات اور واقفیت میں اضافہ کرتا ہے، لیکن دل وجذبات انسان کو کچھ کرنے یا کرگزرنے پر آمادہ کردیتے ہیں، اور انسان کو دیگر مخلوقات کے مقابلہ میں اہم اور مفید کاموں پر آمادہ کردیتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن مجید کا حکایتی اسلوب

حکایتی اسلوب میں ادبیت اور مقصدیت

ادب میں حکایتی اسلوب کو اپنا کر اس میں اچھے نمونے پیش کرنے کا سلسلہ اس زمانہ میں ادب کے مختلف مؤثر پہلوؤں کے درمیان اس پہلو کو پیش کرنے کو بڑی عمومیت حاصل ہوئی ہے، اور یہ پہلو نثری ادب کا اہم ترین اور بہت مقبول حصہ سمجھا جانے لگا ہے۔ قرآن مجید کا معجزانہ اسلوب بیان انسان کے مروجہ کلام کی طرح نہیں ہے کہ محض اس کی ادبی چاشنی سے انسان کا شوق پورا کیا جائے یا اس کی تاثراتی کیفیت محض اثر پذیری کے لئے اختیار کی جائے۔ قرآن مجید کا اسلوب بیان اپنا الگ انداز حسن و تاثیر اور مقصدیت رکھتا ہے، وہ دراصل انسانی رخ کو صحیح کرنے اور اس کی اعلیٰ رہنمائی کی ضرورت پورا کرتا ہے، اس میں یہ کیفیت رکھی گئی ہے کہ انسان وہ تأثر لے جو اس کی اصلاح کے مقصد کے لئے زیادہ سے زیادہ مؤثر ہو، لہٰذا اثر انگیز طریقہ بیان جو مقصد کلام کے لئے مفید ہو اس میں ملتا ہے اور اس میں تنوع ہے، جہاں جیسا موقع ہو وہاں ویسا اسلوب بیان ملتا ہے، چنانچہ اس مقصد کے تحت جو اصناف بیان آتے ہیں ان میں حکایتی و قصصی اسلوب اپنی خصوصیت رکھتا ہے، یہ انسان کے احساس و شعور میں طبعی انداز کا احساس و تأثر پیدا کر دیتا ہے کہ کہنے والا کہتا جائے اور سننے والا ہمہ تن گوش ہو کر سنتا جائے۔

مثلاً سورۂ عادیات کو دیکھئے:

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحاً ۝ فَالْمُورِيَاتِ قَدْحاً ۝ فَالْمُغِيْرَاتِ
صُبْحاً ۝ فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعاً ۝ فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعاً ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ
لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ۝ وَإِنَّهُ عَلَى ذَلِكَ لَشَهِيدٌ ۝ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ

www.abulhasanalinadwi.org

لَشَدِيْدٌ ٥ أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ ٥ وَحُصِّلَ مَا فِي
الصُّدُورِ ٥ إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ٥

اس میں عربوں کی جنگ وجدل اور میدانی لڑائی کا جو شغل اور شوق وذوق رہا تھا، اس کے پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے میدان جنگ میں گھوڑوں کی تیزی سے دوڑنے اور پتھر پر ان کی ٹھوکروں سے چنگاریاں اڑنے اور ان کے منہ سے لعاب دہن بھر آنے کا تذکرہ کیا، پھر ان گھوڑوں پر تیزی کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے دشمن کی صفوں میں گھسنے کا تذکرہ ملتا ہے، جس سے ان عربوں کے جنگ میں دلچسپی رکھنے کی بنا پر کان کھڑے ہوجاتے ہیں اور ان کی طبیعتوں کے شوق وذوق میں تلاطم برپا ہوجاتا ہے، اور وہ مخاطب کرنے والے کی طرف ہمہ تن گوش ہوجاتے ہیں، پھر ایسا ہوتے ہی ان سے بامقصد بات شروع کردی جاتی ہے، اور وہ بات انسان کی نفسیات کے حوالہ سے شروع ہوتی ہے کہ اللہ نے تو انسان کے لئے ایسی دلچسپی کے سامان مہیا کئے ہیں، اور انسان اپنے رب کا بیحد ناشکرا بنا ہوا ہے، اور اپنی اس حالت سے اچھی طرح واقف ہے، اور کھلی حقیقت یہ ہے کہ وہ فائدہ کا بیحد شوق رکھتا ہے، کیا وہ یہ نہیں جانتا کہ جب قبروں سے مردے نکالے جائیں گے، اور پھر ان کے دلوں میں جو کچھ اچھے برے اعمال ہیں ظاہر کردیئے جائیں گے، اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے اپنی واقفیت کی بنیاد پر معاملہ کریگا، اس طرح پہلے مخاطب کو اس کی پسند کی بات سنائی گئی، اور اس انداز میں سنائی گئی کہ وہ ہمہ تن گوش ہوگیا پھر اس کو جھٹکا دیا گیا کہ یہ زندگی محض شوق وپسند کو پورا کرنے کیلئے نہیں ہے بلکہ انسانوں کیلئے جو اعلیٰ کردار مقرر کیا گیا ہے اس کو عمل میں لانے کیلئے ہے، اور وہ عمل میں لانا صرف دکھاوے کا نہیں ہوگا، بلکہ جس طرح کیا ہوگا اسی کے مطابق اس کو نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔

قرآن میں حکایت بیانی کا مقصد

قرآن کے اس اسلوب بیان کا مطالعہ کیا جائے تو بے شمار نمونے جو اپنا الگ الگ متنوع انداز رکھتے ہیں وہ دیکھنے کو ملیں گے، انسانوں کی ادبی کوششوں میں اس ادبی پہلو کو انسانوں کے خود فرض کردہ واقعات کو مؤثر ڈھنگ سے قارئین تک پہنچانے کا ذریعہ بنایا جاتا

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، اس انسانی ادب میں واقعات ایسے انداز سے پیش کیے جاتے ہیں کہ زندگی کے واقعات کے حساس پہلوؤں کا عکس سامنے آجاتا ہے، البتہ مقصدی لحاظ سے انسانی ادب کی اس صنف کلام میں زندگی کے واقعات کی صرف تصویر کشی مقصود ہوتی ہے، اس میں اعلیٰ اور معیاری مقصد نہیں ہوتا بلکہ واقعات کا صرف حساس پہلو پیش کر دیا جاتا ہے، لیکن قرآن مجید میں اس صنف کی شکل میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اور جو کچھ پیش کیا گیا ہے، وہ بڑا با مقصد ہے، اور اس میں کئی طرح کے پہلو ہوتے ہیں، ان میں ایک پہلو یہ ملتا ہے کہ واقعات کے بیان کرنے میں حسب موقع واقعات کی بعض کڑیاں چھوڑ دی جاتی ہیں، لیکن وہ اس طرح چھوڑی جاتی ہیں کہ اس کے چھوڑنے سے واقعہ بیانی پر اثر نہیں پڑتا اور واقعہ کے سمجھنے میں کوئی خلاء بھی محسوس نہیں ہوتا، اور انسانی ذہن کو اس کے سلسلہ میں کسی کمی یا دشواری کا احساس بھی نہیں ہوتا، اور یہ اسی طرح ہوتا ہے کہ جیسے دو انسانوں کی بالمشافہ گفتگو میں بعض کڑیاں ایسی چھوڑ دی جاتی ہیں کہ ان کے چھوڑنے سے انسان کو مطلب کے سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ

حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں بادشاہ نے جب اپنا خواب بیان کیا، اور اس کی تعبیر اپنے درباریوں سے پوچھی، انہوں نے خوابوں کی تعبیر کے معاملہ میں اپنی ناواقفیت کا اظہار کیا، تو وہ شخص جو یوسف علیہ السلام کے ساتھ جیل میں رہا تھا اور اپنے خواب کی تعبیر حضرت یوسفؑ سے پوچھی تھی، اس نے بادشاہ کے درباریوں کو مشورہ دیا کہ یوسفؑ ایک ایسے شخص ہیں کہ جن سے تعبیر پوچھی جاسکتی ہے، اس نے کہا کہ ﴿ أرسلون ﴾ مجھے بھیجو، قرآن میں اس کا یہ جملہ نقل کرتے ہوئے فوراً یہ بات کہی کہ ﴿یوسف أیها الصدیق أفتنا﴾ اے سچے اور اچھے یوسف۔ ہمیں بتاؤ، ان دونوں جملوں کے درمیان کی کڑیوں کو حذف کر دیا گیا، وہ کڑیاں یہ ہوسکتی تھیں کہ اس نے جب درباریوں سے کہا کہ میں تم کو اس کو تعبیر کی خبر دوں گا مجھے بھیجو، ﴿أنا أنبئکم بتأویله فأرسلون﴾ اس کے یہ کہنے پر انہوں نے یوسفؑ کے پاس اس کو بھیجا، چنانچہ وہ حضرت یوسفؑ سے جیل میں جا کر ملا، اور ضروری تمہید کے بعد یہ کہا ﴿یوسف

أيها الصديق أفتنا ﴾اس طرح بیچ کی یہ کڑیاں جو ’’مجھے بھیجو‘‘ اور ’’اے اچھے اور سچے یوسف ہم کو خواب کا مطلب بتاؤ‘‘ کے درمیان ان کو چھوڑ دیا گیا کیوں کہ گفتگوؤں کے درمیان ایسی کڑیاں خود سمجھ میں آجاتی ہیں، اور وہ عام طور پر بالمشافہ گفتگو کی صورت میں درمیان کلام میں چھوڑی جاسکتی ہیں۔

قرآن مجید میں ایسی کڑیاں جگہ جگہ حذف کی ہیں، اور جن کڑیوں کو نمایاں کیا جاتا ہے وہ خصوصی طور پر معنی خیز ہوتی ہیں، اور ان کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح کیا جاتا ہے جیسے انسانی گفتگو میں اچھے اور قابل فہم انداز میں کبھی مختصر کبھی مفصل بات کہی جاتی ہے، اور ان سے سمجھ میں آنے والی کیفیات کا پورا اندازہ ہوجاتا ہے، قرآن جن کڑیوں کو چھوڑ دیتا ہے وہ کلام کے سیاق وسباق کے لحاظ سے سمجھ میں آجاتی ہیں۔ درمیان کلام میں بعض کڑیوں کو چھوڑ دینا اس وقت ہوتا ہے جبکہ مخاطب سامنے ہوتا ہے اس کے چہرے بشرے سے اس کے مقصد کو سمجھنا آسان ہوتا ہے، لیکن واقعہ کے تسلسل سے ہٹ کر وہ گوشے جو کہ بات کرنے والے کے کلام میں موقع ومحل اور آواز کے اثرات سامنے ہونے کی صورت میں چھوڑ دیئے جاتے ہیں، بالمشافہ گفتگو کے نہ ہونے کی صورت میں ان کو چھوڑ دینا آسان نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں کلام واضح نہیں ہوسکتا، لیکن قرآن میں جگہ جگہ اس کو نہایت واضح اور احسن طریقہ سے ادا کیا گیا ہے۔

موقع ومحل کا لحاظ

اظہار کلام کے جو قصصی نمونے قرآن مجید کے مختلف حصوں میں ملتے ہیں ان سب میں موقع ومحل کے لحاظ سے مقصدیت کا لحاظ اچھے انداز سے باقاعدہ پایا جاتا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جو واقعات مؤثر قصصی اسلوب میں بیان کئے گئے ہیں ان میں مقصدیت نمایاں انداز میں دیکھی جاسکتی ہے، اور ان میں سے جن پہلوؤں کا تعلق مقصد سے نہیں ہے ان کو مجمل اور صرف رواں انداز میں بیان کیا گیا ہے، اور سیاق وسباق سے مطلب واضح ہوتا ہو تو ان پہلوؤں کو حذف کردیا گیا ہے، حضرت موسیٰؑ کے واقعات کے بیان میں حضور ﷺ کے لئے تسکین کا سامان رکھا گیا ہے کہ کیسے خطروں سے گزر کر مضبوط بنے، اور نبوت کی مشکل ذمہ داری

www.abulhasanalinadwi.org

ملنے پر اس کا حق ادا کیا اور زبردست دشمن سے ایسا معاملہ کیا کہ اس کو مغلوب کر دیا، اسی طرح سورہ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ ایسے قصصی انداز سے بیان کیا گیا کہ اس میں قصہ کی ادبی خصوصیات کے ساتھ انسانی زندگی کے وہ پہلو نمایاں کئے گئے جو اپنوں کی دشمنی کی مثالیں رکھتے ہیں، اور ان میں بے بسی اور لاچاری کے حالات سے گذر کر عزت وغلبہ کے مقام تک پہنچنے کی مثال سامنے آتی ہے، اس طرح حضور ﷺ کو اپنے خاندانی لوگوں سے جو دشمنی مل رہی تھی اس سورہ میں آپ کے لئے ان کے ذریعہ تسکین کا سامان مہیا کیا گیا ہے، اور قرآن مجید کے مخاطب کافر اور مسلمان دونوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ حالات کے ظاہری رخ کو نہ دیکھیں، غیب سے مشکلات کو آسانیوں سے بدل دیا جاتا ہے، اور حق پر جمنے اور برداشت کا ثبوت دینے والے کو کامیابی ملتی ہے، اس کو حضرت یوسف علیہ السلام نے عزت و کامیابی ملنے پر ظاہر کیا کہ ﴿انہ من یتق و یصبر فان اللّٰہ لایضیع أجر المحسنین﴾ دونوں سابق نبیوں کے حالات زندگی جس طرح کی مشکلات سے بخیر وخوبی گذرنے میں ان حالات زندگی سے مشابہ تھے جس سے حضور ﷺ کو سابقہ پڑنے جا رہا تھا۔

ان کے حالات کو قصصی اسلوب میں بیان کرنا آپ کی تسکین ورہنمائی کا باعث بنا، اسی طرح ان دونوں کے پیش رو نبی حضرت ابراہیمؑ کے ایمانی واقعات کو بھی کئی جگہ قصصی انداز میں بیان کیا گیا جن سے اہل ایمان کے سامنے ایمان اور تسلیم ورضا کی اعلیٰ ترین مثال سامنے آئی، چنانچہ سورہ یوسف میں بیان کیا گیا ﴿لقد کان فی قصصهم عبرة لأولی الألباب﴾ اور ان واقعات کے پوری طرح مستند ہونے کے بارے میں فرمایا ﴿ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیه و تفصیل کل شئی وهدی ورحمة لقوم یؤمنون﴾ اور سورہ کے شروع میں واقعہ بیان کرنے سے قبل فرمایا ﴿نحن نقص علیك أحسن القصص بما أوحینا الیك هذا القران﴾ اور حضرت موسیٰؑ کے واقعے کے تذکرے کے بعد سورہ قصص میں فرمایا ﴿وما کنت ثاویا فی أهل مدین تتلوا علیهم ایاتنا ولکنا کنا مرسلین﴾ اس طرح ان سب واقعات کو خواہ حضرت موسیٰؑ کے ہوں یا حضرت یوسفؑ کے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہوں، حضور ﷺ کے لئے باعث

www.abulhasanalinadwi.org

تقویت ہونے کے ساتھ آپ پر ایمان لانے والوں کے لئے بھی تا قیامت رہنمائی کا ذریعہ بنادیا گیا، اوران کوایمان وتسلیم ورضا کے جذبہ وعمل کے لئے ذریعہ قوت وعزیمت بنایا گیا، اس کو قرآن کے بھرپوراثر انگیزی رکھنے والے اسلوب اورزبان میں ادا کیا گیا، قرآن مجید کا قصصی اسلوب اپنے تنوع اوراثر پذیری میں انسانی ادب کے لئے فنی طور پر بھی عظیم القدر رہنمائی رکھنے والا ہے، اس پر جتنی گہری نظر ڈالی جائے اس کے بحر سے قیمتی موتی اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

تکرار کا اسلوب

اور پھر ایک بڑی خصوصیت قرآن کے قصصی اسلوب میں یہ ہے کہ ایک ہی واقعہ کو مختلف جگہوں پر مختلف انداز سے بیان کیا گیا ہے، اور تکرار کا مطلق احساس نہیں ہوتا قرآن مجید میں واقعہ کی تکرار جگہ جگہ ملتی ہے، لیکن وہ تکرار تکرار نہیں معلوم ہوتی، کیوں کہ کیفیات اور واقعہ کے اجزاء الگ الگ جگہ الگ الگ ہوتے ہیں، ایک جگہ ایک طرح کی کیفیت ملتی ہے، دوسری جگہ دوسری کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔ اس طریقہ سے تکرار تکرار نہیں رہتی، بلکہ اسکے ذریعے کلام متنوع خوبیوں کا حامل ہوجاتا ہے، حضرت موسیٰ کے واقعہ کا تذکرہ مختلف جگہوں پر کیا گیا ہے، کہیں بہت مختصر کہیں تفصیل کے ساتھ، اس میں بظاہر واقعہ کی تکرار ہے لیکن تکرار میں جگہوں کے لحاظ سے فرق ہے، خوبی کے بعض پہلو کسی ایک جگہ ملتے ہیں تو خوبی کے دوسرے پہلو دوسری جگہ ملتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصوں کا اسلوب

قرآن مجید کے قصصی اسلوب کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ جگہ جگہ بات چیت کا اسلوب مفصل اور بے تکلفانہ انداز کا ہے اور بعض جگہ اختصار اور فکر انگیز، مثلاً حضرت موسیٰ کو جب نبوت عطا کی جانے لگی تو ان کو نبوت کی اطلاع دینے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کو مخاطب کرنے کا جو ذکر کیا ﴿وما تلك بيمينك يا موسى، قال هي عصاي أتوكأ عليها و أهش بها على غنمي، ولي فيها مآرب أخرى﴾ اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ جواب دیا کہ یہ میری لاٹھی ہے، جس پر میں ٹیک لگاتا ہوں اور جس سے میں اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑا کرتا ہوں۔ سوال مختصر تھا اور جواب تفصیل سے بے تکلفانہ، بات ایک

www.abulhasanalinadwi.org

پوچھی گئی تھی لیکن جس سے پوچھی گئی تھی وہ اس تخاطب سے اتنا خوش ہوا کہ صرف اس سوال کا جواب ہی نہیں دیا بلکہ اس کے متعلقات کا ذکر کرنے لگا۔

قرآن مجید کا قصصی انداز حضرت موسیٰ کے واقعات بیان کرنے والی آیات میں بہت نمایاں انداز میں ملتا ہے، ان کے نمونے دیکھ کر دوسرے نمونوں کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے۔

حضرت موسیٰ کے پیدا ہونے کے بعد ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا انتظام ہوا کہ بادشاہ کے محل میں پہنچا دیئے گئے جب کہ وہ بادشاہ حضرت موسیٰ کی قوم کے خلاف دشمنی اور جبر کی پالیسی اختیار کئے ہوئے تھا، لیکن ان کو معصوم بچہ سمجھ کر اس کے گھر میں قبول کرلیا گیا، اور اس طرح ان کو متبنّیٰ کی حیثیت حاصل ہوگئی، بڑے ہوکر شہر میں بادشاہ ہی کی قوم کے ایک فرد کو جو ظلم کررہا تھا انہوں نے مارا اور وہ مرگیا، اس واقعہ نے حضرت موسیٰ کی پوزیشن نازک کردی، اور ان کو مشورہ دیا گیا کہ وہ کسی طرح بادشاہ کے دائرۂ حکومت سے باہر چلے جائیں، ورنہ سخت مصیبت میں پڑ جائیں گے، اور ہوسکتا ہے مارے جائیں، اس وقت حضرت موسیٰ کو خوف انسانی مزاج کے مطابق فطری طور پر پیدا ہوا، پھر وہ ملک چھوڑ کر فوراً باہر چلے گئے، اور وہاں بالکل اجنبی ماحول میں جو بے بسی کی کیفیت تھی اس کا اظہار کیا گیا، اور پھر وہاں بھی خدا کی مدد سے سہارا اور کام ملا، جس سے انہوں نے ایک مدت وہاں گذاری، ایک صالح شخص کی سرپرستی میں رہے اور ان کی لڑکی سے ان کی شادی بھی ہوئی، اور خاصی مدت گذرنے کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ وطن واپس آنے کا موقع ملا، اور راستے میں ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت ملی، اور اس نبوت کی بنیاد پر خدا کی طرف سے عطا کردہ رعب اور عظمت کے ساتھ وطن پہونچے اور فرعون سے ملے، اور جرأت کے ساتھ بات کی، اس کو سورہ قصص کی آیات میں مؤثر انداز میں جو کیفیت کا عکاس ہے، ملاحظہ کریں، ان میں ان کے اس پوری مدت کے دور میں جو نفسیاتی کیفیات قدرتی طور پر پیدا ہوئیں ان کا بھی عکس ملتا ہے۔

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَى آتَيْنَاهُ حُكْماً وَعِلْماً وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ٥ وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَى حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَذَا مِن شِيعَتِهِ وَهَذَا مِنْ

www.abulhasanalinadwi.org

عَدُوِّهِ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِن شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَى فَقَضَى عَلَيْهِ قَالَ هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ٥ قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ٥ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيراً لِّلْمُجْرِمِينَ ٥ فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفاً يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ قَالَ لَهُ مُوسَى إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ ٥ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَن يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ يَا مُوسَى أَتُرِيدُ أَن تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْساً بِالْأَمْسِ إِن تُرِيدُ إِلَّا أَن تَكُونَ جَبَّاراً فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَن تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ٥ وَجَاء رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَسْعَى قَالَ يَا مُوسَى إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ ٥ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفاً يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ٥ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاء مَدْيَنَ قَالَ عَسَى رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاء السَّبِيلِ ٥ وَلَمَّا وَرَدَ مَاء مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ امْرَأتَيْنِ تَذُودَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّى يُصْدِرَ الرِّعَاء وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ، فَسَقَى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّى إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ٥ فَجَاءتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاء قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَاءهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ٥ قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ٥ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَن تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ فَإِنْ

www.abulhasanalinadwi.org

أَتْمَمْتَ عَشْراً فَمِنْ عِندِكَ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِي إِن شَاء اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ قَالَ ذَلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ وَاللَّهُ عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ۝ فَلَمَّا قَضَى مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِن جَانِبِ الطُّورِ نَاراً قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَاراً لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِن شَاطِئِ الْوَادِي الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَن يَا مُوسَى إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّى مُدْبِراً وَلَمْ يُعَقِّبْ يَا مُوسَى أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ ۝ اسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاء مِنْ غَيْرِ سُوءٍ وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِن رَّبِّكَ إِلَى فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْماً فَاسِقِينَ ۝

(سورۃ القصص:۱۴-۳۱)

اور جب موسیٰ اپنی جوانی کو پہنچ گئے، اور پورے توانا ہو گئے، ہم نے انہیں حکمت و علم عطا فرمایا، نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں، اور موسیٰ ایسے وقت شہر میں آئے جب شہر کے لوگ غفلت میں تھے، وہاں دو لوگوں کو لڑتے ہوئے دیکھا، یہ ایک ان کی اپنی قوم میں سے تھا اور یہ دوسرا ان کے دشمن قوم میں سے، ان کے قبیلے والے نے اپنے دشمن کے خلاف موسیٰؑ سے فریاد کی، جس پر موسیٰؑ نے اس کو مکا مارا اور وہ مر گیا، موسیٰؑ کہنے لگے یہ تو شیطانی کام ہے، بیشک شیطان کھلا ہوا گمراہ کرنے والا دشمن ہے۔ پھر دعا کرنے لگے، اے میرے رب! بیشک میں نے خود پر ظلم کیا تو مجھے معاف کر دے، پھر اللہ نے اس کو بخش دیا۔ بیشک وہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔ پھر وہ بولے اے میرے رب! جیسا تو نے مجھ پر فضل کیا ہے میں اب ہرگز کسی

www.abulhasanalinadwi.org

گنہگار کا مدد گار نہ بنوں گا، پھر وہ صبح کو ڈرتے ہوئے اور اندیشہ کی حالت میں خبر لینے کو شہر میں گئے کہ اچانک وہی شخص جس نے کل فریاد کی تھی آج پھر مدد کیلئے بلا رہا تھا، موسیٰ نے اس سے کہا تو تو بڑا بے راہ شخص ہے، پھر جب اپنے اور اس کے دشمن کی گرفت کرنی چاہی، تو وہ فریادی بول اٹھا، اے موسیٰ! کیا جس طرح تو نے کل ایک شخص کو قتل کیا ہے، مجھے بھی مار ڈالنا چاہتا ہے، تو تو ملک میں ظالم و سرکش بننا چاہتا ہے، اور تو اصلاح کرنے والوں میں سے نہیں ہونا چاہتا۔ شہر کے پرلے سرے سے ایک شخص تیزی سے آیا، اور کہنے لگا اے موسیٰ! دربار والے تیرے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں، تو جلد یہاں سے نکل جا میں تیرا خیر خواہ ہوں، پھر موسیٰ وہاں سے خوفزدہ ہو کر دیکھتے بھالتے نکل کھڑے ہوئے، اور کہنے لگے۔ اے پروردگار! مجھے ظالم لوگوں سے بچا لے۔
اور جب مدین کا رخ کیا تو کہنے لگے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے سیدھی راہ دکھائے گا، جب مدین کے پانی پر پہونچے وہاں دیکھا لوگوں کی ایک جماعت وہاں پانی پلا رہی ہے، اور ان سے ہٹ کر دو عورتیں اپنی بکریاں روکے ہوئے ہیں، ان سے پوچھا آپ کا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا۔ چرواہوں کے چلے جانے تک ہم پانی نہیں پلاتیں، اور ہمارے والد بوڑھے ضعیف ہیں، پھر آپؑ نے ان کے جانوروں کو پانی پلایا، پھر سائے میں آکر کھڑے ہو گئے، اور اپنے رب سے کہنے لگے، اے رب تو جو کچھ بھلائی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں، اتنے میں ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک ان کے پاس شرم و حیا سے چلتی ہوئی آئی اور کہنے لگی ہمارے والد آپ کو بلا رہے ہیں تا کہ پانی پلانے کا بدلہ دیں، جب موسیٰ ان کے پاس آئے، اور اپنے احوال ان سے بیان کئے، انہوں نے کہا ڈرنے کی کوئی بات نہیں، ظالم لوگوں سے تم بچ گئے، ان دونوں میں سے ایک لڑکی نے کہا۔ ابا جان آپ انہیں مزدوری پر رکھ لیں، کیوں کہ جنہیں آپ اجرت پر رکھیں ان میں سے

www.abulhasanalinadwi.org

سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو، انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا۔ میں اپنی ان دو لڑکیوں میں سے ایک آپ کے نکاح میں دینا چاہتا ہوں، اس شرط پر کہ میرے پاس آٹھ سال تک نوکری کروگے، اور اگر دس سال پورے کرو تو اس کا اختیار تم کو ہے، میں تم پر مشقت ڈالنا نہیں چاہتا اگر اللہ نے چاہا تو مجھ کو تم نیک لوگوں میں سے پاؤ گے، موسیٰؑ نے کہا یہ وعدہ میرے اور آپ کے درمیان پکا ہوگیا، جو بھی مدت میں پوری کروں مجھ پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی، اور جو کچھ ہم کہتے ہیں اس کا اللہ نگہبان ہے۔ جب موسیٰؑ نے مدت پوری کی اور اپنی اہلیہ کو لے کر وہاں سے چلے طور کی طرف آگ نظر آئی، اپنی اہلیہ سے کہا رک جاؤ۔ میں نے آگ دیکھی ہے، شاید کچھ اس کی خبر لاؤں یا آگ کا کچھ ٹکڑا تمہارے پاس لیتا آؤں شاید کہ اس سے کچھ تم سینک سکو، جب وہ اس کے پاس پہنچے، تو اس بابرکت زمین کے میدان کے دائیں کنارے کے درخت میں سے پکارا گیا، اے موسیٰ! یقینی طور پر سنو! میں ہی اللہ ہوں سارے جہانوں کا پروردگار، اور تم اپنی لاٹھی ڈال دو، پھر جب اس کو موسی نے سانپ کی طرح پھنپھناتے ہوئے دیکھا تو وہاں سے پیٹھ پھیر کر واپس ہوئے اور مڑ کر رخ نہ کیا۔ ہم نے کہا: اے موسیٰ! آگے بڑھو اور خوف مت کرو، ہر طرح سے امن ہے، اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال لو، وہ بغیر کسی روگ کے چمکتا ہوا نکلے گا اور اپنے بازوؤں کو (خوف سے بچنے کیلئے) اپنے سے ملالو، یہ دو معجزے تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں کے لئے ہیں، بیشک وہ نافرمان لوگ ہیں۔

اسی طرح دوسری جگہ دیکھئے کہ اللہ کے حکم سے حضرت موسیٰؑ جب فرعون کے دربار میں پہنچے اور اس کو توحید و وحدانیت کی تلقین کی، تو فرعون نے ان کو الجھانے کے لئے ایک سوال کیا کہ گذشتہ قوموں کا کیا حال رہا۔

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يَا مُوسَى ٥ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْ أَعْطَى ٥ كُلَّ شَيْءٍ

www.abulhasanalinadwi.org

خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ○ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ ○ قَالَ عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَّا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنسَى ○ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّن نَّبَاتٍ شَتَّىٰ ○ كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ○ (سورۃ طہ:۴۹-۵۴)

''فرعون نے پوچھا کہ اے موسیٰ تم دونوں کا رب کون ہے؟ جواب دیا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر ایک کو اس کی خاص صورت وشکل عنایت فرمائی پھر راہ سجھا دی، اس نے کہا اچھا یہ تو بتاؤ، اگلے زمانے والوں کا حال کیا ہونا ہے، جواب دیا کہ ان کا علم میرے رب کے ہاں کتاب میں موجود ہے، نہ تو میرا رب غلطی کرتا ہے نہ بھولتا ہے، اسی نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا ہے، اور اس میں تمہارے چلنے کے لئے راستے بنائے ہیں، اور آسمان سے پانی بھی وہی برساتا ہے پھر اس برسات کی وجہ سے مختلف قسم کی پیداوار بھی ہم ہی پیدا کرتے ہیں، تم خود کھاؤ اور اپنے چوپایوں کو بھی چراؤ، کچھ شک نہیں کہ اس میں عقلمندوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔''

اس مضمون کلام کو پڑھنے سے اس موقع کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے وہ بہت اچھے انداز میں سامنے آتی ہے، اس میں اس موقع کی تصویر ملتی ہے کہ جو ظاہری چیزوں کی تصویر کشی سے زیادہ موثر اور زیادہ باکمال انداز رکھتی ہے، پھر مزید یہ بات ہے کہ یہ تصویر کشی صرف تصویر کی جھلک دکھانے پر اکتفا نہیں کرتی جو حکایتی ادب میں دیکھنے کو ملتی ہے، بلکہ وہ بامقصد ہے اور اس مقصد کو متعین طریقہ سے ظاہر کرنے کے لئے بیچ بیچ میں ناصحانہ اور بعض جگہ واعظانہ اور بعض جگہ ہمت وحوصلہ افزائی والے یا خوف دلانے والے جملے بھی اس طرح بے تکلف شامل کر دیئے گئے ہیں کہ یہ مخصوص انداز بیان صرف واقفیت پیدا کرنے پر ختم نہیں ہو جاتا، بلکہ انسان کے احساس وشعور کو مثبت اور بامقصد تقاضوں کو سمجھنے اور قبول کرنے پر آمادہ کر دیتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ذرائع ابلاغ قرآن مجید کی روشنی میں

ابلاغ کی افادیت

ابلاغ کی افادیت دراصل انسانی زندگی کے لیے خیر پسندی رکھنے والے نمونوں سے واقف کرانا ہوتا ہے، تا کہ زندگی کو بہتر بنانے اور غلط راہوں سے بچانے اور اچھے نمونوں کے اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی جاسکے، اسی کے ساتھ ساتھ انسان کی زندگی کی تسکین کا سامان مہیا کرنے کا فائدہ بھی حاصل کرنا ہے، لیکن انسان بعض وقت اس سلسلہ میں اپنی خواہش نفس کی تکمیل کو ہی مقصد بنا کر غیر اخلاقی انداز اختیار کرلیتا ہے، اس سے اس کے نفس کو تسکین تو ہوتی ہے، لیکن اس کی افادیت تعمیری لحاظ سے منفی بلکہ مضر ہو جاتی ہے، جیسا کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں زیادہ پیش آنے لگا ہے، مثبت اور تعمیری لحاظ سے ابلاغ کا عمل اختیار کرنے کے مؤثر نمونے ہم کو بطور خاص قرآن مجید اور حدیث شریف میں ملتے ہیں۔

بامقصد ابلاغ

گذشتہ قوموں اور ان میں مبعوث ہونے والے انبیاء علیہم السلام کے واقعات قرآن مجید میں جس طرح بیان کئے گئے ہیں وہ ابلاغ کے اعلیٰ مقصد کو پورا کرنے کی بہترین مثال ہیں، خاص طور پر حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ جس میں انسان کے تخریبی جذبات کی عکاسی ان کے بھائیوں کے عمل کے تذکرے میں ملتی ہے، اور زندگی کی مشقتوں کے درمیان سے صبر و احتیاط کے راستے سے گذرنے اور اپنے دامن عصمت و عفت کو محفوظ رکھنے اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کی غیر معمولی اور اعلیٰ مثال ان کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات

www.abulhasanalinadwi.org

زندگی میں ملتی ہے، انہوں نے قید و بند میں ہونے کی حالت میں اپنے وقار اور سمجھ داری کے ذریعہ بادشاہ وقت کا حسن ظن کس خوبی سے حاصل کیا حتی کہ بادشاہ کے اعلیٰ مشیر کار کا منصب حاصل کرلیا، اور اپنی اس کامیابی کو خود انہوں نے اپنے مالک رب العالمین کا شکر ادا کرتے ہوئے اس طرح ظاہر کیا ہے ﴿انه من يتق و يصبر فان الله لايضيع أجر المحسنين﴾ جو احتیاط کی زندگی اختیار کرے اور صبر و برداشت سے کام لے تو اللہ تعالیٰ ایسے اچھے طریقے والے کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات کا یہ سب بیان قرآن مجید میں خود رسول اللہ ﷺ کی تسکین وتقویت کے لئے اور سارے اہل ایمان کو بطریق احسن کامیابی حاصل کرنے کا راستہ دکھانے کے لئے بیان کیا گیا ہے۔

انفرادی دائرہ کی مثال

یہ انفرادی دائرے سے تعلق رکھنے والی مثال ہے، یہ اجتماعی زندگی کے حالات سے بھی ایک گونہ تعلق رکھتی ہے، اور وہ اس طرح کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جب مطعون کیا گیا اور اجتماعی سطح پر بھی ان کو گرانے کی کوشش کی گئی، تو انہوں نے اس کے جواب میں اپنے پروردگار سے دعا کا ذریعہ اختیار کرتے ہوئے حالات پر صبر کیا، اور جو پیش آیا اس کو برداشت کیا۔

اجتماعی دائرہ کی مثال

اجتماعی دائرے کی اہم مثال قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات کے بیان میں ملتی ہے کہ ملک کا ڈکٹیٹر اپنے ملک کی اکثریتی آبادی کا حاکم پورے ڈکٹیٹری شان سے اقلیتی سطح کی رعایا کے ساتھ پورے ظلم و جبر سے پیش آرہا تھا، اور اقلیتی رعیت ظلم جھیل رہی تھی اور کچھ کر نہیں سکتی تھی، بلکہ خطرات بڑھتے جارہے تھے، لیکن اسی اقلیتی رعیت کے ایک بچہ کو قدرت کی طرف سے ڈکٹیٹر کے گھر میں پہنچادیا گیا، اور وہ اس کو غیر اہم سمجھ کر پروان چڑھنے دیتا رہا، اور وہ جب بڑا ہوا تو اس کی جرأت و ہمت کا واقعہ دیکھ کر اس کے خلاف سخت کارروائی کا موقع آیا، اور وہ نوجوان اس مملکت کے حدود سے بہت مخفی طریقہ سے باہر چلا گیا، اور ایک اجنبی ماحول میں

پردیسی اور بے سہارا حیثیت سے اپنے مستقبل کو سوچنے لگا، اور قدرت کی رحمت وکرم کا منتظر ہو کر آگے بڑھتا رہا، پھر حالات مساعد ہوتے چلے گئے، وہ بڑا ہو کر مضبوط اور ہنر مند انسان بن کر لوٹا تو قدرت کی طرف سے اس کو پیغمبر و مصلح بنا کر اس ڈکٹیٹر کے پاس بھیجا گیا، اور پھر اس ڈکٹیٹر سے اس کے جو مکالمے ہوئے جس میں وہ اس ڈکٹیٹر کو ایسالا جواب کر دیتا تھا کہ وہ پیچ وتاب کھا کر رہ جاتا اور اس کا کچھ بگاڑ نہ سکا، وہ نبوت پر فائز شخص یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اس ڈکٹیٹر یعنی فرعون مصر کو برابر سمجھاتا، اپنی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا اور اقلیت کے ساتھ ظلم کو منع کرتا رہا، برسوں گذرے اور ڈکٹیٹر نے اپنی اصلاح نہ کی، پیغمبر اور ان کی قوم نے برابر صبر سے کام لیا، بالآخر قدرت کی طرف سے قدرتی سزا دی گئی، اس سزا نے ڈکٹیٹر کو مع اپنی فوج کے تباہ کر دیا، اور اقلیت کو گلوخلاصی بلکہ جانشینی ملی، یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ تھا، جو قرآن مجید میں اس کے مختلف پہلوؤں کو پیش کرتے ہوئے بیان کیا، تاکہ اس وقت کی مسلم اقلیت جو اکثریت کے درمیان ظلم سہ رہی تھی اس کو تسکین حاصل ہو کہ کسی کے ڈکٹیٹر بن جانے پر یہ ضروری نہیں کہ وہ جو چاہے کرے، قرآن مجید میں یہ حالات اس طرح بیان کئے گئے کہ ان سے انسانی نفسیاتی احوال کا بھی پتہ چلتا ہے اور مشکلات کا حل بھی سامنے آتا ہے۔

قوموں کے سبق آموز واقعات ابلاغ کے تعمیری کردار کی عملی مثال ہیں

قرآن مجید میں مختلف قوموں کے انسانی کردار کے اس طرح کے مختلف اور متنوع حالات کو بیان کیا گیا ہے کہ جس سے انسان کو اپنی زندگی کی مشکلات میں رہنمائی ملے، اور انسانی زندگی کے حالات سے نمٹنے میں مدد ملے، اس لئے کہ انسان اپنی زندگی کو دوسرے انسانوں کی زندگیوں کی مثالوں سے سنوارتا اور بناتا ہے، اور اچھے برے کے فرق کو پہچاننے میں مدد لیتا ہے، ایسی مثالوں کو واقف کار دوسروں کے علم واستفادہ کے لیے بیان کرتا ہے اور ان کے ابلاغ کا کام انجام دیتا ہے، اس سلسلہ میں قرآن مجید میں بیان کردہ مضمون سے بہت مثالیں دی جاسکتی ہیں، جن میں انفرادی سطح کی نفسیاتی باتیں جگہ جگہ بتائی گئیں، جن سے انسان کے اہل فکر طبقے کی معلومات میں اضافہ بھی ہوتا ہے، اور برے حال سے بچنے کی تلقین بھی ہوتی ہے، مثلاً سورہ

www.abulhasanalinadwi.org

'تکاثر' میں یہ انسانی حال بیان کیا گیا ہے کہ انسانوں پر مال بڑھانے کا شوق اتنا بڑھ جاتا ہے کہ وہ اپنی تمام مصلحتوں کو چھوڑ کر اسی میں مستغرق ہو جاتا ہے اور پھر اس کا نتیجہ سب کچھ چھوڑ کر دوسری زندگی میں خالی ہاتھ داخل ہو جاتا ہے، جہاں اس کا مال کتنا بھی زیادہ رہا ہو کام نہیں آتا، امریکا کے ایک مستشرق نے بھی سورہ تکاثر کے حوالہ سے اپنا ایک مؤثر مشاہدہ لکھا ہے۔

اسی طرح سورہ مطففین میں انسان کی اس زیادتی اور ناانصافی کا تذکرہ ملتا ہے کہ مال کی محبت رکھنے والا تاجر ناپ تول میں بہت بے انصافی سے کام لیتا ہے، اسکے علاوہ بھی انسانی زندگی میں پیش آئے ہوئے نفسیاتی پہلوؤں کا بیان ہم کو قرآن مجید میں جگہ جگہ ملتا ہے ان میں اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ انسان ان کی روشنی میں اپنی زندگی کے لئے سبق حاصل کرے، یہ انسانی معاشرہ میں پیش آنے والے واقعات اور قوموں کے سبق آموز حالات کے تعلق سے اور انبیاء کی دعوتی کوششوں میں قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے، اور یہ مثالیں ہم کو ابلاغ کے موضوع کے سلسلہ میں بڑی روشنی اور رہنمائی دیتی ہے، یہ سب ابلاغ کی تعمیری مفید اور مقصد کو پورا کرنے کی اعلیٰ مثالیں ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

رب کی بندگی اور دعا قرآن کی روشنی میں

قرآن مجید میں مختلف انداز اور مختلف موقعوں پر یہ واضح کیا گیا ہے کہ کائنات ارضی وسماوی اور اس میں جو کچھ ہے وہ اللہ رب العالمین کا پیدا کیا ہوا ہے، اور وہی تنہا سب کا مالک و پروردگار اور لائق عبادت ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، اور جو کچھ ہوتا ہے وہ کائنات کی بنانے والی ذات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے طے کردہ ہے، اور وہ سب اس کے علم وارادہ کے تحت ہی عمل میں آتا ہے، کوئی بھی چیز چھوٹی ہو یا بڑی، ایسی نہیں کہ وہ خود بخود ہو جاتی ہو، اور قرآن مجید میں مزید یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ جو کچھ ہے وہ اللہ نے بے سبب نہیں طے کیا اور بنایا، بلکہ اس میں ہر ایک کے پیچھے مقصد ہے، اور انسان کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ اس مقصد کو سمجھے اور اپنے کو اس کے مطابق عمل کرنے کا پابند بنائے، اور اس کام کے لیے انسان کو دیگر مخلوقات کے مقابلہ میں خصوصی طور پر ذمہ داری ڈالی گئی کہ وہ اس زمین پر اپنی زندگی اپنے خالق و مالک اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق گذارنے کے ساتھ ساتھ اس زمین پر منتظم کی حیثیت سے اپنے خالق و مالک کے نائب کے طور پر عملدرآمد کرے، اور اس کام کے سلسلہ میں اس کو زندگی گذارنے اور مقصد کے مطابق عمل کرنے کے لیے جو علم مطلوب ہے، اس کے وسائل مہیا کر دیئے گئے۔

اس سلسلہ میں اس کو دو طرح کی معلومات کی ضرورت تھی، ایک وہ جن کی ضرورت زندگی گزارنے کے لیے مطلوب ہیں ان کو انسان اپنے غور و فکر اور تحقیق و تجربہ سے حاصل کر سکتا ہے، ان معلومات کا حصول انسان کی کوشش پر چھوڑ دیا گیا ہے، اور اس کے حصول کی صلاحیت اور اس کے مطابق عقل و سمجھ کی صلاحیت دے دی گئی، علم کی دوسری قسم وہ ہے جو انسان کی صلاحیت کے دائرہ سے اوپر کی ہے، اس کو غیب سے تعبیر کیا گیا ہے، وہ انسانی علم کے

www.abulhasanalinadwi.org

دائرہ میں نہیں آتی، اس کو آسمانی پیغام اور تعلیم الٰہی کے ذریعہ سے انسان کو بتایا گیا ہے، اور وہ اس عالم سے تعلق رکھتی ہیں، جو انسان کے نظر سے مخفی ہے، اور اللہ کی طرف سے نازل کی ہوئی کتابوں میں اور اللہ کے مقرر کردہ رسولوں اور فرشتوں کے ذریعہ سے انسان کو بتائی گئی ہیں، ان میں انسان کے پیدا کیے جانے کا مقصد اور پیدا کرنے والے کی عظمت اور احسان کو سمجھنے اور اس کے مطابق اس کا شکر ادا کرنے کا طریقہ بتایا گیا، اور یہ بات واضح کردی گئی ہے، کہ اس کو پیدا کرنے والے کی مرضی اور حکم کو ماننے پر بہترین نعمتیں عطا کی جائیں گی، اور ان کے خلاف کرنے پر سخت ترین سزائیں دی جائیں گی کہ بے حد و بے حساب احسانات کے بعد بھی اس کی نافرمانی ہوئی۔

لیکن یہ نعمتیں اور یہ سزا انسان کی مختصر زندگی میں نہیں دی جائیں گی، بلکہ اس مختصر زندگی میں عمل کے لحاظ سے جو جیسا ثابت ہوا ہے دوبارہ زندگی دے کر اس کو اس کے عمل پر جزا یا سزا ملے گی، اس بات کو ماننے اور اس کو اپنے عمل میں لانے کی کوشش کا حکم دیا گیا ہے، قرآن مجید میں آیا ہے:۔

تَبَارَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ o الَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ o [سورہ ملک:۱-۲]

''وہ خدا بڑی عالی شان ہے جس کے قبضہ میں بڑی سلطنت ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون شخص عمل میں زیادہ اچھا ہے۔''

لہٰذا انسان پر لازم ہے کہ اس کی زندگی کے حالات میں اپنے رب کے احسانات وعظمت کو ماننے کا اظہار ہو اور چونکہ کائنات میں سب اسی کے حکم سے ہوتا ہے اور ہر چیز کا اعلیٰ اختیار اسی کے پاس ہے، لہٰذا اس سے اپنے صلاح وفلاح کی درخواست بھی کرتے رہنا چاہیے یہ درخواست دعا کہلاتی ہے، قرآن مجید میں دعا کے نمونے بھی دیے گئے ہیں، ان نمونوں سے

www.abulhasanalinadwi.org

فیض حاصل کرنے کا موقع دیا گیا ہے، اس کی پہلی مثال قرآن مجید کی پہلی سورت ''سورہ فاتحہ'' ہے جو انتہائی مختصر لیکن انتہائی جامع ہے، اس کے شروع میں اللہ کی عظمت اور اس کے برتر مقام اور خوبیوں کا اعتراف کیا گیا، پھر اس سے اپنے لیے خیر کی اور بہتری کی درخواست کی گئی ہے، اور یہ سب بات سات آیتوں میں بہت جامع طریقہ سے سمودی گئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مَالِكِ يَوْمِ الدين ۝ إياكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اهدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ ۝

''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس کی رحمت فراواں اور جس کا کرم دائمی ہے، سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے، جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے، جو بدلے کے دن کا مالک ہے، بیشک ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے مدد کے طلبگار ہوتے ہیں، آپ ہمیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت فرمادیجئے، ان لوگوں کے راستے کی طرف جن پر تو نے انعام کیا، نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر آپ کا غضب ہوا اور نہ گمراہ لوگوں کا راستہ۔''

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی اور نصیحت کے لیے جو نبی بھیجے ان کی زندگیوں کے مؤثر حالات اور طریقہ کار کو واضح انداز میں بتایا گیا، حضرت آدمؑ پہلے انسان اور پہلے نبی ہوئے، ان کا تذکرہ کئی جگہ کیا گیا تاکہ انسان کو جو اہمیت دی گئی اس کا پتہ چلے، ان سے اپنے رب کے حکم کے سلسلہ میں ایک بھول ہوگئی تھی، جس کی انھوں نے معافی مانگی، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کی غلطی اور ان کے معافی مانگنے کا ذکر ان کے الفاظ میں کیا ہے کہ انھوں نے بھول سے غلطی کی، پھر معافی مانگی۔

وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِيْنَ ۝ فَوَسْوَسَ لَهُمَا

www.abulhasanalinadwi.org

الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْءَاتِهِمَا وَقَالَ
مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ
أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ٥ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ
النَّاصِحِينَ ٥ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا
سَوْءَاتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ
وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُل
لَّكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ ٥ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا
أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ٥
قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ
وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ٥ قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا
تُخْرَجُونَ ٥ (سورۃ الاعراف، ۱۹ تا ۲۵)

”اور (ہم نے حکم دیا کہ) اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو، پھر جس جگہ سے چاہو دونوں آدمی کھاؤ، اور اس درخت کے پاس مت جاؤ، ورنہ تم دونوں بھی ظلم کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ گے، پھر شیطان نے ان دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا تا کہ ان کا پردہ کا بدن جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا دونوں کے روبرو بے پردہ کردے، اور کہنے لگا کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں کیا، مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں کہیں فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ کہیں زندہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ، اور ان دونوں کے روبرو قسم کھائی کہ یقین جانئے کہ میں آپ دونوں کا خیر خواہ ہوں، سو ان دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا، پس ان دونوں نے جب درخت کو چکھا تو دونوں کے پردہ کا بدن ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہو گیا، اور دونوں اپنے اوپر جنت کے (درختوں کے) پتے جوڑ جوڑ رکھنے لگے اور ان کو ان کے رب نے پکارا کہ کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا

www.abulhasanalinadwi.org

اور یہ نہ کہہ دیا تھا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے، دونوں کہنے لگے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا، اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ کریں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نیچے ایسی حالت میں جاؤ کہ تم باہم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے، اور تمہارے واسطے زمین میں رہنے کی جگہ ہے، اور نفع حاصل کرنا ایک وقت تک، اور فرمایا کہ تم کو وہاں ہی زندگی بسر کرنا ہے اور وہیں مرنا ہے۔"

پھر ان کے بعد آنے والی نسلوں میں حضرت نوح علیہ السلام نبی ہوئے، انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغام کو بہت خوبی سے انسانوں تک پہنچایا، اس کے ساتھ ایک موقع پر اپنے ایک نالائق اور سخت نافرمان بیٹے کی سفارش پیش کی کہ اسے معاف کر دیا جائے، اللہ نے ان کو بتایا، کہ برے بیٹے کو بیٹا سمجھنا ہی صحیح نہیں، حضرت نوح علیہ السلام نے غلطی تسلیم کی، جس کی معافی چاہی، دونوں باتوں کا تذکرہ قرآن مجید میں اس طرح ہے۔

وَنَادَیٰ نُوحٌ رَّبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ۝ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَن تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُن مِّنَ الْخَاسِرِينَ ۝ (سورۃ ھود، ۴۵، ۴۷)

"اور نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا اے میرے رب میرا بیٹا تو میرے گھر والوں ہی میں ہے اور تیرا وعدہ بھی بالکل سچا ہے اور تو تو ہر حاکم کے اوپر حاکم ہے، اللہ نے فرمایا: اے نوح، یہ تمہارے گھر والوں ہی میں سے نہیں، یہ ایک تباہ کار شخص ہے، سو مجھ سے ایسی چیز کی درخواست نہ کرو جس کی تمہیں خبر نہ ہو، میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم (آئندہ کہیں) نادان نہ بن جاؤ، نوح بولے اے میرے پروردگار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں آئندہ تجھ سے

www.abulhasanalinadwi.org

ایسی چیز کی درخواست کروں جس کی مجھے خبر نہ ہو اور اگر تو میری مغفرت نہ کرے اور مجھ پر رحم نہ کرے تو میں نقصان اٹھانے والوں میں آجاؤں گا۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے محبوب ترین نبی تھے، اور ان کو اللہ نے نبیوں پر فوقیت دی، ان کو جتنے عمل بتائے گئے، سب میں اپنے رب کی وفاداری اور اطاعت کے نمونے پیش کیے، اس میں ان کی دعائیں بھی ہیں، جو مختلف انسانی کیفیات کا پتہ دیتی ہیں۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَـٰذَا الْبَلَدَ آمِناً وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ، رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيراً مِّنَ النَّاسِ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ٥ رَّبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ٥ رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ وَمَا يَخْفَى عَلَى اللَّهِ مِن شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ، رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ، رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ٥ (سورۃ ابراہیم، ۳۵، ۴۱)

"اور جب ابراہیم نے اپنے پروردگار سے یہ دعا کی کہ اے میرے پروردگار اس شہر کو یعنی مکہ کو جہاں کے بے آب و گیاہ اور غیر آباد حصہ زمین ہوتے ہوئے اپنے شیر خوار بچہ کو اس کی ماں کے ساتھ لیجا کر چھوڑ آئے تھے، امن والا بنادے، اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے پناہ دے، اے میرے پالنے والے معبود! انہوں نے (یعنی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کے لیے اختیار کیے گئے دوسرے معبودوں نے) بہت سے لوگوں کو راہ سے بھٹکا دیا ہے، پس میری توحید و اطاعت الٰہی کی بات ماننے والا میرا ہے اور جو میری یہ بات نہ

www.abulhasanalinadwi.org

مانے تو تو بہت ہی معاف اور کرم کرنے والا ہے، اے میرے پروردگار! میں نے اپنی اولاد کو اس بے کھیتی کی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس لا بسایا ہے، اے ہمارے پروردگار! یہ اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں، تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کردے کہ ان کی طرف جھکے رہیں، اور ان کو میووں سے روزی دے تاکہ تیرا شکر کریں، اے ہمارے پروردگار آپ کو تو سب کچھ معلوم ہے جو ہم اپنے دل میں رکھیں، اور جو ظاہر کردیں، اور اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز بھی مخفی نہیں، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں، تمام تعریف خدا کے لیے ہے جس نے مجھکو بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق (دو بیٹے) عطا فرمائے، حقیقت میں میرا رب دعا کا بڑا سننے والا ہے، اے میرے رب مجھ کو بھی نماز کا اہتمام کرنے والا رکھیے اور میری اولاد میں بھی، اے ہمارے رب اور میری یہ دعا قبول کیجیے اور اے ہمارے رب میری مغفرت کردیجیے اور میرے ماں باپ کی اور کل مومنین کی بھی حساب قائم کرنے کے دن۔"

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام جو برگزیدہ نبی تھے، ان سے بھی ایک بشری غلطی ہوگئی تھی، ایک برے آدمی کو جو واقعی برا تھا، اس کو جوش میں آکر قتل کردیا، اس پر انہوں نے معافی مانگی اور دعا کی۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ ۝ (سورۃ قصص، ۱۶، ۱۷)

"عرض کیا اے میرے پروردگار مجھ سے قصور ہوگیا ہے، آپ معاف کردیجیے، سو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا، بلاشبہ وہ بڑا غفور رحیم ہے، موسیٰ نے (یہ بھی) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار چونکہ آپ نے مجھ پر بڑے بڑے انعامات فرمائے ہیں سو کبھی میں مجرموں کی مدد نہ کروں گا۔"

پھر ان کو اپنے وطن سے نکل کر غیر علاقے میں جانا پڑا، وہ ان کی بے بسی کی کیفیت تھی،

www.abulhasanalinadwi.org

اس کا اظہار انھوں نے دعا کے ذریعہ سے کیا، اس کا بھی نمونہ بیان کیا گیا:

رَبِّ إِنِّیْ لِمَا أَنزَلْتَ إِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ (سورہ قصص: ۲۴)

''(پھر موسیٰ نے) دعا کی اے میرے پروردگار (اس وقت) جو نعمت بھی آپ مجھ پر بھیج دیں اس کا (سخت) حاجتمند ہوں۔''

اسی طرح فرعون کے دربار میں جانے کا جب حکم ملا، تو اس وقت کی دعا بھی مذکور ہے۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ o وَیَسِّرْ لِیْ أَمْرِیْ o وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِیْ o یَفْقَهُوا قَوْلِیْ o وَاجْعَل لِّیْ وَزِیْراً مِّنْ أَهْلِیْ o هَارُوْنَ أَخِیْ o اشْدُدْ بِهِ أَزْرِیْ o وَأَشْرِكْهُ فِیْ أَمْرِیْ o كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْراً o وَنَذْكُرَكَ كَثِیْراً o إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِیْراً o

(سورۂ طٰہٰ، ۲۵، ۳۵)

''عرض کیا اے میرے رب! میرا سینہ یعنی حوصلہ فراخ کر دیجیے اور میرا یہ کام آسان فرما دیجیے اور میری زبان پر سے لکنت کی بستگی ہٹا دیجیے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے واسطہ میرے کنبہ میں سے ایک معاون مقرر کر دیجیے یعنی ہارون کو کہ میرے بھائی ہیں، ان کے ذریعہ سے میری قوت کو مستحکم کر دیجیے اور ان کو میرے اس کام میں شریک کر دیجیے تا کہ ہم دونوں آپ کی کثرت سے پاکی بیان کریں اور آپ کا خوب کثرت سے ذکر کریں، بے شک آپ ہم کو خوب دیکھ رہے ہیں۔''

اللہ کے ایک نبی حضرت یونس تھے، جو اللہ کا وعدہ پورا ہونے میں تاخیر سے بہت متاثر ہوئے، اور اس غمزدہ کیفیت میں اپنے علاقے سے دوسرے علاقے میں چلے گئے، اس پر اللہ کی طرف سے کہا گیا:

وَذَا النُّوْنِ إِذ ذَّهَبَ مُغَاضِباً فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَیْهِ

(سورہ انبیاء: ۸۷)

''اور مچھلی والے پیغمبر یعنی یونس کا تذکرہ کیجیے جبکہ وہ اپنی قوم سے جبکہ وہ ایمان

نہ لائے خفا ہو کر چل دیے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم ان پر اس چلے جانے میں کوئی دارو گیر نہ کریں گے۔

پھر انہوں نے معافی مانگی اور دعا کی۔

فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ٥ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ ٥ (سورۃ الأنبیاء، ۸۷، ۸۸)

''پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا کہ الٰہی آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ سب نقائص سے پاک ہیں، میں بے شک قصوروار ہوں، سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اس گھٹن سے نجات دیا اور ہم اسی طرح اور ایمان والوں کو بھی کرب وبلا سے نجات دیا کرتے ہیں۔

اللہ نے ان کو معافی دی، اور ان کو نبی کا مقام دیا۔

اللہ کے نبیوں میں ایک جلیل القدر نبی حضرت سلیمان علیہ السلام تھے، ان کو نبی ہونے کے ساتھ ساتھ ہفت اقلیم کی بادشاہت بھی انعام کے طور پر ملی تھی، ان کے سلسلے میں بھی کئی دعائیں بیان کی گئی ہیں، جو انہوں نے اپنے حالات کے لحاظ سے مانگی۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ٥ (سورۃ ص، ۳۵)

دعا مانگی کہ اے میرے رب پچھلا قصور معاف کر اور آئندہ کے لیے مجھ کو ایسی سلطنت دے کہ میرے سوا کسی کو میسر نہ ہو آپ بڑے دینے والے ہیں۔

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ٥ (سورۃ الأنبیاء، ۷۶)

''اور نوح کا تذکرہ کیجئے جبکہ انہوں نے اس سے پہلے دعا کی، سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اور ان کے تابعین کو بڑے بھاری غم سے نجات دی''

www.abulhasanalinadwi.org

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ
فاستجبنا له فكشفنا ما به من ضُرٍّ (سورۃ الأنبیاء ۸۳)

اورایوب کا تذکرہ کیجئے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو یہ تکلیف پہنچی ہے اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں، ہم نے ان کی دعا قبول کی اوران کو جو تکلیف تھی اس کو دور کردیا۔

وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَى رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْداً وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ . فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَى وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ

(سورۃ الأنبیاء، ۸۹،۹۰)

''اورزکریا کا تذکرہ کیجیے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھ کو لاوارث مت رکھیواور سب وارثوں سے بہتر آپ ہی ہیں، سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ہم نے ان کو یحیٰ (فرزند) عطا فرمایا اوران کی خاطر ان کی بیوی کو (اولاد کے) قابل کردیا۔

یہ دعائیں اور دیگر کئی نبیوں اور اشخاص کی دعائیں قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں، اس طرح یہ تلقین کی گئی کہ یہ سارے معاملات تمہارے خالق و مالک کی طرف سے ہوتے ہیں، جب ضرورت پڑے تو اسی سے مانگو اور اسی سے التجا کرو، لیکن مانگنے میں جن آداب کی ضرورت ہے ان کا پورا لحاظ رکھو، اس کی شان ربوبیت اور اپنی عاجزی اور بندگی و بےبسی کو پیش نظر رکھو، اور ایسی احتیاط رکھو کہ تم سے بے خیالی میں کوئی ایسا طرز ظاہر نہ ہو کہ اس کی شان ربوبیت اور بندگی کے لحاظ سے ہٹا ہوا ہو، اس پر قرآن مجید میں اللہ نے وعدہ فرمایا کہ ہم بندوں کی دعا سنتے ہیں، اور پورا بھی کرتے ہیں، اور یہ بھی فرمایا کہ میرے نام اور صفات میں سے جس نام کے حوالے سے جس صفت کے حوالے سے پکاروگے، تمہارا وہ کام انجام پائے گا۔

وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا (سورۃ الاعراف،۱۸۰)

''اوراچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں، سوان ناموں سے اللہ کو پکارا کرو''

قرآن مجید میں مذکور دیگر دعائیں بطور نمونہ ذیل میں دی جاتی ہے، ان دعاؤں سے

www.abulhasanalinadwi.org

تاقیامت ایمان والے لوگ فیض حاصل کریں گے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْراً كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ○ (سورۃ البقرۃ،۲۸۶)

"اے ہمارے رب ہم پر داروگیر نہ فرمایئے اگر ہم بھول جائیں، یا چوک جائیں،اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی ایسا بار نہ ڈالیے جس کی ہم کو سہار نہ ہو اور درگذر کیجیے ہم سے اور بخش دیجیے ہم کو اور رحم کیجیے ہم پر، آپ ہمارے کارساز ہیں،سو آپ ہم کو کافروں پر غالب کیجیے۔"

رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ○(سورۃ آل عمران،۱۵،۱۶)

"اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے،سو آپ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجیے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجیے۔"

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ○(سورۃ آل عمران،۸)

"اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو کج نہ کیجیے بعد اس کے کہ آپ ہم کو ہدایت دے چکے ہیں،اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت عطا فرمایئے، بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں۔"

اسی کے ساتھ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے کلام مبارک میں بھی مؤثر دعائیں ملتی ہیں، جو قرآن مجید کی دعاؤں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور وحی کے ذریعہ بنائے ہوئے اسلوب میں ملتی ہے،وہ دعائیں بھی قرآن میں دی ہوئی دعاؤں کا پرتو ہیں اور ان میں پوری طاقت وتاثیر ہے اور یہ سب ایمان والوں کے لیے نمونہ ہیں، کہ جس پر جیسے حالات ہوں ان حالات کے لحاظ سے اپنے خالق سے مانگے،اس طرح درخواست پیش کرنے سے قبولیت کا وعدہ مالک کی

www.abulhasanalinadwi.org

طرف سے کیا گیا ہے۔مثال کے طور پر ان کی دو دعائیں پیش ہیں، ایک دعا طائف کی ہے، جو انتہائی تکلیف، دل شکنی اور بے بسی کی کیفیت سے گزرنے پر انہوں نے کی، اس دعا میں اپنے پروردگار کی ربوبیت اور اپنی بے بسی و بندگی دونوں کا اس طرح لحاظ رکھا گیا، کہ کسی چیز سے اس کے خلوص پر اثر نہیں پڑتا۔

" اللّٰھم إلیك أشکو ضعف قوتی و قلة حیلتی، و ھوانی علی الناس، یاأرحم الراحمین أنت رب المستضعفین، و أنت ربی، إلی من تکلنی، إلی بعید یتجھمنی، أم الی عدو ملکته أمری، إن لم یکن بك غضب علی فلا أبالی، غیر أن عافیتك ھی أوسع لی، أعوذ بنور وجھك الذی أشرقت له الظلمات ، و صلح علیه أمر الدنیا، و الآخرة، من أن ینزل بی غضبك، أو یحل علی سخطك، لك العتبی، حتی ترضی، و لا حول و لا قوة إلا باللّٰه"۔

الٰہی تیرے ہی سامنے اپنی کمزوری، بے سروسامانی اور لوگوں کی طرف سے تحقیر کا برتاؤ کئے جانے سے اپنی پریشانی بیان کرتا ہوں، تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، درماندہ اور عاجزوں کا مالک تو ہی ہے، اور میرا مالک بھی تو ہی ہے، مجھے کن کے حوالہ کر رہا ہے؟ کیا کسی ایسے بیگانہ کے جو میرے ساتھ ترش روئی اختیار کرے، یا کسی دشمن کے جس کو مجھ پر پورا قابو حاصل ہو گیا ہو، لیکن اگر مجھ پر تیرا غضب نہیں تو پھر مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں، لیکن تیری طرف سے مجھ کو عافیت ملے تو میرے لئے زیادہ آسانی ہے، میں تیری ذات کے اس نور کی پناہ میں رہنا چاہتا ہوں جس سے سب تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں، اور جس سے دین و دنیا کے کام ٹھیک ہو جاتے ہیں، اس بات کے مقابلہ میں کہ تیرا غضب مجھ پر اترے، یا تیری ناراضی مجھ پر وارد ہو، مجھے تو تیری ہی رضامندی حاصل کرنے کی برابر فکر کرتے رہنا ہے حتی کہ تو راضی رہے، اس کے لئے کوشش کرتا ہوں، ساری

www.abulhasanalinadwi.org

حفاظت اور طاقت تیرے ہی پاس ہے"۔

دوسری دعا حج کے موقع پر منیٰ میں مانگی تھی، جہاں بندگی کے اظہار کے لیے حج کی عبادت میں اس کے خاص موقع پر آپ نے کی، اس میں بھی اپنی بندگی اور حاجت مندی کا اتنا مؤثر و جامع انداز اختیار کیا کہ اس سے بہتر و جامع انداز نہیں ہوسکتا۔

"اللّٰهم إنك تسمع كلامي، وترى مكاني، وتعلم سري، وعلانيتي ولا يخفى عليك شئ من أمري أنا البائس الفقير، المستغيث المستجير، الوجل المشفق، المقر المعترف بذنوبه أسئالك مسألة المسكين، وأبتهل إليك ابتهال المذنب الذليل، وأدعوك دعاء الخائف الضرير دعاء من خضعت لك رقبته، وفاضت لك عيناه وذل جسده، ورغم لك أنفه ، اللّٰهم لاتجعلني بدعائك شقيا، وكن بي رؤفا رحيماً يا خير المسئولين وياخير المعطين". (المعجم الکبیر، ج۱۱ص۱۷۴)

"اللہ تو ہی میری بات سنتا ہے، میرے مقام کو دیکھتا ہے، میرے ظاہر و باطن کو جانتا ہے، تجھ سے میرا کوئی معاملہ پوشیدہ نہیں، میں محتاج مدد اور پناہ کا طالب، ڈرنے والا اور گناہوں کا اعتراف کرنے والا ہوں، تجھ سے مسکین کی طرح مانگتا ہوں اور ذلیل و گنہگار کی طرح عاجزی کرتا ہوں، ڈرنے والے کی طرح تجھے پکارتا ہوں، جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہے، آنکھیں بہ رہی ہیں، جسم جھکا ہوا ہے اور ناک خاک آلودہ ہے، مجھے دعا کے بعد محروم نہ فرما، اور میرے ساتھ شفقت و رحمت کا معاملہ فرما، اے وہ بہتر و برتر ذات جس سے ہی اپنی حاجت مانگی جاتی ہے اور جو بہترین دینے والا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

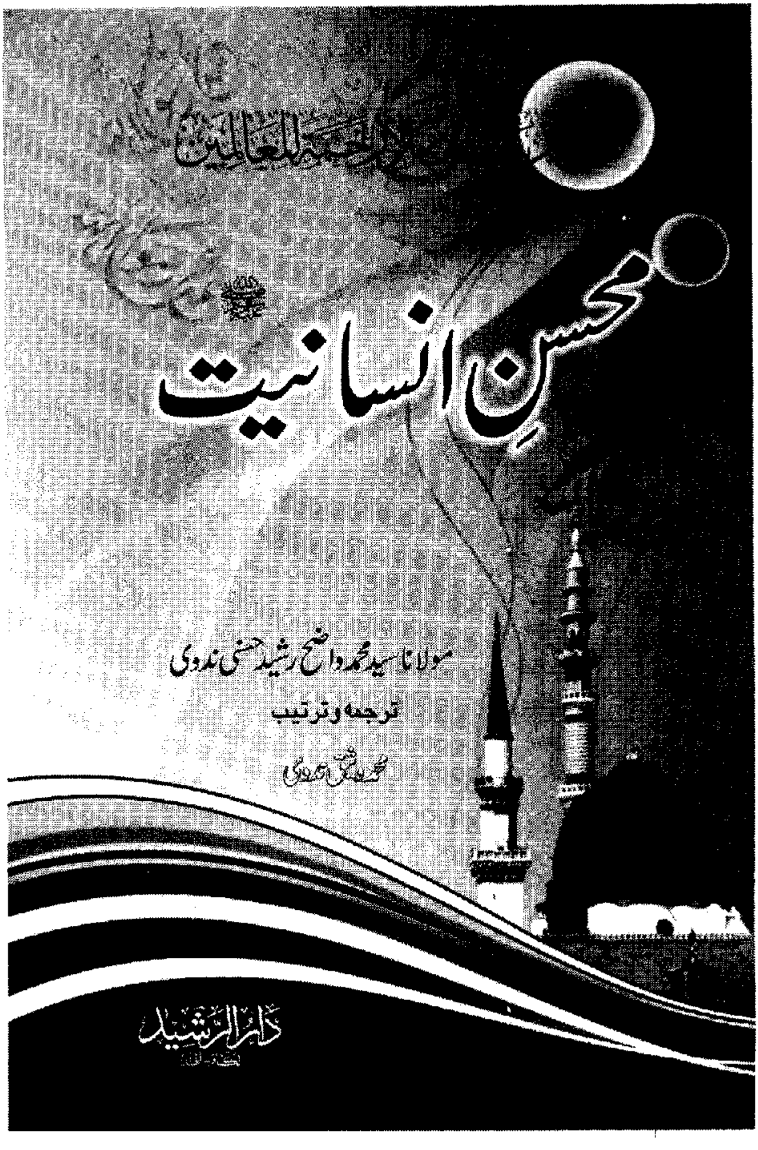

www.abulhasanalinadwi.org

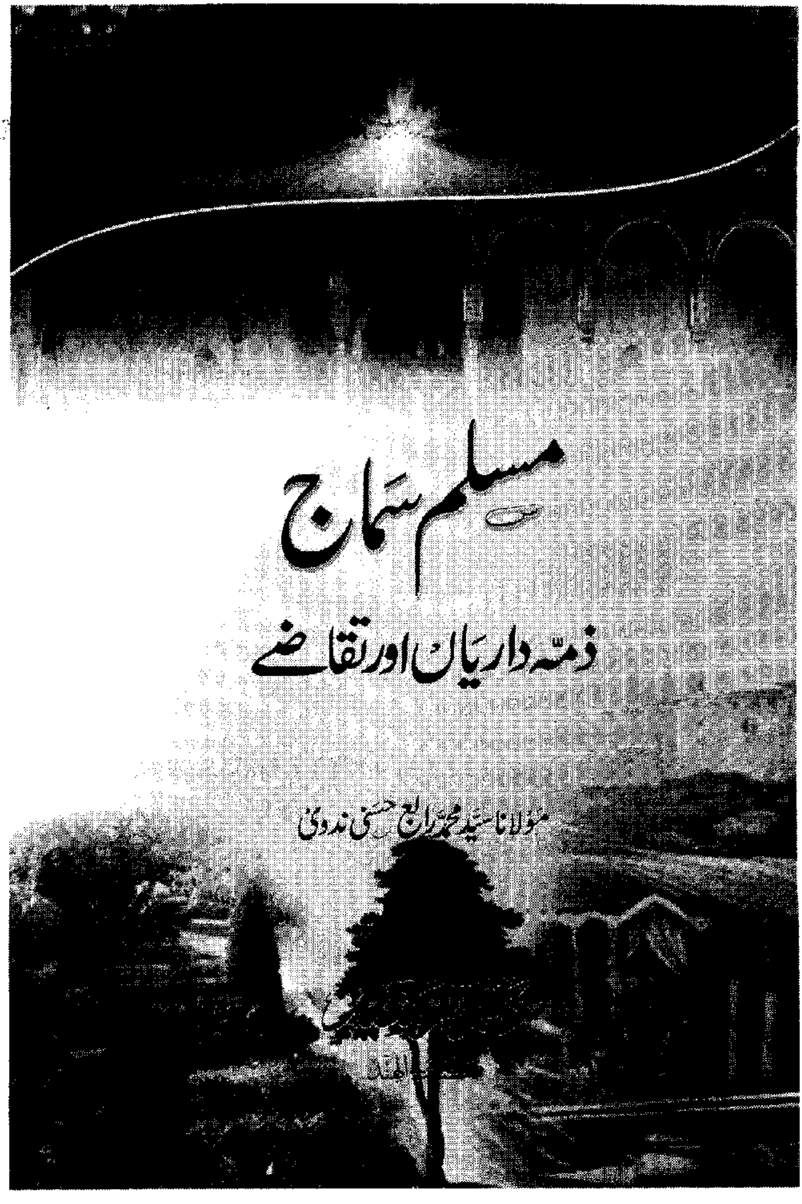

www.abulhasanalinadwi.org

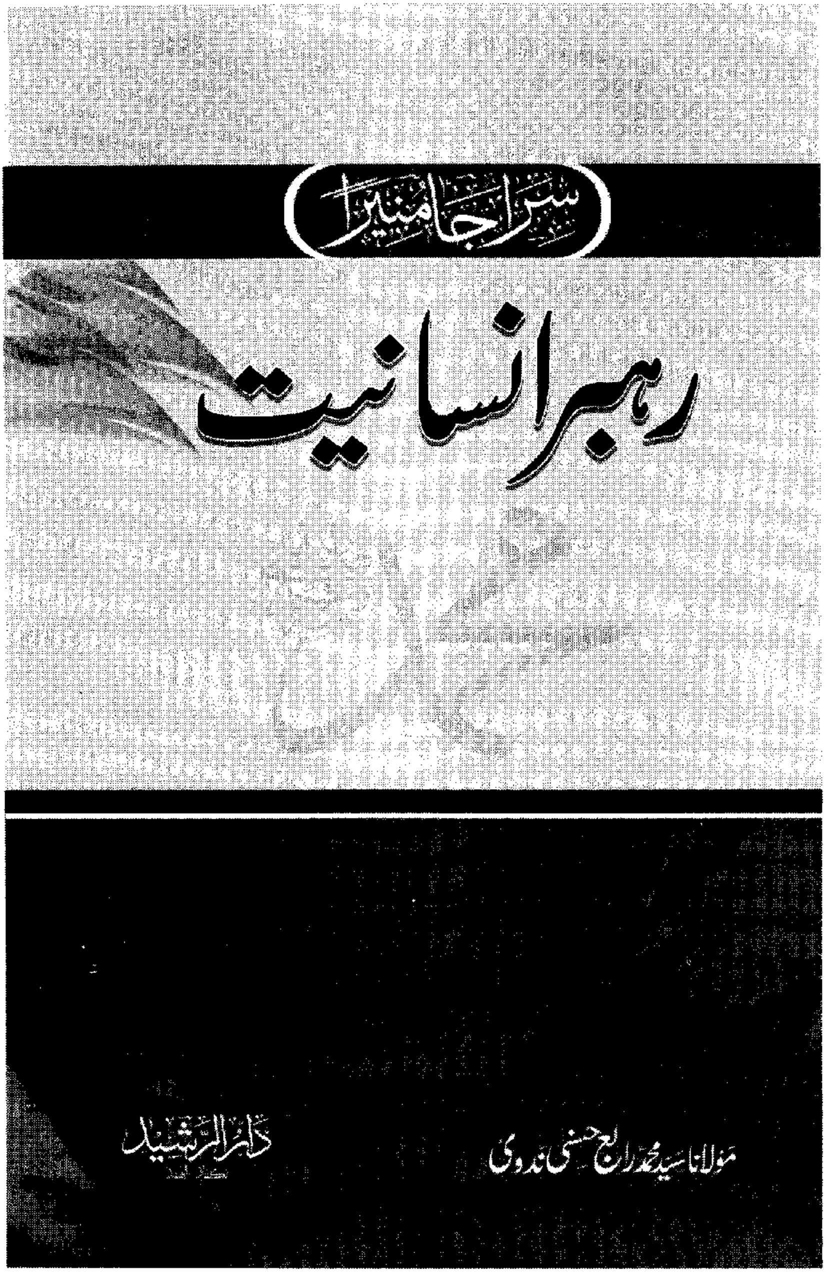
سراجاً منیرا
رہبر انسانیت
دار الرشید
مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی